خصائص اہلبیت
تالیف مُصنف
علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری
قادری رضوی کُتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور
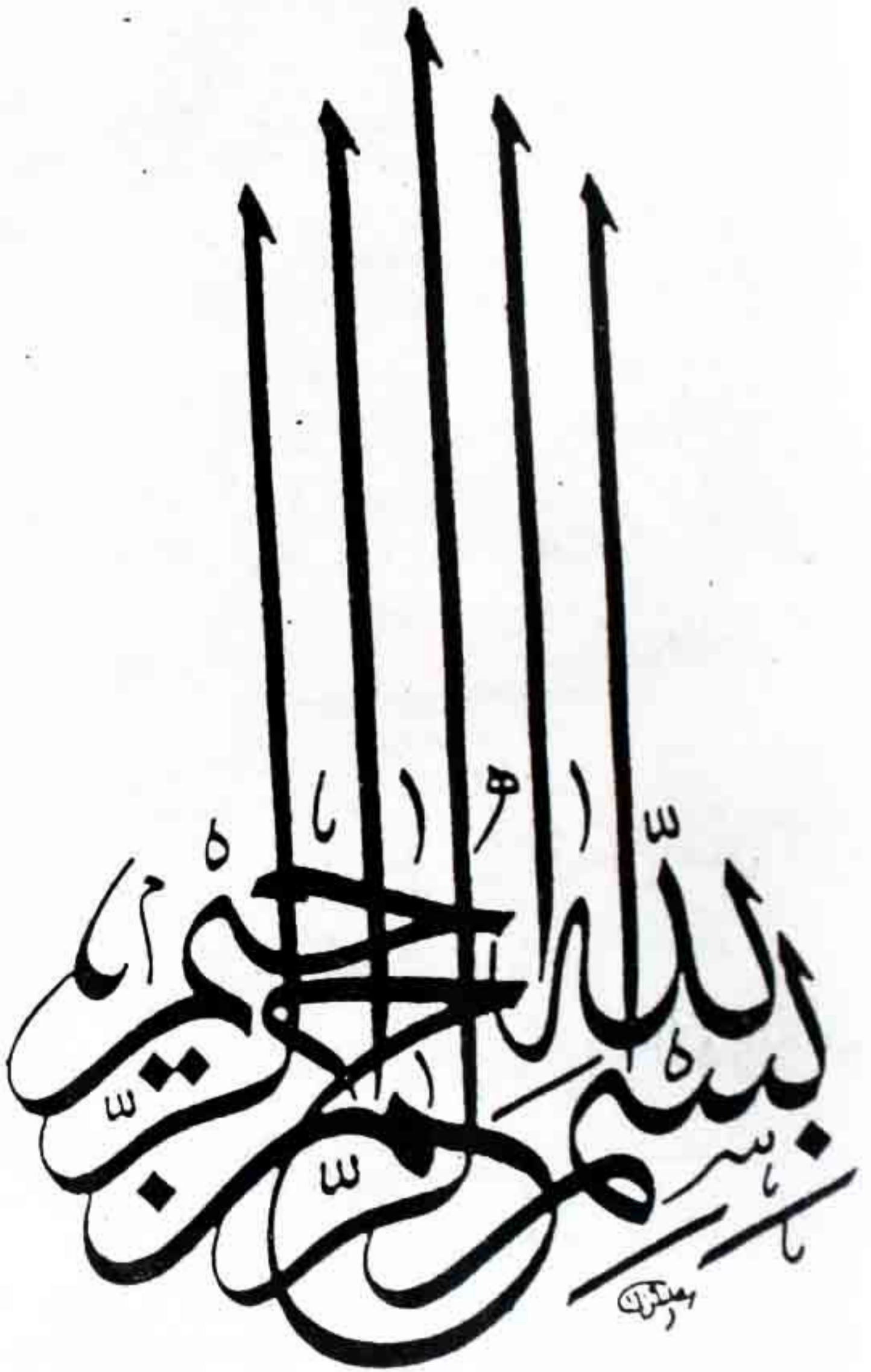
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم
ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہٗ
لکل ھول من الاھوال مقتحم
محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم
فان من جودک الدنیا وضرتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

قُل لَّآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰ

سورۃ شوریٰ ۲۵ آیت ۲۳

تالیف مصنف

علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری

ساہوچک شریف سیالکوٹ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

نام کتاب	.... خصائص اہل بیت
مصنف	.... صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری
زیر نگرانی	.... چوہدری محمد خلیل قادری
سرورق	.... فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
صفحات	 352
اشاعت اوّل	.... ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء
کمپوزنگ	.... عزیز کمپوزنگ سنٹر 0344-4996495
تحریک	.... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	.... چوہدری عبدالمجید قادری
قیمت	.... =/180 روپے

ملنے کا پتہ

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

فہرست

انتساب

شیخ الاسلام حجۃ الکاملین سندا لواصلین قاسمِ فیضانِ نبوت فنا فی الذات سبحانی، عاشق رسول ﷺ محب اہل بیت رسول ﷺ میرے نانا حضور حضرت

خواجہ صوفی اللہ رکھا مرشد و راہنما قلندر بے ریا و با صفاء رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کے فیض خاص نے اس مشت خاک کو سرفراز فرمایا

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید ولد آدم و خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آله واهله واعترته واصحابه واولیاء امته وصلحاء ملته اجمعین○

اما بعد! فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ صدق الله العلی العظیم○

برادران اسلام! اللہ رب العزت کی بارگاہ صمدیت میں دعا گو ہوں کہ رب قدوس ہمارے حال پہ اپنی رحمت کی کھڑکیاں فراخ فرمائے۔ ہمیں عشق مصطفیٰ ﷺ اور محبت اہل بیت جیسی عظیم دولت سے مالا مال فرمائے۔ ہمیں اس پرفتن مادیت کے دور میں بدعقیدگی' فرقہ پرستی' تفرقہ بازی اور ایک دوسرے کے ساتھ حسد بغض سے محفوظ رکھے۔ اولیائے کاملین کی محبت وصحبت میں مشغول رہیں تاکہ ہمارا ایمانی و روحانی رابطہ بارگاہ مصطفوی ﷺ سے مستحکم رہے۔

یہ کتاب میرے شیخ کامل کی نظر عنایت سے حضور رحمت عالم ﷺ کی قرابت کے فضائل ومناقب پہ لکھی ہے۔ اس میں اہل بیت اطہار کی چار ہستیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اہل بیت کی محبت اور یہ کہ اہل بیت میں کون کون

شامل ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصر سا تعارفی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کی شان اقدس میں لکھنے کو تو اتنا ہے کہ قیامت تک کے آنے والے لوگوں سے بھی پورا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نہ مصطفیٰ جان رحمت کی شان محدود ہے اور نہ ہی اہل بیت اطہار کی شان محدود ہے۔ بہر کیف اس کا غور سے مطالعہ کیجئے اور جس ترتیب کے ساتھ قرآن وحدیث کے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں ان سے استفادہ بھی کریں اور اہل بیت کی محبت سے اپنی زندگیوں کو سنوار لیں۔ تفرقہ بازی سے دور رہیں۔ اللہ اور اللہ کے حبیب کے احکامات پہ عمل پیرا ہو کر آقا کے خانوادے سے محبت کریں اور اولیائے کاملین کی محبت میں اپنی زندگی گزاریں۔ تاکہ روز محشر شفیع محشر ﷺ کی شفاعت سے مستفیض ہوسکیں۔

میں نے یہ کتاب کسی فرقہ کے پیش نظر یا کسی پہ تنقید کیلئے نہیں لکھی بلکہ یہ تو اللہ و رسول ﷺ اور اپنے شیخ کامل کا محبت بھرا پیغام آپ تک پہنچانے کیلئے لکھی ہے۔ تاکہ بروز حشر سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی چادر کا صدقہ ان ہستیوں کی نظر رحمت بندہ عاصی پہ رہے اور روز محشر داور حشر کے سامنے میں بھی اپنی اس کاوش کو پیش کر کے نجات اور چھٹکارے کی تمنا کرسکوں۔

دوستو! آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جگہ جگہ پہ فرقوں اور تفرقہ بازی کے باعث ہونے والے لڑائی جھگڑوں کو ختم کیا جائے۔ بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا رشتہ قائم کیا جائے اور اہل بیت رسول ﷺ واصحاب رسول ﷺ اور عشاق رسول ﷺ (اولیاء کرام) کی محبت سے اپنے روح وقلب کو سیراب کیا جائے۔

آج ہمیں باطل کے حملوں سے دفاع کیلئے عشق الٰہی اور عشق رسول کریم ﷺ کے سوز وساز سے ایمانی جذبے کو مضبوط اور مستحکم کرنا چاہیئے۔

امت محمدی ﷺ میں پھوٹ ڈالنے کی بجائے آپس میں متحد ہونا اور کرنا

چاہیے۔اسی عمل کو مضبوط اور مستحکم کرنے کیلئے اس کتاب کو شائع کیا جارہا ہے۔لہٰذا میں نے ایک درگاہ کے خادم کی حیثیت سے ضروری سمجھا کہ اس پیغام کو لوگوں تک پہنچایا جائے کہ اہل بیت کی محبت رسول ﷺ کی محبت ہے۔محبت وعقیدت کرتے ہوئے مراتب کا لحاظ بھی رکھیں۔کیونکہ غلام آقا سے اونچا نہیں ہوسکتا۔بیٹا باپ سے بلند نہیں ہوسکتا اور محبت وعقیدت کو ترک بھی نہ کریں کہ کہیں بغض وعناد کے پلید گڑھے میں نہ گر جائیں۔

ہمارے اجداد بھی اہل بیت کے غلام تھے اور ہم بھی اہل بیت کے در کے گدا ہیں اور اسی غلامی کا صدقہ ہی شفیع محشر ﷺ کی شفاعت کے طلبگار ہیں۔

وہ ازل سے میرے آقا میں غلام ابن غلام
کیوں کسی کے در پہ جاؤں ان کا صدقہ چھوڑ کر
خان شاہی کی حوص رکھتے نہیں ان کے گدا
کیوں ادھر لپکیں ہم ان ٹکڑوں کا چسکا چھوڑ کر
میں کہاں گھوموں کہاں ٹھہروں کسے دیکھا کروں
ان کی گلیاں ان کی جالی ان کا رستہ چھوڑ کر
تھی نہ چاہت دل میں زہرا کے دلاروں کی اگر
کیوں اترتے تھے نبی منبر سے خطبہ چھوڑ کر

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جملہ رفقاء کو خیر وعافیت۔ایمان وسلامتی اور محبت اہل بیت واولیائے کرام کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور سب کو ذکر مصطفیٰ ﷺ میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور جوانان اہل بیت کی طرح ہم سب کو حق کی خاطر ایمان وسلامتی کی خاطر باطل کی پلید کوششوں کے سامنے جذبۂ سید الشہداء علیہ السلام عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری تحریروں اور تقریروں سے امت میں محبت پیدا فرمائے۔
نفرت اور گمراہی سے رب تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

رب قدیر مدحت و توقیر کیلئے
سورج کی روشنائی دے تحریر کیلئے

آمین بجاہ سید المرسلین

تراب اقدام الاولیاء
احقر العباد عرفان الٰہی قادری
درگاہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ
۳/شوال ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۸ء
بروز جمعۃ المبارک

شان اہل بیت پاک

اللہ اللہ کتنا بالا ہے بیان اہل بیت
مصطفیٰ کا مدح خواں ہے مدح خوان اہل بیت
ان کی مدحت ہے کلام اللہ کی آیات میں
ہے حدیثوں میں بھی ذکر قدر و شان اہل بیت
جس نے الفت ان سے کی اس کو بشارت خلد کی
اے زہے قسمت تمہاری والہان اہل بیت
ان کی حب مولیٰ کی حب ان کی رضا رب کی رضا
ایسا قرب ایسی فضیلت ہے نشان اہل بیت
شہ نے فرمایا میری اولاد کے اعداء ہیں شر
خیر ہیں وہ لوگ جو ہیں عاشقان اہل بیت
کامل الایمان وہ ہیں جن کو جان و اولاد سے
ہوں پیارے مصطفیٰ اور خاندان اہل بیت
عاشقان کبریا ہیں عاشقان مصطفیٰ
عاشقان مصطفیٰ ہیں عاشقان اہل بیت
سب نسب تو قطع ہو جائیں گے محشر میں مگر
منقطع ہرگز نہ ہوگا دودمان اہل بیت

جس نے دی ایذاء نبی کو اس نے حق کو دی ایذاء
اور موذی ہیں نبی کے موذیان اہل بیت

دشمنان کبریا ہیں دشمنان مصطفیٰ
دشمنان مصطفیٰ ہیں دشمنان اہل بیت

ان کی درگاہ معلیٰ قبلۂ حاجات ہے
بوسہ گاہ اولیاء ہے آستان اہل بیت

یہ دعا ہے اجمل عاصی کی اے رب جہاں
پھولتا پھلتا رہے بس بوستان اہل بیت

(مولانا اجمل شاہ سنبھلی)

خصائص اہل بیت

اہل بیت اطہار

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ؕ

(سورہ شوریٰ پ ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے مصنف۔ تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

"حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جو طرح طرح کی گمراہیوں کے باعث اپنے رب سے دور جا چکے ہیں پھر قریب ہو جائیں۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر پھر نور ہدایت سے اپنے قلب و نظر کو روشن کریں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن کا یہ عالم تھا کہ دن رات اسی میں مشغول رہتے۔ ان کو سمجھاتے وہ غصہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیتے۔ وہ گالیاں بکتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں دیتے۔ وہ روشن معجزات دیکھ کر اور آیات الٰہی سن کر بھی کفر سے چمٹے رہنے پر اصرار کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق دل پہ غم و اندوہ کے بادل گھر آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کی مغفرت اور ہدایت کیلئے دعائیں مانگتے۔ اخلاص و محبت کے یہ بے مثل انداز کفار مکہ نے بھلا کب کہیں دیکھے تھے۔ وہ دل ہی دل میں خیال کرتے کہ اس ساری جدو جہد اور شبانہ روز تگ و دو کے پس منظر میں کوئی بڑا مقصد ہے جس کے حصول کیلئے یہ شخص محنت اور مشقت برداشت کر رہا ہے اور ہمارے جور و جفا پر اتنے

حوصلہ اور حلم کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ دولت جمع کرنا چاہتا ہے یا اقتدار کی ہوس ہے یا ہمارا بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے جس کے باعث انہوں نے اپنا یہ حال بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ اے نادانو! تم کس ادھیڑ پن میں ہو۔ سن لو میں اپنی جانکاہیوں کا' ان دلسوزیوں کا تم سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ طلب نہیں کرنا چاہتا نہ آج نہ کل اور نہ کبھی قیامت تک البتہ میری یہ خواہش ضرور ہے کہ تم نے آپس میں قتل و غارت کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اور ایک دوسرے کو ایذا پہنچانے میں اپنی قوتیں صرف کر رہے ہو اس سے باز آ جاؤ اور آپس میں محبت کرو۔ تمہاری باہمی رشتہ داریاں اور قرابتیں ہیں۔ تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ بھائی بھائی کا گلا کاٹے۔ چھوٹا بڑے کی پگڑی اچھالے۔ کسی کی جان۔ کسی کا مال محفوظ نہ ہو۔ مجھے تمہارا انداز پسند نہیں۔ میں تم سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھو تاکہ تمہاری زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی نمودار ہو جائے''۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج۴ صفحہ ۳۷۶)

اس سے یہ عقدہ حل ہوگیا کہ حضور ﷺ نے امت کو دین' کلمہ' نماز' روزہ' شریعت' قرآن مجید' خیر کثیر' خیر و شر میں فرق اور تمام معاملات خیر جن کی بدولت ہمیں آج یہ ساری عزتیں' شہرتیں' میسر ہیں عطا کر کے فرمایا کہ میں تم سے اس کے عوض میں کچھ طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میرے قریبیوں سے محبت کرو ان کی عزت و تکریم کرو۔

مصنف تفسیر ضیاء القرآن رقم طراز ہیں۔

''حضور سرور عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں' خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت' ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے

دل میں اہل بیت کیلئے محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اس کی شمعِ ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کو محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ ایک نہیں صدہا ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت پاک سے محبت کرنے اور ان کا ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے بیشک اہل بیت پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے لیکن یہ حضور ﷺ کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجر ایمان کا ثمر ہے۔ یہ اس گل کی مہک ہے۔ یہ اس خورشید کی چمک ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حب آل مصطفیٰ ﷺ ضرور ہوگی"۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ صفحہ ۳۷۷)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بروایت عبداللہ بن حارث' عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور عرض کی: ہم نکلتے ہیں تو قریش آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں ہمیں دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں یہ سن کر حضور اکرم ﷺ کو شدید غصہ آیا حتیٰ کہ آپ کی پیشانی پر بل پڑ گئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے تم سے محبت نہ رکھے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۱۷)

حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ درج کرتے ہیں۔

"ابن عمر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: حضور ﷺ کا لحاظ حضور ﷺ کے اہل بیت میں رکھو"۔

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک مجھے اپنے قرابت داروں کے سلوک

سے پیارا ہے"۔

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ کا اسلام لانا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام سے بھی زیادہ اچھا لگا اگر وہ اسلام لاتے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا اسلام خطاب کے اسلام سے زیادہ پسند تھا"۔

اہل بیت اطہار کے فضائل پہلے ہم قرآن مجید سے اور بعد میں حضور تاجدار کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے درج کریں گے۔

اب ایک دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ (سورہ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۳۳)

ترجمہ اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

حضرت ام سلمہ ذکر کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حریرے (دودھ، گھی اور آٹے سے تیار شدہ کھانا) کی ایک پتیلی لے آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اسے پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بھی بلا لاؤ۔ وہ بھی آ گئے اور سب مل کر وہ کھانا کھانے لگے حضور اس وقت اپنے بستر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے نیچے خیبر کی بنی ہوئی چادر بچھی ہوئی تھی۔ میں حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی۔ اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات پر اپنی چادر ڈال دی پھر چادر سے اپنا ہاتھ نکالا اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خواص ہیں ان سے ناپاکی دور کر دے اور انہیں خوب پاک فرما''۔

میں نے اپنا سر خواب گاہ میں داخل کر کے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں؟ فرمایا تم خیر کی طرف ہو' تم خیر کی طرف ہو۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی کو آنے کی اجازت نہ دینا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آ گئیں میری مجال نہ تھی کہ میں انہیں اپنے والد محترم کی ملاقات سے روکتی' پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے میں انہیں بھی منع نہ کر سکی۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انہیں اندر آنے سے روکنا بھی میرے بس کی بات نہ تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے انہیں روکنا بھی میرے لئے ناممکن تھا۔ جب چاروں حضرات اکٹھے ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر اوڑھا دی اور فرمایا:

''یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اے اللہ ان سے پلیدی کو دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے''۔

یہ آیت اس وقت اتری جب یہ چادر پر اکٹھے ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں بھی؟ لیکن اس وقت حضور ﷺ نے مسرت کا اظہار نہ کیا اور فرمایا ''تم خیر کی طرف ہو''۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۷)

ایک اور روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثناء میں خادمہ نے اطلاع دی کہ دروازے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ''اٹھو اور میرے اہل بیت سے ایک طرف ہو جاؤ''۔ میں اٹھی اور قریب ہی ایک طرف بیٹھ

گئی۔ ان کے ساتھ ان کے دونوں فرزند حسن و حسین بھی تھے۔ چاروں حضرات اندر داخل ہوئے۔ اس وقت حضرات حسن و حسین ابھی چھوٹے تھے۔ آپ نے دونوں شہزادوں کو گود میں لیا۔ بوسہ دیا اور پیار کیا اور اپنا ایک ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گردن میں ڈالا۔ انہیں بوسہ دیا اور پیار کیا۔ پھر ان سب پر اپنی سیاہ چادر ڈال کر فرمایا:

''اے اللہ! تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف میں اور میرے اہل بیت''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں بھی؟ فرمایا: ''تم بھی''

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۸)

ایک اور روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس وقت گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا ''تم بھلائی کی طرف ہو تم نبی کی بیویوں میں سے ہو''۔ اس وقت گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سیاہ رنگ کی منقش چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی ساتھ شامل کر لیا پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝ (غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ ص ۵۹) (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۸) (المنہاج

السوی ص ٦٠٦)

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں سے تھے اور ان کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر اپنا کپڑا ڈال کر یہ دعا کی: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور کر دے اور انہیں خوب پاک فرما دے''۔ میں ان کے قریب ہوگئی اور عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھی آپ کے اہل بیت میں ہوں؟ فرمایا: ''ایک طرف ہٹ جاؤ تم خیر پر ہو''۔

(تفسیر ابن کثیر، صحیح مسلم، المنہاج السوی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کیلئے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان اس تالاب پر کھڑے ہوئے جسے خم کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور وعظ و نصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک انسان ہوں عنقریب میرے پروردگار کا فرستادہ (موت کا فرشتہ) میرے پاس آجائے گا اور میں موت کا پیغام قبول کرلوں گا۔ میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان دونوں میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور موجود ہے۔ تم اللہ کی کتاب کو حاصل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی ترغیب دی اور پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

(صحیح مسلم شریف ج ۳ ص ۳۱۵ حدیث نمبر ۶۱۰۱) (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۹) (المنہاج السوی ص ۶۰۴) (غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ ص ۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت ہیں۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۵ ۷ المنہاج السوی ص ۶۰۶)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جب قریش کی جماعت سے ملتے اور وہ باہم باتیں کرتے ہوتے تو گفتگو روک دیتے۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی کو دیکھتے ہیں تو گفتگو روک دیتے ہیں خدا کی قسم کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہ ہوگا جب تک ان سے اللہ کیلئے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۱ المنہاج السوی ص ۶۰۹' غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ ص ۳۱)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے اور میری عترت یعنی اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پہ آئیں گی۔ پس دیکھو کہ میرے بعد تم ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۶ ۷ المنہاج السوی ص ۶۰۵)

حضور نبی اکرم ﷺ کے پروردہ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت ''اھل بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل (اور شک ونقص کی گرد تک) اللہ دور کر دے اور تمہیں طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے'' نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور انہیں ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی کملی مبارک میں ڈھانپ لیا۔ پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ پس ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک وصاف کر دے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ فرمایا: تم اپنی جگہ رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۶، المنہاج السوی ص ۶۰۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہل بیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے۔

(غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ ص ۳۳، المنہاج السوی ص ۶۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو میرے بعد میری اہل کیلئے بہترین ہے۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۳۴)

اس آیت کے تحت بعض محبان اہل بیت یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں۔ آپ ازراہ ایمان درج ذیل احادیث پہ غور کریں تو آپ کو یہ پتہ چل جائے گا بلکہ یہ عقدہ حل ہو جائے گا کہ کسی

ایک حدیث پاک میں بھی حضور سرور عالم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو بلکہ ازواج مطہرات کے پوچھنے پر یہ فرمایا کہ تم بہتر مقام پر فائز ہو۔

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اولیٰ اور احسن بات یہی ہے کہ اہل بیت' نبی اکرم ﷺ کی اولاد' بیویاں اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت سے ہیں۔ اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شہزادی (سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) سے معاشرت کے باعث اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت کی وجہ سے وہ اہل بیت میں شامل ہیں''۔

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''اہل بیت سکونت ازواج مطہرات ہیں اور اہل بیت نسب جو آپ ﷺ کی اولاد ہے وہ تمام شامل ہے''۔

شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

''بیت تین ہیں۔ (۱) بیت نسب (۲) بیت سکنیٰ (۳) بیت ولادت۔ پس حضرت عبدالمطلب کی اولاد بنو ہاشم ہیں وہ پیغمبر اسلام کے نسب کے لحاظ سے اہل بیت ہیں اور ازواج مطہرات نبی اکرم ﷺ کی اہل بیت سکنیٰ ہیں اور اولاد شریف آنحضرت ﷺ کی اہل بیت ولادت ہیں''۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ضیاء القرآن میں یوں بیان کرتے ہیں۔

''کہ ہم اہلسنت کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ' سیدہ طاہرہ' سیدنا حسنین کریمین بھی اہل بیت ہیں۔ جس طرح متعدد صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ حضور ﷺ کا خصوصی طور پر ان

کو اپنی عباء کے سایہ میں لینے اور ان کو هٰٓؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ عرب میں بھی بلکہ ہر جگہ مسلمہ دستور یہ ہے کہ نسب باپ کی طرف سے چلتی ہے نہ کے ماں کی طرف سے۔ مثلاً اگر باپ گوندل ہو اور ماں راجپوت ہو تو اس کے بطن سے جو اولاد ہوگی وہ گوندل کہلائے گی نہ کہ راجپوت۔ اس بین الاقوامی طور پر مسلمہ قاعدہ کے مطابق حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرزندان ارجمند حضرت ابوطالب کی اولاد اور نسل سے شمار ہونے چاہئیں تھے نہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور نسل سے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح دیگر بیشمار خصوصیات سے نوازا ہے یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت سیدہ طاہرہ کے بطن سے اولاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شمار ہوئی نہ کہ ذریت ابوطالب۔ اسی نسبت کی برکت سے سادات کرام میں سے جو حضرات شریعت اسلامیہ کی پابندی کرتے اور راہوار عزیمت پر سوار ہو کر ریاضت اور مجاہدہ کے میدان میں قدم رکھتے ہیں وہ دیگر حضرات سے گوئے سبقت لے جاتے ہیں''۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''ضیاء النبی'' میں اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں احادیث درج کرتے ہیں۔ میں ان کو یہاں تحریر کرنا بڑا مؤثر سمجھتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو پہچاننے کی برکت سے آگ سے نجات ملتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سے محبت کرنا پل صراط سے بخیریت گزرنے کا باعث ہے اور آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و اعانت' عذاب الٰہی سے امان کا باعث ہے''۔

محبت اہل بیت کے کثیر فوائد

حضرت جریر ابن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ترجمہ ''اے مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آل محمد ﷺ میں مرے گا وہ شہید ہوگا۔ اور جو کوئی محبت آل محمد ﷺ پر مرے گا وہ بخشا ہوا مرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آل محمد ﷺ پر مرے گا اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آل محمد ﷺ پر مرے گا اس کو ملک الموت مرتے وقت بہشت کی بشارت دے گا۔ پھر قبر میں منکر ونکیر مژدہ جنت سنائیں گے۔ اور جو کوئی محبت آل محمد ﷺ پر مرے گا وہ اس طرح باساز وسامان جنت کو جائے گا جس طرح تازہ دلہن اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو کوئی محبت آل محمد پر مرے گا وہ توبہ کر کے مرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آل محمد ﷺ پر مرے گا وہ توبہ کر کے مرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آل محمد ﷺ پر مرے گا۔ اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کو اس کی قبر کے زائرین بنائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی آل محمد ﷺ پر مرے گا اور جو کوئی آل محمد ﷺ کی محبت میں مرے گا وہ کامل الایمان مرے گا اور آگاہ ہو جاؤ جو کوئی بغض وعداوت آل محمد ﷺ رکھے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ آئِسٌ من رحمۃ اللّٰہ یعنی یہ رحمت خداوندی سے ناامید ہوا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی آل محمد ﷺ کی بغض وعداوت میں مرے گا وہ بہشت کی بو تک بھی نہ سونگھے گا اور جو کوئی بغض وعداوت آل محمد ﷺ میں مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا۔ (نوائے سید الابرار ص ۱۷۳ بحوالہ نور الابصار' اسعاف الراغبین' جامع الصغیر' نزہۃ المجالس' تفسیر کبیر)

حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ ﷺ کی آل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

'یہ لوگ اسلام کے ستون اور شریعت کی پابندی کے ذریعے ہیں۔ ان کی برکت سے دنیا میں توحید اور حق کی بنیاد نئے سرے سے قائم ہوئی اور شرک اور باطل

اپنی جگہ سے ہلے اور ان کی زبان جڑ سے کٹ گئی ان لوگوں نے دین کو کما حقہ' سمجھا اور اسے محفوظ رکھا نہ یہ کہ صرف کانوں سے سنا اور دوسروں سے بیان کر دیا۔ یہ لوگ رسول خدا ﷺ کے خاص راز دان۔ آپ کے دین کے حامی۔ آپ کے علم کے محافظ۔ آپ کے حکم ماننے والے۔ آپ کے معاون و مددگار اور آپ کے دین کے پہاڑ ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے برگزیدہ اشخاص اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے خزانے ہیں۔ اگر کلام کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش ہوں تو ان کی ہیبت کے مارے کوئی شخص پہلے کلام نہیں کرتا۔ یہ ایمان کے خزانے اور احسان کی کانیں ہیں۔ اگر فیصلہ کریں تو انصاف کرتے ہیں اور اگر کسی سے مقابلہ کریں تو غالب آجاتے ہیں۔ یہ لوگ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ حد سے بڑھنے والا آخر ان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ان کے پیچھے چلنے والا ان کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ اندھیروں کے دور کرنے کیلئے چراغ حکمت کے سرچشمے۔ علم کی کانیں اور علم کے خزانے ہیں۔ یہ لوگ علم کی حیاتی اور جہالت کی موت ہیں ان کی بردباری ان کے علم کو ظاہر کرتی ہے اور ان کی خاموشی ان کے حسن بیانی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ لوگ حق کی مخالفت اور اس میں اختلاف نہیں کرتے۔ پس حق ان کے درمیان ناطق اور شاہد صادق ہے"۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔

"حضور ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے حق کا خیال رکھو"۔

"اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے مجھے بہت عزیز ہے"۔

(ضیاء النبی ص ۹۸۷)

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کام کیلئے آیا۔ آپ نے مجھے فرمایا جب آپ کو میرے ساتھ کوئی کام ہو تو میری طرف آدمی بھیج دیا کریں یا خط لکھ دیا کریں۔ مجھے اس بات سے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ وہ آپ کو میرے دروازے پر دیکھے۔

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۰۰) (ضیاء النبی ص ۹۸۷)

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کا جنازہ پڑھا پھر آپ کا خچر آپ کے قریب لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہوں۔ اسی اثناء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انہوں نے آپ کی سواری کی رکاب تھام لی۔ زید نے کہا اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد رکاب کو چھوڑ دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم علماء کا اسی طرح احترام کیا کرتے ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چوم لیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ اپنے نبی معظم کی آل کے ساتھ یوں ادب و احترام کا برتاؤ کیا کرو۔ (ضیاء النبی ص ۹۸۸) (کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۰۰) (سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۴۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت کے ساتھ احسان و شفقت کا برتاؤ کیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ زید نے فرمایا: ''حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت عباس کی اولاد''

(یہ حدیث متعدد کتب حدیث میں آئی ہے لیکن یہاں حوالہ ضیاء النبی ص ۹۸۵ پیش خدمت ہے)

جعفر بن سلیمان خلیفہ نے جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو درے لگائے تو آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ اسی حالت میں انہیں اٹھا کر لایا گیا۔ لوگ آپ کی تیمارداری

کیلئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو ہوش آ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! میں تم کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ جس نے مجھے اتنی ضربیں لگائی ہیں میں نے اسے معاف کر دیا۔ پوچھا گیا اس عفو و درگزر کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے موت نہ آ جائے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہو۔ مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میری وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے کسی شخص کو آتش جہنم میں جھونک دیا جائے۔

منصور نے حکم دیا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر جعفر نے جو زیادتی کی اس کا اس سے قصاص (بدلہ) لیا جائے۔ جتنے درے اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مارے ہیں اتنے ہی اس کو مارے جائیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں بخدا جس وقت جعفر مجھے دورہ مارتا تھا۔ ابھی وہ میرے جسم سے اٹھاتا نہیں تھا کہ میں اس کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار تھا۔ (کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۰۱) (ضیاء النبی ص ۹۸۹) (الشرف المؤبد ص ۲۵۸)

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور محبت اہل بیت

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن سبط رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو فتویٰ دیا کہ وہ ان کی اور ان کے بھائی محمد کی معیت اختیار کریں کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو حقیقت میں اسی وجہ سے قید کیا گیا تھا اور بظاہر منصب قضا قبول نہ کرنے کا بہانہ تھا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ اور محبت اہل بیت

دارالہجرت مدینۃ المنورہ کے امام حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، حضرت

ابراہیم بن زید بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم کے حمایتی تھے۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو فتویٰ دیا کہ وہ ان کی معیت اختیار کریں۔ اس بناء پر وہ کئی سال حکومت سے چھپے رہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور محبت اہل بیت

امام جلیل امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کمال تقویٰ و ورع اور دقت نظر رکھنے کے باوصف یزید بن معاویہ کو کافر کہتے تھے اور اس پر لعنت جائز قرار دیتے تھے۔

اس کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سے محبت تھی اور اس کے ساتھ ہی ان کے پاس یزید کے کفر اور اس پر لعنت کرنے کی دلیل بھی ثابت تھی۔

(الشرف المؤبد از امام ابو یوسف نبہانی ص ۲۴۱)

حضرت امام شافعی کا عقیدہ

حضرت امام ابو یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ الشرف المؤبد میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سے شدید محبت کی وجہ سے قیدی بنا کر بغداد میں لایا گیا تھا۔ اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی محبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ کج فہم اور گمراہ لوگ انہیں رافضیت سے متہم کرنے لگے حالانکہ آپ ہرگز ہرگز رافضی نہ تھے۔ (الشرف المؤبد ص ۲۴۲)

امام شافعی فرماتے ہیں۔

يَـا أَهْـلَ بَـيْـتِ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ حُـبُّـكُـمْ
فَـرْضٌ مِنَ الـلّٰـهِ فِـيْ الْـقُـرْآنِ أَنْـزَلَـهٗ

ترجمہ اے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تم سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

ترجمہ اے اہل بیت! تمہاری عظمت وشان کیلئے یہی بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں۔

اِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا فَاِنَّنَا
رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عِنْدَ ذِي الْجَهْلِ

ترجمہ جب ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بیان کیا تو بیشک ہم بہ سبب فضیلت بیان کرنے کے جاہلوں کے نزدیک رافضی ہوئے۔

وَفَضْلُ اَبِيْ بَكْرٍ اِذَا مَا ذَكَرْتُهٗ
رُمِيْتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِكْرِيْ لِلْفَضْلِ

ترجمہ اور جس وقت ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں تو اس وقت ہم پر ناصبی ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

قَالُوا الرَّفْضَةُ قُلْتُ كَلَّا
مَا الرَّفْضُ دِيْنِيْ وَلَا اِعْتِقَادِيْ

ترجمہ جن جاہلوں نے مجھ کو رافضی کہا تو میں نے جواب دیا کہ حاشا میرا دین اور میرا اعتقاد رافضیوں کا سا نہیں۔

لٰكِنْ تَوَلَّيْتُ غَيْرَ شَكٍّ
خَيْرَ اِمَامٍ وَخَيْرَ هَادِيْ

ترجمہ لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہتر وافضل امام اور بہتر ھادی کے ساتھ دوستی ومحبت رکھتا ہوں۔

اِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّىْ رَافِضِ

ترجمہ اگر حضور ﷺ کی آل پاک سے محبت رافضیت اور شیعیت ہے تو دونوں جہاں گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔ (کربل کی ہے یاد آئی ص ۲۲ بحوالہ الصواعق المحرقہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، سیرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، نواسۂ سید الابرار ص ۱۶۸ بحوالہ سیرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

آیت مباہلہ اور اہل بیت

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ○

(سورہ آل عمران آیت ۶۱ پ ۳)

ترجمہ اے حبیب مکرم! آپ ﷺ فرما دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی پھر بڑی عاجزی سے اللہ کے حضور التجا کریں پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔

متعدد تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر بڑی شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن ہم یہاں اختصار سے بات سمجھانے کی غرض سے تفسیر ضیاء القرآن کا حوالہ پیش کر رہے ہیں اور اس کے بعد احادیث مبارکہ سے مزید وضاحت پیش کریں گے۔

''جب بنی نجران نے دعوت توحید کو قبول نہ کیا اور اپنے عقیدہ تثلیث پر آڑے رہے تو ان معاندین پر حجت قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔ (مباہلہ کہتے ہیں کہ فریقین نہایت عاجزی

سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو)

چنانچہ حضور سرور عالم ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اٹھائے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو انگلی سے پکڑے تشریف لائے اور حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے سیدہ کائنات خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ان کے پیچھے حیدر کرار شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ آ رہے تھے اور حضور ﷺ نے وفد نجران کو مباہلہ کی دعوت دی۔ جب انہوں نے یہ نورانی چہرے دیکھے تو ان کے اسقف (لاٹ پادری) نے کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو۔ تمہارا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے صلاح مشورہ کیلئے مہلت طلب کی اور دوسرے روز مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کیلئے تیار ہو گئے اور صلح کر لی۔ یہ واقعہ ۱۰ھ میں ہوا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور اسلام کی صداقت اور عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کے بطلان کی ناقابل تردید دلیل ہے۔ اگر حضور کریم ﷺ کو اپنی نبوت کے متعلق ادنیٰ سا بھی شک ہوتا تو بذات خود ان بزرگ اور عزیز ہستیوں کو ساتھ لے کر مباہلہ کے میدان میں کیوں تشریف فرما ہوتے اور اگر نصرانیوں کو اپنے عقیدہ کی سچائی کا یقین ہوتا تو وہ کبھی مباہلہ کرنے سے باز نہ آتے۔ بعض لوگوں نے یہاں یہ ثابت کرنے کی بے جا کوشش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ ورنہ دوسری صاحبزادیاں بھی اس روز مباہلہ میں شرکت کرتیں تو ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ تاریخ کی تمام معتبر کتابوں (ناسخ التواریخ اور کافی وغیرہ) میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور اس روز خاتون جنت کا اکیلے تشریف لانا اس لئے تھا کہ باقی صاحبزادیاں انتقال فرما چکی تھیں۔ حضرت رقیہ نے ۲ھ میں حضرت زینب نے ۸ھ میں اور حضرت ام کلثوم

نے ۹ ھ میں انتقال فرمایا اور یہ واقعہ ۱۰ ھ کا ہے"۔ (تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۳۸ ج ۱)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

(فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ......الخ)

تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور فرمایا "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۶۰) (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۷۴) (صحیح مسلم شریف ج ۳ ص ۳۱۲) (المنہاج السوی ص ۶۰۸)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم جس سے لڑو گے میں اس کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں اور جس سے تم صلح کرنے والے ہو میں بھی اس سے صلح کرنے والا ہوں"۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۶۴، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۳) (المنہاج السوی ص ۶۱۷، غایۃ الاجابۃ ص ۶۱)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ درآں حالیکہ آپ ﷺ نے چادر بچھائی ہوئی تھی۔ پس اس پر حضور نبی اکرم ﷺ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے اس چادر کے کنارے پکڑے اور ان پر ڈال کر اس میں گرہ لگا دی۔ پھر فرمایا: اے اللہ! تو بھی ان سے راضی ہو جا جس طرح میں ان سے راضی ہوں"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۶۷ بحوالہ امام طبرانی)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آخری چیز جو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ مجھے میرے اہل بیت میں تلاش کرو"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۶۷ بحوالہ امام طبرانی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی امت میں سب سے پہلے جس کیلئے میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں' پھر جو قریش میں سے میرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ پھر انصار کی پھر ان کی جو یمن میں سے مجھ پر ایمان لائے اور میری اتباع کی پھر تمام عرب کی' پھر عجم کی اور سب سے پہلے میں جن کی شفاعت کروں گا وہ اہل فضل ہوں گے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۶۸ بحوالہ امام طبرانی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ بندوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے وہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے۔ جو کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی قدر کو جھٹلانے والا ہو اور ظلم و جبر کے ساتھ تسلط حاصل کرنے والا ہو تاکہ اس کے ذریعے اسے عزت دے سکے جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور اسے ذلیل کر سکے جسے اللہ نے عزت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا اور میری عترت یعنی اہل بیت کی حرمت کو حلال کرنے والا اور میری سنت کا تارک''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۵۲ بحوالہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو عبدالمطلب بیشک میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دس چیزیں مانگی ہیں پہلی یہ کہ وہ تمہارے قیام کرنے والے کو ثابت قدم رکھے اور دوسری یہ کہ وہ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تیسری یہ کہ وہ تمہارے جاہل کو علم عطا فرمائے اور میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگا ہے کہ وہ تمہیں سخاوت کرنے والا اور دوسروں کی مدد کرنے والا اور دوسروں پر رحم کرنے والا بنائے پس اگر کوئی

رکن اور مقام کے درمیان پاؤں قطار میں رکھ کر کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور پھر (وصال کی شکل میں) اللہ سے ملے درآں حالیکہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۵۴، بحوالہ امام حاکم اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر ہے اور اہل عرب سے بغض رکھنا منافقت ہے''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۵۴ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مخاطب ہوئے پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت یہودیوں کے ساتھ جمع کرے گا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگرچہ وہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور اپنے آپ کو مسلمان گمان ہی کیوں نہ کرتا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ روزہ اور نماز کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔ اے لوگو! یہ لبادہ اوڑھ کر اس نے اپنے خون کو مباح ہونے سے بچایا اور یہ کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں درآں حالیکہ وہ گھٹیا اور کمینے ہوں پس میری امت مجھے میری ماں کے پیٹ میں دکھائی گئی پس میرے پاس سے جھنڈوں والے گزرے تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شیعان علی (محبان علی) کیلئے مغفرت طلب کی''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۵۵ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ بن خدیج سے کہا: اے معاویہ بن خدیج! ہمارے (اہل بیت کے) بغض سے بچو کیونکہ بیشک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم (اہل بیت) سے کوئی بغض نہیں رکھتا اور کوئی

حسد نہیں کرتا مگر یہ کہ قیامت کے دن اسے آگ کے چابکوں سے حوض کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۵۶ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت اور انصار اور عرب کا حق نہیں پہچانتا تو اس میں تین چیزوں میں سے ایک پائی جاتی ہے یا تو وہ منافق ہے یا تو وہ حرامی ہے یا وہ ایسا آدمی ہے جس کی ماں بغیر طہر کے اس سے حاملہ ہوئی ہو''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۵۶ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ) (سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۳۴)

''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے اسے کثرت مال اور کثرت اولاد سے نواز یہ ان کی گمراہی کیلئے کافی ہے کہ ان کا مال کثیر ہو جائے پس اس کثرت مال کی وجہ سے ان کا حساب طویل ہو جائے اور یہ کہ ان کی وجدانیات (جذباتی چیزیں) کثیر ہو جائیں تاکہ ان کے شیاطین کثرت سے ہو جائیں''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۵۷ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں وہ جس میں پائی جائیں گی نہ وہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں (اور وہ تین چیزیں یہ ہیں) علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا۔ میرے اہل بیت سے دشمنی رکھنا اور یہ کہنا کہ ایمان (فقط) کلام کا نام ہے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۵۷ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ بیشک پہلے چار اشخاص جو جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ میں، تم، حسن اور حسین ہوں گے اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی۔ (یعنی ہمارے بعد وہ

داخل ہوگی) اور ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی (یعنی ان کے بعد جنت میں داخل ہوں گی) اور ہمارے چاہنے والے (ہمارے مددگار) ہماری دائیں جانب اور بائیں جانب ہوں گے"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۴۵ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ) (سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۲۹)

"حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک میں تم میں دو نائب چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ آسمان وزمین کے درمیان پھیلی ہوئی رسی کی طرح ہے اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت اور یہ کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک یہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں پہنچ جاتے"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۲۴ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اور ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے سبب اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو"۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۷، غایۃ الاجابۃ ص ۲۹ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جو میرے بعد میری اہل کیلئے بہترین ہے"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۳۲ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہل بیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو

جائے''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۳۳ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل بیت کی محبت کو لازم پکڑو پس بیشک وہ شخص جو اس حال میں اللہ سے ملا کہ وہ ہمیں محبت کرتا تھا تو وہ ہماری شفاعت کے صدقے جنت میں داخل ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کو اس کا عمل فائدہ نہیں دے گا مگر ہمارے حق کی معرفت کے سبب''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۳۴ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کو نصیب ہو جائیں تو وہ آخرت کے عمل کا تارک نہیں ہو سکتا (اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں) نیک بیوی' نیک اولاد' لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت' اپنے ملک میں روزگار اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۳۸ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں درخت ہوں اور فاطمہ اس کے پھل کی ابتدائی حالت ہے اور علی اس کے پھول کو منتقل کرنے والا ہے اور حسن اور حسین اس درخت کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس درخت کے اوراق ہیں وہ یقیناً جنت میں داخل ہونے والے ہیں''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۳۸ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار شخص ایسے ہیں قیامت کے روز جن کیلئے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا اور وہ یہ ہیں۔ میری اولاد کی عزت و تکریم کرنے والا اور ان کی حاجات کو پورا کرنے والا اور ان کے معاملات کیلئے تگ و دو کرنے والا جب وہ مجبور ہو کر اس کے پاس آئیں اور دل و جان سے ان کی محبت کرنے والا''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۳۹ بحوالہ امام متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو آپ نے فرمایا یوں کہو! اے اللہ درود بھیج۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت طاہرہ پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت عطا فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت طاہرہ کو جیسا کہ تو نے برکت عطا کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیشک تو حمید مجید ہے۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

(صحیح مسلم ج ۱ حدیث نمبر ۸۱۵ ص ۳۴۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پورا پورا ثواب حاصل کرنا چاہے تو جب ہم اہل بیت پر درود بھیجنا چاہے تو کہے۔ اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی ہیں اور ان کی بیویوں پر جو امہات المومنین ہیں اور ان کی اولاد پر اور ان کے گھر والوں پر جیسے درود بھیجا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بیشک تو حمد کے لائق بزرگی والا ہے"۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ حدیث ۹۶۹ ص ۳۷۹)

"حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا۔ اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز

کامل ہوگی"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۴۲ بحوالہ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے اہل زمین کو غرق ہونے سے بچانے والے ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف سے بچانے والے ہیں اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرتا ہے تو اس میں اختلاف پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شیطان کی جماعت میں سے ہو جاتا ہے"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۴۸ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہوگیا۔

اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جو اس میں سوار ہوا وہ سلامتی پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ غرق ہوگیا"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۵۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام بزار رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارے اہل آسمان کیلئے امان ہیں پس جب ستارے چلے گئے تو اہل آسمان بھی چلے گئے اور میرے اہل بیت زمین والوں کیلئے امان ہیں پس جب میرے اہل بیت چلے گئے اہل زمین بھی چلے گئے۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۵۱ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے"۔ (سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۲۹ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی بالیاں ایک بار ظاہر ہوگئیں۔ اس پر ان سے کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نہ بچائیں گے وہ خدمت اقدس میں

حاضر ہوئیں اور حضور اقدس ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی۔ بیشک میری شفاعت ضرور قبیلہ حاء وحکم کو بھی شامل ہے''۔

(سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۳۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن بدر الخطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور خدا اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد اہل بیت سے اچھا سلوک کرے جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ کرکے آئے''۔ (سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۳۵)

''ایک دن نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کل صبح آپ اپنی اولاد کے ساتھ میرے پاس تشریف لائیں۔ دوسرے دن حضرت عباس حکم نبوی کے مطابق تشریف لائے تو حضور ﷺ نے ان کو ایک چادر سے ڈھک کر دعا فرمائی الہ العالمین یہ میرے چچا زاد بمنزلہ میرے والد بزرگوار کے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی اولاد بھی جو میرے اہل بیت ہیں خداوند تو ان کو عذاب سے اسی طرح محفوظ فرما دے۔ جس طرح میں نے ان کو ڈھانپ لیا ہے۔ راوی حدیث نے فرمایا ہے جس وقت حضور ﷺ دعا فرما رہے تھے مکان کے در و دیوار سے آمین کی آوازیں آ رہی تھیں''۔ (کتاب الشفاء ج ۲ ص ۹۹)

''نبی کریم ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پکڑ کر فرماتے خداوند میں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ''۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کی جاتی ہے وہی طریقہ اہل نبوت کیلئے بھی اختیار کرو اور حضور ﷺ ہی کی وجہ

سے ان کے احترام کو برقرار رکھو۔ مزید فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں قرابت نبوی کی وجہ سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کروں بمقابلہ اپنے اعزہ اقارب کے صلہ رحمی کرنے کے''۔

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۹۹)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اسامہ کا تین ہزار پانچ سو مقرر فرمایا اس پر حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ انہوں نے کسی جنگ میں مجھ پر سبقت نہیں کی ہے لہٰذا ان کے وظیفہ میں زیادتی کی وجہ کیا ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے والد کو بارگاہ نبوی میں زیادہ منزلت حاصل تھی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور اسی طرح اسامہ بھی تم سے زیادہ محبوب نبوی تھے یہی وجہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے''۔

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۰۱)

''ابوبکر بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس کسی ضرورت سے حضرت ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم تشریف لائیں تو میں ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان دوسروں پر قرابت نبوی کی وجہ سے فوقیت دوں گا اور اگر مجھے آسمان سے زمین پر بھی گرایا جائے تو بھی میں یہی گوارا کروں گا کہ ان دونوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فوقیت دوں''۔

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۱۰۲)

''ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی رضی اللہ عنہم سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہپروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا۔ میں نے فرمایا مجھے گمان نہ

تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی۔ زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت رکھتے ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۳ ص ۲۳۷)

برادران اسلام! اہل بیت اطہار کے فضائل آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ جس کا حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے قلبی و جبی تعلق مضبوط ہے اس کو حضور کے محبوبوں (اہل بیت اطہار) سے بھی محبت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت وہ جماعت ہے کہ جن سے بڑھ کر سنت و عمل کی اتباع کسی کی نہیں کیونکہ صحابہ کرام نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کسی واسطے کے قرآن و حدیث کی تعلیم کو حاصل کیا اور اپنے سر کی آنکھوں سے جمال مصطفیٰ کا دیدار کیا۔ اس لئے ان کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اب میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت تو رکھتے ہیں اور اہل بیت سے تعلق و محبت واضح اور مضبوط نہیں کرتے وہ اسلام تو لائے لیکن ایمان کی مہک نہ پائی اور جو لوگ اہل بیت (خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت و عقیدت تو رکھتے ہیں اور صحابہ کرام سے تعلق و محبت واضح اور مضبوط نہیں کرتے وہ اسلام تو لائے لیکن ایمان سے دور ہیں۔ سو ایمان اسی نے پایا کامل وہی گردانا جائے گا۔ روز محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمساری سے وہی بچے گا جو یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے محبت والفت رکھے گا۔ کیونکہ دونوں کو نسبت و تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے لیکن اہل بیت کا مقام اولیٰ ہے۔ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے اور آئندہ بھی غور فرمائیں اور توجہ سے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

امام ابن عساکر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت فرماتے ہیں

کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو میری اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

خطیب بغدادی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے۔ جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اہل بیت کی غلامی عطا فرمائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت عطا فرمائے۔

الحمدللہ اہلسنّت والجماعت اولیائے کاملین کی نسبت وصحبت کے طفیل حضور ﷺ کے صحابہ اور حضور ﷺ کی آل دونوں سے محبت وعقیدت رکھتی ہے۔

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

''امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلسنّت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جہاں اہل بیت اطہار سے محبت کرتے ہیں وہاں صحابہ کرام بھی اکرام کرتے ہیں اور اس وقت امت محمدیہ ﷺ تکالیف ومصائب کے سمندر میں غوطے کھا رہی ہے اور شکوک وشبہات کی جن موجوں کا سامنا کر رہی ہے اس سے نجات کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ سفینہ اہل بیت پر سوار ہو کر نجوم ہدایت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی راہنمائی میں اس سمندر کو عبور کیا جائے۔ کیونکہ کشتی ہو اور راہنمائی نہ ہو پھر بھی دریا کو عبور نہیں کیا جا سکتا اور خالی راہنمائی کیا کرے گی اگر کشتی ہی نہ ہو اور الحمدللہ ہمارے ایک ہاتھ میں اہل بیت کا دامن ہے تو دوسرے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن رحمت ہے۔

اہل بیت پاک کی عزت صحابہ کا وقار
عزت اصحاب ہے توقیر اہل بیت کی

سچی الفت اور عقیدت ہو عطا اجمل کو بھی
ہو ہمیں بہر عدو شمشیر اہل بیت کی

کرتے اہل بیت خود سارے صحابہ کا ادب
خود عمل شاہد ہے تحریر اہل بیت کی

بوستان مصطفیٰ کے ہیں یہی خوش رنگ پھول
ہے نبی کا آئینہ تصویر اہل بیت کی

اہلسنت کرتے ہیں توقیر اہل بیت کی
خارجی ہے جو کرے تحقیر اہل بیت کی

منکرو! ان کی ثناء خواں ہیں احادیث نبی
مداح خواں ہے آیۂ تطہیر اہل بیت کی

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت بھی حضور ﷺ کی نسبت سے ہے اور اہل بیت اطہار کی عظمت و شان بھی حضور ﷺ کی وجہ سے ہے۔ جو مصطفیٰ جان رحمت کے سامنے زانوئے عقیدت طے کرے وہ بھی عزت والا جس کو آقا ﷺ کے پیچھے بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ بھی عزت والا اور جن کو مصطفیٰ ﷺ نے اپنے ساتھ روضے میں سلا لیا وہ بھی عزت والے ہیں جن کو مصطفیٰ ﷺ نے بستر پر سلا لیا اور ایک مقام پہ گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شان والے ہیں۔ جن کو مصطفیٰ ﷺ نے کندھوں پر بٹھایا وہ حسنین کریمین بھی شان والے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی رات امام الانبیاء کو اپنے کندھوں پر بٹھایا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شان والے ہیں۔ پس قصہ مختصر سارے

اہل بیت شان والے اور سارے صحابہ کرام شان والے ہیں۔

کلام اللہ سے ثابت ہوئی رفعت صحابہ کی
حدیثوں نے سکھائی شان اور شوکت صحابہ کی
رسول اللہ خود ان کا بڑا اکرام کرتے تھے
کیا کرتے تھے اہل بیت بھی حرمت صحابہ کی
انہیں بے واسطہ پہنچا ہے فیضان رسول اللہ
یہ فضل خاص اور مخصوص ہے نعمت صحابہ کی
رضائے حق یہ اہل و مال چھوڑے گھر وطن چھوڑا
تمام اعمال بد چھوڑے یہ تھی ہجرت صحابہ کی
رسول پاک کی ہر شان و حالت کا نمونہ تھے
ہدایت تھی سراپا صورت و سیرت صحابہ کی

ثمرات حب اہل بیت

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

دوستو! اہل بیت اطہار کی محبت کا اتنا ہی فائدہ ہے جتنا تاجدار کائنات ﷺ کے ساتھ محبت کا فائدہ ہے۔ کیونکہ یوں سمجھیں کہ رسول اللہ ﷺ سمندر ہیں اور اہل بیت لہریں ہیں تو ثابت ہوا کہ سمندر اور لہریں جدا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اہل بیت کی محبت سید دو عالم ﷺ کی محبت اور آقا ﷺ کی محبت خدا کی محبت ہے۔

چنانچہ میرے شیخ کامل شیخ الاسلام حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا مرشد و راہنما رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان ہے کہ ''جس کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے تو وہ شخص ایمان سے اس طرح خالی ہے کہ جیسے بالٹی کو الٹا کر کے رکھا ہو تو وہ خالی ہوتی

ہے''۔

اہل بیت کی محبت کے ثمرات تو بیشمار ہیں جن کو احاطۂ تحریر میں لانا بڑا محال ہے۔لیکن برکت حاصل کرنے کیلئے اور قارئین و احباب کے شوق کے پیش نظر چند ایک حکایات ہم درج کر رہے ہیں۔جن سے ایمان کو تقویت نصیب ہوگی۔

خدمت اہل بیت کا صلہ

مشارق الانوار میں علامہ ابن جوزی کی کتاب ملقط سے نقل ہے کہ بلخ میں ایک علوی بزرگ نے قیام فرمایا پھر وہاں ان کا انتقال ہوگیا تو ان کی اہلیہ دشمنوں کے خوف سے صاحبزادیوں کو لے کر سمرقند تشریف لے گئیں آپ شدید سردی میں سمرقند پہنچیں اور صاحبزادیوں کو مسجد میں بٹھا کر کھانے کی تلاش میں باہر آ گئیں۔ آپ بیان فرماتی ہیں ''میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔لوگوں نے کہا یہ شہر کا شیخ ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنا حال بتایا تو اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر دلیل پیش کر' میں یہ سن کر واپس آ گئی تو راستے میں ایک اور بوڑھے کو دیکھا جو اونچی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور لوگ اس کے پاس جمع تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔لوگوں نے بتایا شہر کا ضامن ہے اور مجوسی ہے۔ چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر شیخ بلد کے سلوک کے بارے میں بتایا اور یہ بتایا کہ میری بیٹیاں مسجد میں بیٹھی ہوئی ہیں اور کھانے کیلئے کچھ نہیں۔ اس مجوسی نے اسی وقت نوکر کو بلا کر کہا! میری بیوی کو پیغام پہنچا دے کہ لباس تبدیل کر کے تیار ہو جائے بعد ازاں وہ مکان کے اندر گیا اور اپنی بیوی کو کہا کنیزوں کو ساتھ لے کر اس علویہ خاتون کے ساتھ مسجد میں جاؤ اور ان کی بیٹیوں کو گھر لے آؤ۔ وہ میرے ساتھ آئی اور سب کو لیکر اپنے گھر آ گئی۔ ان لوگوں نے ہمیں علیحدہ کمرہ دیا غسل کا انتظام کروایا اور پہننے کیلئے نفیس لباس مہیا کیا اور انواع و اقسام کے کھانے کھلائے۔

اسی رات آدھی رات کے وقت شہر کے شیخ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور حضور رسالت مآب ﷺ کے سر اقدس کے اوپر پرچم لہرا رہا ہے۔ وہ آپ ﷺ کی طرف بڑھا تو آپ ﷺ نے رخ انور اس کی طرف سے پھیر لیا۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھ سے رخ پھیر رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں۔

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا اپنے مسلمان ہونے پر دلیل پیش کر۔ شیخ بلد یہ سن کر حیران رہ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے یاد نہیں۔ تو نے ایک علویہ سے کہا تھا کہ علویہ ہونے کی دلیل دے۔

یہ اس شخص کا محل ہے جس کے گھر میں اس علویہ خاتون کا قیام ہے''۔

(اشرف المؤبد از امام ابو یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۶۳)

تیری طرف سے فرشتہ حج کرتا ہے

حضرت امام ابو یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاکبر سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب سامرات الاخیار میں عبداللہ بن مبارک سے متصل سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ متقدمین میں سے حج کا شوق رکھنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ مجھے بغداد شریف میں حج کیلئے جانے والے ایک قافلے کی آمد کا پتہ چلا تو میں نے اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا اور ۵۰۰ دینار لے کر سامان حج خریدنے کیلئے بازار گیا۔ بازار میں گھوم رہا تھا کہ وہاں پر ایک خاتون نے مجھے کہا! میں سید زادی ہوں میری بچیوں کی ردائیں نہیں ہیں اور ہم نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا۔

اس بی بی کی بات نے مجھے بے حد متاثر کیا چنانچہ میں نے وہ ۵۰۰ دینار ان کی جھولی میں ڈال دیئے اور عرض کی آپ جا کر اپنی ضرورت پوری فرمائیں اس کے ساتھ ہی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہی واپس لوٹ آیا اور اللہ تعالیٰ

نے اس سال حج پر جانے کا شوق میرے دل سے محو کر دیا اور قافلہ چلا گیا۔

جب وہ لوگ حج کر کے واپس آئے تو میں نے سوچا کہ احباب سے ملاقات کر کے سلام پیش کہوں۔ چنانچہ میں ان لوگوں کے پاس گیا اور جس دوست کو ملتا وہ مجھے حج کی مبارک باد دیتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے۔ میں اس بات پر تعجب کرتا ہوا رات کو سو گیا اور خواب میں دیکھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھے فرماتے ہیں۔ لوگوں نے جو تجھے حج کی مبارک باد پیش کی ہے۔ اس پر تعجب نہ کر تو نے جب ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کیا اور ضعیف کو غنی کر دیا تو ہم نے خدائے لم یزل کے حضور درخواست پیش کی جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے تیری صورت پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا جو ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے گا۔

عذاب کے فرشتے چلے گئے

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ زین الدین عبدالرحمٰن بغدادی سے روایت ہے کہ تیمور لنگ کے ایک امیر نے کہا! جب اس پر مرض الموت کا حملہ ہوا تو ایک روز شدید اضطراب کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ متغیر ہو گیا۔ بعد ازاں جب اسے آفاقہ ہوا تو لوگوں نے اس صورت حال کا ذکر کیا۔ اس نے کہا میری طرف عذاب کے فرشتے آئے تھے کہ ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ آقائے دو جہاں نے فرشتوں کو فرمایا کہ اسے چھوڑ کر چلے جاؤ یہ میری اولاد سے محبت کرتا ہے اور اس سے احسان کرتا تھا۔ پس فرشتے چلے گئے۔

تو نے مجھے مارا ہے

حضرت امام ابو یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے سردار امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔ مجھے سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے زاویۂ خطاب میں بتایا کہ کاشف

بحیرہ نے ایک سید کو مارا پیٹا تو رات کو اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اس سے رخ پھیر رکھا ہے۔ کاشف نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری کیا خطا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا تو مجھے مارتا ہے۔ حالانکہ میں قیامت کے دن تیری شفاعت کرنے والا ہوں۔

کاشف نے کہا! یارسول اللہ ﷺ! میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا کیا تو نے میرے بیٹے کی پٹائی نہیں کی۔

کاشف کے اقرار پر سرور دو جہاں ﷺ نے فرمایا تیری ہر ضرب میرے ہاتھ پر پڑی ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک دکھایا جو سوزش کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہو۔

اللہ رب العزت ہمیں عافیت عطا فرمائے۔

ایک سید اور ایک عالم دین

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے ایک اجل بزرگ نے بیان کیا کہ عراق کا ایک امیر سادات کی بے حد تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس میں اگر کوئی سید زادے ہوتے تو انہیں صدر میں بٹھاتا۔ خواہ اس کی مجلس میں اس وقت کوئی کتنا ہی بڑا مالدار اور صاحب عزت دنیا دار موجود ہوتا۔

ایک مرتبہ اس کے ہاں ایک سید صاحب تشریف لائے اور امیر کی خوشی کیلئے سب سے اونچی جگہ پر بیٹھ گئے اور ان کا حق بھی یہی تھا۔ اس مجلس میں ایک بلند مرتبہ عالم بھی موجود تھا۔ اسے ان کا اونچی جگہ پر بیٹھنا سخت ناگوار گزرا اور کوئی غلط بات بھی کہہ دی۔ جس کا امیر نے فوری طور پر کوئی نوٹس نہ لیا اور دوسری بات شروع کر دی۔ جب عالم کے ذہن سے یہ قصہ نکل گیا تو امیر نے پوچھا کیا آپ کا

کوئی بیٹا علم حاصل کر رہا ہے۔

عالم نے کہا متن حفظ کر رہا ہے۔ سبق پڑھتا ہے۔ میں نے اسے یہ پڑھایا ہے صبح کو فلاں درس لیتا ہے یعنی تمام حال وضاحت سے بیان کیا۔

امیر نے کہا! تم نے اس کیلئے نسب و شرف کا ایسا بندوبست کیوں نہ کیا کہ جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد بن جاتا۔

عالم چونکہ پہلی بات بھول چکا تھا کہنے لگا یہ شرف مرتبہ تعلیم و تربیت سے حاصل نہیں ہوسکتا یہ تو عنایت الٰہی ہے اس میں کسب کو دخل نہیں۔ امیر نے چیخ کر کہا اے خبیث! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو پھر سید کے بلند جگہ پر بیٹھنے پر اظہار بیزاری کیوں کیا۔ واللہ اب کبھی میری مجلس میں نہ آنا اور پھر حکم دیا کہ اسے مجلس سے نکال دیا جائے تو اس کو نکال دیا گیا۔

تاجدار ساہو چک شریف اور اہل بیت سے محبت

میرے شیخ کامل اور نانا حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا مرشد و راہنما رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ بیالیس ۴۲ سال خانوادۂ رسول ﷺ کے گھر علی پور سیداں شریف میں گزارے۔ آپ کے جو بچپن سے ہی رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت کے ساتھ محبت کے واقعات ہیں وہ بہت طویل گفتگو ہے۔ لیکن میں یہاں مختصر سے ارشادات کا ذکر کردوں۔ کیونکہ آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع ہے۔ تاکہ آپ کے عقیدت مند آپ کے اس عمل کو اپنا سکیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق اور آپ کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی پھر ہر وقت خانوادۂ رسول کی خدمت میں مصروف رہتے۔ کبھی سید زادوں کو کندھوں پر بٹھا کر گلیوں میں پھرتے کبھی ان کے قدموں اور

ہاتھوں کو بوسے دیتے جو کھانا وہ چھوڑ دیتے یعنی بچ جاتا وہ کھا لیتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ کی آل پاک کی محبت و خدمت کے باعث آج یہ مجھ پہ عطا ہے کہ میں ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کے دیدار میں مشغول رہتا ہوں اور جو بات بھی کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کرتا ہوں۔

اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب تاجدار ولایت، امام الاولیاء، نفس رسول، داماد رسول، شوہر بتول، خلیفۂ چہارم،

امیر المومنین

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ

نذرانہ عقیدت

بحضور مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم

قاسم خلد علی ساقی کوثر ہیں علی
ھادی و مہدی علی حیدر و صفدر ہیں علی
مرتضیٰ شیر خدا فاتح خیبر ہیں علی
مظہر نور خدا عکس پیمبر ہیں علی
عرش کا دل ہیں علی عرش معلیٰ کی قسم
نور خالق ہیں علی نور من اللہ کی قسم

دونوں عالم میں درخشاں ہے ولایت ان کی
تا ابد جاری و ساری ہے حکومت ان کی
لاشبہ حق کی عبادت ہے زیارت ان کی
ہاں شہادت کی شہادت ہے شہادت ان کی
دست قدرت ہیں علی زور یداللہ کی قسم
حسن کعبہ ہیں علی حرمت کعبہ کی قسم

مصطفیٰ چاند ہیں تو چاند کا ہالہ ہیں علی
صبح اسلام کے چہرے کا اجالا ہیں علی
زینت فقر و غنا اعلیٰ و بالا ہیں علی
حسن فطرت کی کتابوں کا حوالہ ہیں علی

حیدر ایمان ہیں ایمان کی حرارت کی قسم
شرح قرآن ہیں قرآن کی عظمت کی قسم

مثل ہارون علی مثل مسیحا ہیں علی
حامل فتح مبیں فیض کا دریا ہیں علی
علم کے شہر کا در حق کی تجلی ہیں علی
کعبے میں پیدا ہوئے آپ بھی کعبہ ہیں علی

جان احمد ہیں علی جان رسالت کی قسم
شان احمد ہیں علی شان رسالت کی قسم

غازہ روئے وفا عشق کا مصدر ہیں علی
مرکز نور علی حسن کا محور ہیں علی
فقر کا گھر ہیں علی ہادی و رہبر ہیں علی
لوح محفوظ کا اک نقش منور ہیں علی

صدق و صدیق علی صدق و صداقت کی قسم
ہیں علی ذوق نبی ذوق نبوت کی قسم

کان ایمان ہیں ایمان کا مرکز بھی علی
بحر عرفان ہیں عرفان کا مرکز بھی علی
گنج فیضان ہیں فیضان کا مرکز بھی علی
شرح ایقان ہیں ایقان کا مرکز بھی علی

میرے محبوب علی مجھ کو محبت کی قسم
حق کے مطلوب علی حق امامت کی قسم

شاہ مرداں ہیں علی قوت یزداں ہیں علی
ماہ تاباں ہیں علی مہر درخشاں ہیں علی
عزت آل عبا آن شہیداں ہیں علی
شاہ شاہان زماں زور غریباں ہیں علی

میرے ہیں مولا علی ان کی ولایت کی قسم
ان کا صائم ہوں گدا ان کی سخاوت کی قسم
(علامہ صائم چشتی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا کفیل

ازل کی مستی رقصاں ابد کا کیف و سرور
ظہور سر ولایت' نمود عشق غیور
جلال چہرۂ یزداں' جمال روئے رسول
فروغ صبح تجلی' سکون قلب ملول
قسیم کوثر و تسنیم کی ادائے جمیل
حریم قدس کا محرم نبی کے گھر کا کفیل
بدوش خواجہ ولایت کا منتہائے کمال
زمانہ لا نہ سکے گا کبھی علی کی مثال
علی کا ہے معنیٰ ام الکتاب و نفس رسول
علی لطیف' علی حسن علت و معلول
علی علیم و علی عالم و علی معلوم
علی قسیم و علی قاسم و علی مقسوم
علی خبیر و علی مخبر و علی ہے خبر
علی نظیر و علی ناظر و علی ہے نظر
علی حسین و علی احسن و علی ہے حسن
علی خزینہ' علی خازن و علی مخزن
ہر اک ادا میں ہیں سو جلوے ماہتابی کے
نثار دیدہ و دل شان بو ترابی کے

(حافظ مظہر الدین)

فضائل علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

علی امام من است و منم غلام علی
ہزار جان گرامی فدا بنام علی

ولادت باسعادت

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد طواف کعبہ میں مصروف تھیں۔ طواف کرنے والوں کا جم غفیر تھا کہ حضرت فاطمہ کو دردزہ شروع ہوا آپ گھبرا گئیں کہ کیا کروں اپنے گھر تو جا نہیں سکتی اور یہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ اچانک دیوار کعبہ پھٹی اور ندائے غیبی آئی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں اگر اپنے گھر نہیں جاسکتی تو ہمارے گھر میں آجا۔ ایسی حالت میں کوئی بھی عورت کسی بھی مسجد کے قریب نہیں جاسکتی بلکہ بی بی مریم کو حکم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہونے والی ہے۔ بیت المقدس سے ذرا دور چلی جا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کو کعبہ کے اندر بلا لیا گیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی حالت جنابت میں مسجد سے آنے (گزرنے) کی اجازت دی کہ جس کی ماں حالت نفاس میں کعبہ کے اندر جاسکتی ہے اس کا بیٹا حالت جنابت میں مسجد کے اندر کیوں نہیں آسکتا۔

یہاں ہم ایک قابل غور نکتہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ عام زمین سے میقات کی زمین افضل ہے کیونکہ اس سے آگے بغیر احرام کے نہیں جاسکتے پھر میقات سے

حرم افضل ہے کہ وہاں کوئی غیر مسلم نہیں جا سکتا۔ پھر حرم مکہ سے شہر مکہ افضل ہے کہ خدا نے اس کی یاد فرمائی ہے۔ پھر شہر مکہ سے مسجد حرام کی سرزمین افضل ہے کہ جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے پھر اس سے خانہ کعبہ کے ارد گرد کی جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کعبۃ اللہ کی عمارت والی زمین افضل ہے۔ جو بیت عتیق ہے اور سارے جہانوں کیلئے ہدایت ہے اور کعبہ شریف کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

کسے را میسر باشد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

اور دوسرے الفاظ میں یوں ملاحظہ فرمایئے۔

مولا بھی محترم ہے ولا بھی ہے محترم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
کعبہ سے ابتداء ہے تو مسجد پہ انتہا
مرقوم دو حرم میں حکایت علی کی ہے

شہنشاہ ولایت کی محبت اور طواف کعبہ کے بارے میں

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن میں حج کا احترام دل میں بغض علی
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت باسعادت ہوئی تو چشمان مبارک بند ہیں۔ عجیب بات ہے کہ لوگ ہزاروں' لاکھوں روپے لگا کر زیارت کعبہ کیلئے جاتے ہیں۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ کو بعد میں دیکھنا چاہتے ہیں اور کعبہ

کے کعبہ کے رخ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی زیارت پہلے کرنا چاہتے تھے۔

جیسا کہ بریلی کے تاجدار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ان کے طفیل حج بھی رب نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

یا اس لئے آنکھیں بند رکھیں کہ غریب کے گھر کا بچہ پیدا ہو تو سب سے پہلے محلے کی دائی کا منہ دیکھے۔ امیر کے گھر بچہ پیدا ہو تو ہسپتال کی نرس کا منہ دیکھے۔ مولیٰ علی نے چاہا کہ نرس اور دائی کا منہ تو سارے بچے ہی دیکھتے ہیں۔ ایک بچہ ایسا بھی ہونا چاہیے کہ جو پیدا ہوتے ہی نہ دائی کا منہ دیکھے نہ نرس کا بلکہ نہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھے نہ باپ کا پیدا ہوتے ہی ادھر اس کی آنکھ کھلے اور ادھر محبوب خدا کا چہرہ کھلا ہوا قرآن علی کو زیارت کرانے کا منتظر ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ کی پیدائش ہوئی اتفاق ایسا ہوا کہ ادھر بیت اللہ سے اپنی والدہ کی گود میں باب ولایت چل پڑے۔ ادھر بیت عبداللہ سے باب نبوت و رسالت چل پڑے۔ ادھر سے شہنشاہ اولیاء چل پڑے۔ ادھر سے تاجدار انبیاء چل پڑے۔ ادھر سے باب العلم چل پڑے۔ ادھر سے مدینۃ العلم چل پڑے۔ ادھر سے کرامات والا غلام چل پڑا اور ادھر سے معجزات والے آقا چل پڑے۔ ادھر سے حسنین کا ابا چل پڑا۔ ادھر سے بتول کا بابا چل پڑا۔ ادھر سے اسد اللہ چل پڑے اور ادھر سے رسول اللہ چل پڑے۔ ادھر سے حبیب مصطفیٰ چل پڑے۔ ادھر سے محبوب خدا چل پڑے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہ)

راستے میں نبی وعلی کی ملاقات ہوگئی۔ نبی علیہ السلام نے اپنی چچی فاطمہ بنت اسد (والدۂ مولیٰ علی) کو بچے کی مبارک دی۔ انہوں نے مبارک قبول تو کی لیکن

عرض کیا۔ بچہ بڑا خوبصورت ہے لیکن آنکھیں نہیں ہیں۔ حضور تاجدار کائنات نے بچہ ہاتھوں پہ اٹھایا اور علی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پہ آتے ہی ایسی موٹی موٹی آنکھیں کھول دیں کہ

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری
دلاں نوں چیر دی جیویں کٹاری

فرمایا: چچی تو کہتی ہے آنکھیں نہیں ہیں میں کہتا ہوں اس جیسی کسی کی آنکھیں ہی نہیں ہیں۔

اٹھے تو بجلی پناہ مانگے
گرے تو خانہ خراب کر دے

علماء کرام لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بڑے ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ایک دن آپ سے پوچھا! اے علی تو نے کعبہ میں پیدا ہوکر آنکھیں کیوں بند رکھیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ حضور اللہ نے مجھے آپ کیلئے بھیجا تھا۔ تو میں نے سوچا

اعظم اوتھے کی ''ویکھنا'' جتھے یار نظر نہ آوے

یعنی یہ عقیدہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بتا دیا کہ بغیر عشق مصطفیٰ کعبہ کی ساعتیں بھی کچھ نہیں۔ پھر ایسے علی کی شان ایسی کیوں نہ ہو۔

وہ اولیاء کا پیشوا وہ عارفوں کا راہنما
وہ باب علم و معرفت وہ زور دست مصطفیٰ
وہ مخزن یقین بھی وہ آفتاب دین بھی
وہ خضر کا بھی خضر ہے وہ شاہ ذوالفقار بھی

محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خوبصورت شعروں میں شان علی رضی اللہ عنہ بیان فرمائی ہے۔ اہل ذوق کیلئے پیش خدمت ہے۔

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی
رحمت نے لے لیا مجھے آغوش نور میں
میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی
اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن
جب سے ہوا ہے درد ہمارا علی علی
کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی
دنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نور ہو
اس واسطے ہے نام تمہارا علی علی
اعظمؔ یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

اسم گرامی، کنیت، القابات

آپ کا نام نامی اسم گرامی علی ہے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ابوتراب ہے۔ آپ کے القابات میں۔ اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب، نفس رسول، داماد رسول، شوہر بتول، مرتضیٰ، شیر خدا، حاجت روا، حیدر کرار، خلیفۃ الرسول، مولیٰ المومنین، امیر المسلمین، امام الاولیاء، مولائے کائنات، تاجدار ولایت، شہسوار حقیقت و معرفت وغیرہ شامل ہیں۔

نسب مبارک

والد محترم کی طرف سے آپ کا نسب مبارک اس طرح ہے۔ علی بن ابی

طالب (عمران) بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ اور والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ نسبی یوں ہے۔ علی بن فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف آپ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نسب میں آپ کو خصوصی نسبت حاصل ہے کیونکہ عبد مناف حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ۲۶ ویں فرزند ہیں جن کے پوتے عبدالمطلب ہیں جو نبی و علی کے دادا جان ہیں۔ حضور علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ابو طالب (عمران) آپس میں سگے اور حقیقی بھائی تھے۔

کرم اللہ وجہہ الکریم

اسلام کی شمشیر کا جوہر ہے علی
ہے کعبہ صدف اس کا گوہر ہے علی
جس بی بی کے پیار کو اٹھتے تھے رسول
اللہ رے! اس بی بی کا شوہر ہے علی

برادران اسلام! تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا پیارا قرآنی جملہ بولا جاتا ہے یعنی کہ ''اللہ ان پہ راضی ہوگیا''۔

لیکن سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کے نام اقدس کے ساتھ کرم اللہ وجہہ الکریم کا بابرکت جملہ بولا جاتا ہے۔ (اگر دعائیہ ہو) تو اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے (اگر بمعنی ماضی ہو) تو اس کا معنیٰ ہے۔ اللہ نے ان کے چہرے کو عزت دی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کبھی کفر و شرک کی آلودگی میں ملوث نہ ہوئے۔ نہ

غیر اللہ کو سجدہ کیا۔ جب کہ وہ ایمان لانے کے وقت چھوٹے تھے۔ اس لئے آپ کو خاص طور سے ''کرم اللہ تعالیٰ وجہہ'' کہا جاتا ہے اور یہ ان کی خصوصیت ہے''۔

(سیرت مصطفیٰ جان رحمت ج ۴ ص ۸۲۲)

''حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کبھی بھی بتوں کی عبادت نہیں کی (یعنی زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کہیں کبھی کسی بت کے قریب نہیں گئے اور زمانہ اسلام میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا) اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے''۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ رسالۃ الصبان علی حاشی نور الابصار)

بعض علماء کرام آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کے الفاظ کی وجہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جب ایک جنگ کے موقع پر علی المرتضیٰ کے مقابلے میں آنے والے بدبخت نے شجاعت علی کا نظارا کر کے اپنی شکست کو یقینی دیکھا تو اس نے کہا۔ اے علی! تیرا چہرہ سیاہ ہو (نعوذ باللہ) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کرم اللہ وجھک۔ اے علی! اللہ تیرے چہرے کو عزت عطا فرمائے۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معہ وارثان خلافت راشدہ ص ۶۵۲)

رسول پاک کو میری طرف سلام آیا — میری زبان پہ جس دم علی کا نام آیا
امیر بزم ولایت خطاب ہے تیرا — حدیث جسمک جسمی تیرا مقام آیا
وہ دو جہان کی دولت سے مالا مال ہوا — تیرے حضور جو بن کر تیرا غلام آیا
سیاہ کار ہوں آقا مگر یہ کیا کم ہے؟ — کہ تیرے چاہنے والوں میں میرا نام آیا

علی کا نام ہی اعظم وہ اسم اعظم ہے
کہ جس کسی نے پکارا اسی کے کام آیا

شان علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ در احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب ان کیلئے خاص ہے جنت کی بشارت
کیا خلد نہیں ہوگئی جاگیر علی کی

ہارون کو موسیٰ نے کیا جیسے خلیفہ
ایسی تو کی شاہ نے توقیر علی کی

عباد کی آنکھوں میں ہے تنویر علی کی
زھاد کے سینوں میں ہے تاثیر علی کی

ہے حب علی حب پیمبر کی علامت
ایمان کی پہچان ہے توقیر علی کی

فضل ان کے احادیث میں وارد ہوئے اجمل
کرتی ہے صفت آیہ تطہیر علی کی

۱) ''عامر بن سعدؓ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ سعید بن میتب کہتے ہیں میری یہ خواہش تھی کہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے براہ راست یہ حدیث سنوں۔ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں وہ حدیث سنائی۔ جو عامر نے مجھے سنائی تھی تو وہ بولے۔ میں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے۔ میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے یہ بات بذات خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے؟ تو انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں پر رکھتے ہوئے کہا ہاں اگر ایسا نہ ہو؟ تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں''۔ (صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۰۹۳ ص ۳۱۱ خصائص علی ص ۶۵)

۲) ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اپنے پیچھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

(صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۰۹۴ ص ۳۱۱، جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۳ ص ۶۱۷، سنن ابن ماجہ ج ۱ حدیث ۱۲۰ ص ۶۶، غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ ص ۱۱۹، خصائص علی رضی اللہ عنہ ص ۶۱)

۳) ''عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ آپ حضرت ابوتراب رضی اللہ عنہ (علی بن ابی طالب) پر تنقید کیوں نہیں کرتے؟ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے تین ایسی باتیں یاد ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمائی تھیں۔ اس لئے میں کبھی ان پر تنقید نہیں کرسکتا کیونکہ ان تینوں میں سے کوئی ایک بات بھی اگر میرے بارے میں ارشاد فرمائی ہوتی تو یہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں (کی قیمتی دولت) سے زیادہ محبوب ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوے کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے (مدینہ منورہ کا نگران) بنایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اپنے پیچھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی۔ البتہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) فتح خیبر کے دن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے

ہوئے خود سنا ہے۔ میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم اس انتظار میں تھے کہ آپ نے فرمایا: علی کو میرے پاس لے کر آؤ۔ لایا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے فتح عطا کی۔ (تیسری بات یہ ہے) کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

ترجمہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تم فرما دو! آؤ ہم اپنے بچوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بچوں کو بلاؤ''

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں''۔ (صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۰۹۶ ص ۳۱۲، جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۸، ص ۱۴۷، غایۃ الاجابۃ ص ۱۲۰، خصائص علی ص ۲۴)

۴) ''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ غزوہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے تھے۔ کیونکہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح نصیب کی اس سے گزشتہ رات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے فتح نصیب کرے گا۔ (راوی کہتے ہیں) ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان پایا ہمیں ان کی آمد کی توقع نہ تھی۔ لوگ بولے: یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے فتح

عطا کی"۔ (صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۱۰۰ ص ۳۱۴)

۵) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے فتح نصیب کرے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں صرف اسی دن امارت (جھنڈے کے حصول) کی خواہش کی تھی۔ میں اس کے پاس آ گیا کہ شاید مجھے ہی اس کیلئے بلالیا جائے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں وہ جھنڈا عطا کر کے ارشاد فرمایا جاؤ کسی اور طرف توجہ نہ دینا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے فتح عطا کر دے"۔ (صحیح مسلم شریف ج ۳ حدیث ۶۰۹۸ ص ۳۱۳)

۶) "عثمان بن ابی شیبہ، وکیع، بن ابی لیلیٰ، حکم، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابو لیلیٰ کہتے ہیں۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شریک سفر ہوا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ موسم گرما کے کپڑے موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے گرمیوں میں پہنتے۔ ہم نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آدمی بھیجا اور خیبر کے روز مجھے آشوب چشم کی شکایت تھی۔ آپ نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور فرمایا اے اللہ اس سے گرمی اور سردی کو دور فرما دے۔ تو اس روز سے میں گرمی اور سردی محسوس نہیں کرتا اور فرمایا میں ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں وہ فرار ہونیوالا نہیں ہے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں علم عطا فرمایا"۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ حدیث ۱۲۲ ص ۶۶)

۷) "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی صاحبزادی میرے نکاح میں دی۔

ہجرت کے وقت مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کیا اور اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو حق بات نے ان کی یہ حالت کردی کہ اب ان کا کوئی دوست نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ یا اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ جدھر رخ کریں حق کا رخ بھی ادھر ہو جائے۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۴۸ ص ۱۰۷' غایۃ الاجابۃ ص ۱۲۴ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۸) "ربعی بن خراش سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے مقام رحبہ میں ارشاد فرمایا صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کے کچھ لوگ جن میں سہیل بن عمرو اور کئی دوسرے روشنائے قریش تھے۔ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ کے پاس ہمارے بیٹوں' بھائیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ آئے ہیں۔ جنہیں دین کی سمجھ نہیں۔ وہ تو محض ہمارے مال اور جائیداد سے فرار ہو کر آئے ہیں۔ پس آپ ان کو ہمیں واپس کردیں اگر انہیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں سمجھا دیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ قریش! تم باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کی خاطر تلوار سے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ایمان پہ ان لوگوں کی آزمائش کر چکا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ کون ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سوال کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتیوں میں پیوند لگانے والا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی نعلین مبارک رحمت کیلئے دی تھیں۔ حضرت ربعی بن خراش فرماتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم

میں بنانا چاہیے"۔ (جامع ترمذی ج۲ص ۱۶۴۹ص ۷۱۱)

۹) "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں ہم جماعت انصار منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے"۔

(جامع ترمذی ج۲ص ۱۶۵۰ص ۷۱۱)

۱۰) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔ کسی منافق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں ہو سکتی اور کوئی مومن آپ سے بغض نہیں رکھتا"۔
(جامع ترمذی ج۲ حدیث ۱۶۵۱ص ۷۱۲)

۱۱) "علی بن محمد، وکیع، ابو معاویہ، عبداللہ بن نمیر، اعمش، عدی بن ثابت، ذر بن حبیش، حضرت علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا کہ تم سے علاوہ مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا۔ اور منافق کے سوا کوئی عداوت نہ رکھے گا"۔ (سنن ابن ماجہ ج۱ حدیث ۱۱۹ ص ۶۵، جامع ترمذی ج۲ حدیث ۱۶۶۹، ص ۷۱۸، خصائص علی ص ۱۰۵)

۱۲) "حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کا حکم فرمایا اور بتایا کہ میں بھی ان چار سے محبت کرتا ہوں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں ان کے نام بتایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ہیں۔ تین مرتبہ فرمایا (علاوہ ازیں) حضرت ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت رکھنے کا حکم دیا اور بتلایا کہ وہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو محبوب رکھتا ہے"۔

(جامع ترمذی ج۲ حدیث ۱۶۵۲ص ۷۱۲)

۱۳) "حضرت حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے میرے اور علی کے سوا کوئی

دوسرا ادا نہیں کر سکتا"۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۳ ص ۲۱۲، سنن ابن ماجہ ج ۱ حدیث ۱۲۴ ص ۶۷، خصائص علی ص ۸۲)

۱۴) "حضرت زر (بن حبیش رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے بیج کو چیر کر (نباتات پیدا کئے) اور جس نے (دیگر) جانداروں کو پیدا کیا ہے۔ نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے۔ صرف مومن مجھ سے محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے بغض رکھے گا"۔

(صحیح مسلم ج ۱ حدیث ۱۴۸ ص ۱۱۰)

۱۵) "حضرت عبداللہ جدلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے فرمایا کیا تم لوگوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جاتی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی پناہ یا میں نے کہا اللہ کی ذات پاک ہے یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ کہا تو انہوں نے فرمایا میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو علی کو گالی دیتا ہے وہ مجھے گالی دیتا ہے"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۵۶، بحوالہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۱۶) "حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل شام سے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو ایسا کہنے سے منع کیا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن تو نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ہے۔ (پھر یہ آیت پڑھی)

"بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان پر لعنت بھیجتا ہے اور اللہ نے ان کیلئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ (سورہ احزاب)

پھر فرمایا اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہراً بھی) حیات ہوتے تو یقیناً (تو اس

بات کے ذریعے) آپ ﷺ کی اذیت کا باعث بنتا"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۵۷ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷) "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے میری (یعنی علی کی) طرف دیکھ کر فرمایا اے علی! تو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ تیرا محبوب میرا محبوب ہے اور میرا محبوب اللہ کا محبوب ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور اس کیلئے بربادی ہے جو میرے بعد تیرے ساتھ بغض رکھے"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۵۸ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۱۸) "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے فرماتے ہوئے سنا (اے علی) مبارکباد ہو اسے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور تیری تصدیق کرتا ہے اور ہلاکت ہو اس کیلئے جو تجھ سے بغض رکھتا ہے اور تجھے جھٹلاتا ہے"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۵۸ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۹) "حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تجھ سے محبت کرنے والا مجھ سے محبت کرنے والا ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۵۹ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۰) "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں حاضر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو"۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۴ ص ۱۳۷، غایۃ الاجابۃ ص ۱۳۵ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۲۱) ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پکا ہوا) ایک پرندہ رکھا تھا۔ آپ نے دعا مانگی یااللہ! مخلوق میں سے اپنے محبوب ترین شخص کو میرے پاس لائے تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ پرندہ کھایا''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۵ ص ۷۱۳، غایۃ الاجابہ ص ۱۲۵ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ خصائص علی رضی اللہ عنہ ص ۲۷)

۲۲) ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی سے روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب میں کچھ مانگتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے اور اگر میں خاموش رہتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ابتداء فرماتے''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۶ ص ۷۱۳، خصائص علی علیہ السلام ص ۱۱۶)

۲۳) ''حضرت اسحٰق بن براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر بھیجے ایک کا امیر حضرت علی بن ابی طالب اور دوسرے لشکر کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم مقرر فرمائے اور فرمایا جنگ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں لشکروں کے امیر ہوں گے۔ راوی فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس سے ایک لونڈی حاصل کی۔ اس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی چغلی میں ایک خط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا۔ اور مجھے دے کر بھیجا میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھا تو غصہ سے آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا پھر فرمایا تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول کو وہ محبوب ہے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں میں تو محض قاصد ہوں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۹ ص ۷۱۵)

۲۴) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ حضور کی سرگوشی طویل ہوگئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی فرمائی''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۰ ص ۷۱۵)

۲۵) ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! میرے اور تیرے سوا کسی کو اس مسجد میں جنبی ہونا جائز نہیں۔ علی بن منذر کہتے ہیں میں نے ضرار بن صرد سے اس حدیث کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا گزرنا مراد ہے''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۱ ص ۷۱۶، خصائص علی علیہ السلام)

۲۶) ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص مجھ سے ان دونوں سے اور ان کے ماں باپ سے محبت کرے قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۶ ص ۷۱۷)

۲۷) ''حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس میں تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے ہوئے سنا' یا اللہ! اس وقت تک میرا وصال نہ ہو جب تک تو مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ دکھا دے''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۷۰ ص ۷۱۸)

۲۸) ''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۲۶ بحوالہ امام ترمذی

رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۸۰۲ ص ۷۶۳)

۲۹) ''حضرت جمیع بن عمیر تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب تھا۔ ام المومنین نے فرمایا ''فاطمہ'' عرض کیا گیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا ان کے شوہر جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو عبادت کیلئے بہت کھڑے ہونے والے تھے''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۸۰۷ ص ۷۶۵)

۳۰) ''حضرت حنش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو دنبے قربانی کرتے دیکھا تو عرض گزار ہوا کہ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے بھی قربانی کروں۔ چنانچہ (ارشاد عالی کے تحت) ایک قربانی میں حضور کی طرف سے پیش کر رہا ہوں''۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ حدیث ۱۰۱۷ ص ۳۹۱)

۳۱) ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس ذات کی قسم جس کا میں حلف اٹھاتی ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے آئے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ میری عیادت کیلئے بہت مرتبہ آیا ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی ضروری کام سے بھیجا تھا۔ اس کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے سمجھا انہیں شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی کام ہوگا ہم باہر آ گئے اور دروازے کے قریب بیٹھ گئے اور میں ان سب سے زیادہ دروازے کے قریب تھی۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے لگے پھر

اس دن کے بعد نبی اکرم ﷺ وصال فرما گئے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ عہد کے اعتبار سے حضور نبی اکرم ﷺ کے قریب تھے"۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۸)

۳۲) "حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جعفر اور حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم ایک دن اکٹھے ہوئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ حضور ﷺ کو محبوب ہوں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ حضور نبی اکرم ﷺ کو پیارا ہوں پھر انہوں نے کہا چلو حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں چلتے ہیں اور آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس وہ تینوں حضور نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ جعفر، علی اور زید بن حارثہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اجازت دو پھر وہ داخل ہوئے اور کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے مردوں کے بارے میں عرض کیا ہے تو حضور تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا: اے جعفر! تمہاری خلقت میری خلقت کے مشابہ ہے اور میرے خلق تمہارے خلق سے مشابہ ہیں اور تو مجھ سے ہے اور میرے شجرہ نسب سے ہے۔ اے علی! تو میرا داماد اور میرے دو بیٹوں کا باپ ہے اور میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے اور اے زید تو میرا غلام اور مجھ سے اور میری طرف سے ہے اور تمام قوم سے تو مجھے پسندیدہ ہے"۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۰)

۳۳) "حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک

طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی کو سورۃ توبہ دے کر بھیجا پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے بھیجا۔ پس انہوں نے وہ سورۃ اس سے لے لی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سورت کو سوائے اس آدمی کے جو مجھ میں سے ہے اور میں اس میں سے ہوں اور نہیں لے جاسکتا''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۳۱ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خصائص علی علیہ السلام بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ص ۸۳)

۳۴) ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضور ﷺ جب ناراضگی کے عالم میں ہوتے تو ہم میں سے آپ ﷺ کے ساتھ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۳۲ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۳۵) ''حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ بھیجا جب وہ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا رسول ﷺ اور جبرائیل تم سے راضی ہیں''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۳۲ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۳۶) ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۲ ص ۲۱۶)

۳۷) ''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے''۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۸ ص ۲۱۸، خصائص علی علیہ السلام ص ۲۰)

۳۸) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی''۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۶۷ ص ۲۱۷)

۳۹) ''امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں بعض علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور بعض نے کہا سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اسلام لائے۔ جبکہ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ وہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں''۔

۴۰) ''حضرت حبہ عرنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا اور میں نے کبھی بھی آپ رضی اللہ عنہ کو اس سے زیادہ ہنستے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دانت نظر آنے لگے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اپنے والد ابو طالب کا قول یاد آ گیا تھا۔ ایک دن وہ ہمارے پاس آئے جبکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم وادیٔ نخلہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ پس انہوں نے کہا۔ اے میرے بھتیجے! آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا جو کچھ آپ کر رہے ہیں یا کہہ رہے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں لیکن آپ کبھی بھی تجربہ میں میری عمر سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے والد کی اس بات پر ہنس دیئے پھر فرمایا۔ اے اللہ! میں نہیں جانتا کہ مجھ سے پہلے اس امت کے کسی اور فرد نے تیری عبادت کی ہو سوائے تیرے نبی کے' یہ تین مرتبہ دہرایا پھر فرمایا۔ تحقیق میں نے عامۃ الناس کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے نماز ادا کی''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۱۸ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قریب من لفظہ' الخصائص علی علیہ السلام ص ۱۹)

۴۱) ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امت

میں سے سب سے پہلے حوض کوثر پر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے اسلام لانے میں سب سے اول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۱۸ بحوالہ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۲) ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے دروازہ ہیں''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۵۷ ص ۷۱۴)

۴۳) ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں کم عمر ہوں اور فیصلہ کرنے کا مجھے علم بھی نہیں ہے۔ آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت عطا فرما اور اس کی زبان کو ثابت رکھ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی شک پیدا نہیں ہوا''۔ (سنن ابوداؤد ج ۳ حدیث ۱۸۶ ص ۷۴) (سنن ابن ماجہ ج ۲ حدیث ۷۷ ص ۴۰) (خصائص علی علیہ السلام ص ۵۵)

۴۴) ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ لہٰذا جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اس دروازے سے آئے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۱ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

زین الفقراء فقیر بے باک علی
دروازۂ علم شاہ لولاک علی
ہوتی ہے سمندر کی طرح موج بھی پاک
معصوم محمدؐ ہیں تو ہیں پاک علی

۴۵) ''حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اہل مدینہ میں سے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۱ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۴۶) ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں قرآن کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے، کس جگہ اور کس پر نازل ہوئی۔ بیشک میرے رب نے مجھے بہت زیادہ سمجھ والا دل اور فصیح زبان عطا فرمائی ہے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۲ بحوالہ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ)

علی کا فکر، شعور حیات نو کی اساس
علی کا فقر جہاں میں تونگری کا لباس
علی کا علم، دل آگہی، شکست قیاس
علی کا حلم، کرم گستری میں عدل شناس
بھٹک رہے ہو کہاں عاقبت گری کیلئے
علی کا نام ہی کافی ہے رہبری کیلئے

۴۷) ''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ آل مروان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا کریں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کر دیا۔ اس نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اگر آپ (علی کا نام لے کر برا کہنے) کا انکار کرتے ہیں تو آپ یہ کہہ دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ابوتراب پر لعنت کرے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام ابوتراب تھا۔ جب انہیں اس نام سے بلایا جاتا تھا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے۔ راوی نے ان سے کہا۔ آپ ہمیں بتائیں کہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں موجود نہ پایا دریافت فرمایا۔ تمہارے چچا زاد کہاں ہیں؟ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ ہمارے درمیان کچھ شکر رنجی پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہوکر تشریف لے گئے ہیں اور گھر میں آرام بھی نہیں کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو فرمایا۔ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ شخص آیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے وہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے پہلو سے چادر ہٹ گئی تھی اور پہلو پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی صاف کرتے ہوئے فرمایا ابوتراب (مٹی کے باپ) اٹھ جاؤ! ابوتراب اٹھ جاؤ۔ (یہی آپ کی کنیت ہے)

(صحیح بخاری ج ۱ حدیث ۴۲۵ ص ۲۳۸) (صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۱۰۵ ص ۳۱۷)

۴۸) ''حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کی کنیت سے نوازا۔ پس یہ کنیت انہیں سب کنیتوں سے زیادہ محبوب تھی''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۹ بحوالہ امام بزار رحمۃ اللہ علیہ)

۴۹) ''حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مٹی پر سو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سب ناموں میں سے ابوتراب کا زیادہ حق دار ہے تو ابوتراب ہے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۳ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۰) ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرا نکاح امت میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ بردبار شخص

سے کیا ہے''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۸ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

۵۱) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۲ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۲) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تمہاری شادی کر دی ہے اور تمہارے نکاح پر (ملاء اعلیٰ میں) چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ کے طور پر مجلس نکاح میں شریک کیا اور شجر ہائے طوبیٰ سے فرمایا۔ ان پر موتی اور یاقوت نچھاور کرو۔ پھر دلکش آنکھوں والی حوریں ان موتیوں اور یاقوتوں سے تھال بھرنے لگیں۔ جنہیں (تقریب نکاح میں شرکت کرنے والے) فرشتے قیامت تک ایک دوسرے کو بطور تحائف دیتے رہیں گے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۵ بحوالہ امام محب الدین احمد الطبری رحمۃ اللہ علیہ)

۵۳) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کے چہرے کو تکنا عبادت ہے''۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۹ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۴) ''حضرت طلیق بن محمد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۴ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۵) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی عبادت ہے"۔(غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۵ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۶) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کثرت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا کرتے۔ پس میں نے آپ سے پوچھا۔ اے ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ کثرت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف تکتے رہتے ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے میری بیٹی! میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرے کو تکنا بھی عبادت ہے"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۵ بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۵۷) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ فرمایا۔ میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۶۸ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ)

۵۸) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ دونوں کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر اکٹھے آئیں گے"۔

(غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۹) "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ لوگ جدا جدا نسب سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں اور علی ایک ہی نسب سے ہیں"۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۷۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۰) "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبقت لے جانے والے تین ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف (ان پر ایمان لاکر) سبقت لے جانے والے حضرت یوشع بن نون ہیں۔ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے صاحب یاسین ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سبقت لے جانے والے علی بن ابی طالب ہیں"۔

(غایۃ الاجابہ ص ۱۷۱ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۱) "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ یہ علی بن ابی طالب ہیں اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے لئے ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے حضرت ہارون علیہ السلام مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(غایۃ الاجابہ ص ۱۷۱ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۲) "حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج وحی کے ذریعے مجھے علی کی تین صفات کی خبر دی کہ وہ تمام مومنین کے سردار ہیں۔ متقین کے امام ہیں اور (قیامت کے روز) نورانی چہرے والوں کے قائد ہوں گے"۔ (غایۃ الاجابہ ص ۱۷۲ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۳) "حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھالیا یہاں تک کہ مسلمان قلعہ پر چڑھ گئے اور اسے فتح کرلیا اور یہ آزمودہ بات ہے کہ اس دروازے کو چالیس آدمی مل کر اٹھاتے تھے"۔

(غایۃ الاجابہ ص ۱۷۲ بحوالہ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ)

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ○

ادائے احمد مرسل ادائے مولا علی
عطائے سرور عالم عطائے مولا علی
ہے مولیٰ اس کا علی جس کا ہے نبی مولیٰ
ولائے شاہ رسالت برائے مولا علی

علی سے پاک محبت عطا خدایا کر

برائے شاہ رسالت برائے مولا علی

۶۴) ''شعبہ سے روایت ہے کہ ابوسریحہ (حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ) یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (شعبہ کو راوی کے متعلق شک ہے) کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا علی مولا ہے''۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۴۷ ص ۷۰۱) (السیف الجلی علی منکر ولایت علی رضی اللہ عنہ ص ۱۹ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' امام محاملی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ' امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم)

۶۵) ''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو تین مرتبہ فرمایا پھر فرمایا علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں''۔ (جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۶۴۶ ص ۷۰۹) (خصائص علی رضی اللہ عنہ ص ۷۸) (السیف الجلی ص ۲۲ بحوالہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ' امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ' امام ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ' امام طیالسی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ' امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم)

۶۶) ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے۔ آپ راہ میں ایک جگہ اترے۔ لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کیا میں مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ بھی ولی ہے۔ اے اللہ! جو اس سے الفت رکھے تو اس سے الفت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ''۔

(سنن ابن ماجہ ج ا حدیث ۱۳۱ ص ۶۶)

۶۷) ''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے۔ (راستے میں) ہم نے غدیر خم میں قیام کیا۔ وہاں ندا دی گئی کہ نماز کھڑی ہوگئی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دو درختوں کے نیچے صفائی کی گئی۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی قریب تر ہوں''۔

انہوں نے کہا کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ہر مومن کی جان سے بھی قریب تر ہوں''۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے''۔ اے اللہ اسے تو دوست رکھ جو اسے (حضرت علی کو) دوست رکھے اور اس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا ''اے ابن ابی طالب! مبارک ہو۔ آپ صبح و شام (یعنی ہمیشہ کیلئے) ہر مومن و مومنہ کے مولا بن گئے ہیں''۔ (السیف الجلی ص ۲۵' بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ' امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ' امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ' امام حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

۶۸) ''ابن واثلہ سے روایت کہ انہوں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان پانچ بڑے گھنے درختوں کے قریب پڑاؤ کیا اور لوگوں نے درختوں کے نیچے صفائی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر آرام فرمایا۔ نماز ادا فرمائی پھر خطاب فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان کی پیروی کرو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین کی جانوں سے قریب تر ہوں؟ ایسا تین مرتبہ فرمایا سب نے کہا۔ ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے''۔ (السیف الجلی ص ۲۹ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۹) ''زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو غدیر خم پر قیام فرمایا۔ آپ ﷺ نے سائبان لگانے کا حکم دیا اور وہ لگا دیئے گئے پھر فرمایا۔ مجھے لگتا ہے کہ عنقریب مجھے (وصال کا) بلاوا آنے کو ہے جسے میں قبول کرلوں گا۔ تحقیق میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری آل۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے سامنے آئیں گی۔ پھر فرمایا:

''بیشک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں''۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

''جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے۔ اے اللہ جو اسے (علی کو) دوست رکھے اسے تو دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے تو عداوت رکھ''۔

(خصائص علی رضی اللہ عنہ ص ۸۶) (السیف الجلی ص ۲۸ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابو محاسن رحمۃ اللہ علیہ)

۷۰) ''عبدالرحمٰن بن سابط (مناقب علی کے ضمن میں) روایت کرتے ہیں کہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین ایسی خصلتیں بیان فرماتے ہوئے سنا کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا ہو تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور علی میری جگہ ایسا ہے جیسے موسیٰ کی جگہ ہارون اور میں اسے علم عطا کروں گا (جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حبیب ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حبیب ہیں)'' (السیف الجلی ص ۳۳ بحوالہ امام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ' امام ضیاء مقدسی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۷۱) ''رفاعہ بن ایاس ضبی اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف ملاقات کا پیغام بھیجا۔ پس طلحہ ان کے پاس آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ جو اس سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میرے ساتھ کیوں جنگ کرتے ہو؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے یہ بات یاد نہیں تھی۔ راوی نے کہا اس کے بعد طلحہ واپس لوٹ گئے''۔ (السیف الجلی ص ۳۴ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ)

۷۲) ''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے غزوہ میں شرکت کی جس میں مجھے آپ سے کچھ شکوہ ہوا۔ جب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (جنگ سے) واپس آیا تو میں نے اس وقت حضرت علی

رضی اللہ عنہ کا ذکر نامناسب انداز سے کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! کیا میں مومنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟'' تو میں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے''۔ (خصائص علی رضی اللہ عنہ ص ٨٩' السیف الجلی ص ٣٥ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ' امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ' امام شاشی رحمۃ اللہ علیہ' امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ' امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ)

٧٣) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اٹھارہ ذی الحج کو روزہ رکھا اس کیلئے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا اور یہ غدیر خم کا دن تھا۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کیا میں مومنین کا والی نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے''۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مبارک ہو اے ابن ابی طالب! آپ میرے اور ہر مسلمان کے مولا ٹھہرے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا''۔ (السیف الجلی ص ٤٦ بحوالہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ' امام رازی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

احادیث کا ترجمہ منظوم کلام میں

فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں ہوں علی سے
ہے کتنا فزوں مرتبہ سرکار علی کا

فرمایا میرا ہے عدو دشمن حیدر
میرا ہے طلب گار طلب گار علی کا
جس سفینہ کو مس کر کے دعا کی ہے نبی نے
وہ سینہ ہے گنجینۂ اسرار علی کا
مولا کی عداوت ہے منافق کی علامت
مومن ہے باخلاص طلبگار علی کا
خالی نہیں پھرتا ہے جہاں سے کوئی سائل
واللہ وہ دربار ہے دربار علی کا
اجماع صحابہ سے خلافت ہوئی ان کی
یہ فضل نہیں قابل انکار علی کا
تھے اپنے زمانے میں یہی افضل اصحاب
اجمل یہ شرف ہے میرے سرکار علی کا

برادران اسلام! آپ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے بارے میں سید الانبیاء حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد عالی شان کے بعد کسی قسم کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ محبت رسول ﷺ ہی عین ایمان ہے بلکہ جان ایمان ہے۔ اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک رسول اللہ ﷺ پر پختہ ایمان نہ ہو۔ محبت نہ ہو اور محبت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ محبوب کی ہر بات اور ہر عمل کو من وعن قبول کیا جائے۔ ان احادیث رسول اللہ ﷺ کے علاوہ یہاں ہم اہل محبت کیلئے ایک قیمتی سرمایہ پیش کر رہے ہیں۔

کتنے اعلیٰ ہیں منازل و مقامات علی
کتنی بالا ہے مناجات و عبادات علی

کتنی آیات سے ثابت ہیں کمالات علی
کتنے وارد ہیں احادیث میں حالات علی
جس قدر ان کے فضائل میں حدیثیں آئیں
اس قدر اور صحابہ کیلئے نہیں آئیں

۵۰ ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ

درشانِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

۱) اَشْقَی الْاٰخَرِیْنَ الَّذِیْ یَطْعَنُکَ یَاعَلِیُّ

ترجمہ اے علی! میری امت میں بڑا بدبخت وہ ہے جو تجھے قتل کرے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ص ۳۲۶، کفایت ابوطالب ص ۴۶۳، مقتل الحسین للخوارزمی ج ۱ص ۴۳)

۲) اَعْلَمُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیٌّ

ترجمہ میری امت میں میرے بعد بڑا عالم علی ہے۔

(منتخب کنز العمال بھامش مسند احمد بن حنبل ج ۵ص ۳۲، مناقب الخوارزمی ص ۸۲، ینابیع المودة ج ۲ص ۲۳۹ کنز العمال ج ۲/ ح ۱۲۱۷ص ۲۱۲)

۳) اَللّٰھُمَّ لَاتُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا

ترجمہ اے اللہ مجھے موت نہ دینا جب تک مجھے علی نہ دکھادے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ص ۳۵۷، مناقب الطبری من الریاض النضرة ص ۲۲۰، تاریخ ابن عساکر ج ۴۴ص ۳۳۷، سنن الترمذی ج ۵ص ۶۴۳، ینابیع المودة ج ۲ص ۱۸۴، مناقب الخوارزمی ص ۷۱، ذخائر العقبی ص ۹۴)

۴) اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ

ترجمہ بیشک اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں۔

(الریاض النضرۃ ص ۱۴۰' الصواعق المحرقہ لابن حجر ص ۱۲۴' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۳۱۹' منتخب کنزالعمال ج ۵ ص ۳۰' مقتل الحسین للخوارزمی ج ۱ ص ۶۷' ۷۷' مناقب الخوارزمی ص ۳۲۷' کنزالعمال ج ۱۲ ح ۱۱۳۲ ص ۲۰۵)

۵) اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ مُحَمَّدٍ مِنْ صُلْبِ عَلِيٍّ

ترجمہ بیشک اللہ نے محمد ﷺ کی نسل علی کی پشت سے چلائی۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴' منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۰' کنزالعمال ج ۱۲ ح ۱۳۲ ص ۲۰۱' مناقب الخوارزمی ص ۳۲۸)

۶) اِنَّ اَوَّلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا اِلَيْهَا عَلِيٌّ

ترجمہ بیشک اہل جنت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا علی ہے۔ (بلفظ قریب فی مناقب الخوارزمی ص ۱۳۱۷' المناقب الطبری ص ۸۸)

۷) اِنَّ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰی مَعِیْ عَلِيٌّ

ترجمہ بیشک جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۴۸' ذخائر العقبیٰ ص ۵۹' سنن الترمذی ج ۵ ص ۶۲۴' منتخب الکنز بھامش المسند ج ۵ ص ۳۳' مناقب الخوارزمی ص ۵۶' مناقب الطبری ص ۷۷' ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۱۹۶' کنزالعمال ج ۱۶ ص ۲۱۴ ح ۱۲۳۴)

۸) اِنَّ عَلَى الصِّرَاطِ لَعَقَبَةً لَا يَجُوْزُهَا اَحَدٌ اِلَّا بِجَوَازٍ مِّنْ عَلِيٍّ

ترجمہ بیشک پل صراط پر ایک گھاٹی ہے جسے علی کے اجازت نامے کے بغیر کوئی عبور نہ کر سکے گا۔ (الفوائد المجموعہ ص ۳۹۸ ح ۹۱' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۱۶۲' قریب من لفظ فی مناقب الطبری ص ۱۲۷)

۹) اُوْصِیْ مَنْ آمَنَ بِیْ وَصَدَّقَنِیْ بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ

ترجمہ جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی میں اس کو علی کی ولایت کو تسلیم

کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ (منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۲' کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۱۹۳ ص ۲۰۷)

۱۰) اَوَّلُ ثُلْمَةٍ فِی الْاِسْلَامِ مُخَالَفَةُ عَلِیٍّ

ترجمہ اسلام میں پہلا سوراخ علی کی مخالفت ہے۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۳۱۳' المناقب المرتضویہ ص ۱۱۵)

۱۱) اَوَّلُکُمْ وَارِدًا عَلَی الْحَوْضِ اَوَّلُکُمْ اِسْلَامًا عَلِیٌّ

ترجمہ میرے پاس حوض کوثر پہ سب سے پہلے آنے والا وہ ہے جو تم میں سے پہلے اسلام لانے والا ہے یعنی علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۲۳۹' کنز العمال ج ۲ ح ۱۱۹۳ ص ۲۱۴' مناقب الطبری ص ۶)

۱۲) زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیٍّ

ترجمہ اپنی محافل کو ذکر علی سے سجایا کرو۔ (مناقب ابن مغازلی ص ۲۱۱)

۱۳) سُدُّوا اَبْوَابَ الْمَسْجِدِ کُلَّهَا اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ

ترجمہ علی کے دروازے کے علاوہ مسجد کے سارے دروازے بند کر دو۔

(ذخائر العقبیٰ ص ۶۷' البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۳۲۳' خصائص النسائی ص ۵۵' مناقب الخوارزمی ص ۳۲۸' تذکرۃ الخواص ص ۴۳)

۱۴) عُنْوَانُ صَحِیْفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِیٍّ

ترجمہ مومن کے نامۂ اعمال کا عنوان علی کی محبت ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۰' تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۷ تاریخ بغداد ص ۱۷۷)

۱۵) لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ

ترجمہ بہادر مرد علی ہے اور تلوار صرف ذوالفقار ہے۔

(مناقب الخوارزمی ص ۱۶۷' البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۳۳۷' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۱۶۶)

۱۶) لَایُبَلِّغُ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ

ترجمہ احکام میں پہنچاؤں گا یا علی پہنچائے گا۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۴۶ البدایۃ والنھایہ ج ۷ ص ۳۵۷، تذکرۃ الخواص ص ۴۳)

۱۷) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِجَوَازٍ مِنْ عَلِيٍّ

ترجمہ جنت میں وہ داخل ہوگا جو علی کے اجازت نامے کے ساتھ آئے گا۔

(قریب من لفظ فی الفوائد المجموعہ ص ۳۹۹ ح ۹۶)

۱۸) لَا يَقْضِيْ دَيْنِيْ غَيْرِيْ اَوْ عَلِيٌّ

ترجمہ اپنا قرض میں خود ادا کروں گا یا میری طرف سے علی ادا کرے گا۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۸۵، کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۲۰۲ ص ۲۱۰، تذکرۃ الخواص ص ۴۴)

۱۹) لِكُلِّ نَبِيٍّ خَلِيْلٌ وَاِنَّ خَلِيْلِيْ وَاَخِيْ عَلِيٌّ

ترجمہ ہر نبی کا ایک خلیل ہے میرا خلیل (دوست) اور بھائی علی ہے۔

(کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۳۲۹ ص ۲۲۹)

۲۰) لِكُلِّ نَبِيٍّ صَاحِبُ سِرٍّ وَصَاحِبُ سِرِّيْ عَلِيٌّ

ترجمہ ہر نبی کا ایک محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز علی ہے۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۲۳۴)

۲۱) لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ وَّ وَارِثٌ وَاِنَّ وَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ عَلِيٌّ

ترجمہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(کنز العمال ج ۵ ص ۴۴۳، ذخائر العقبیٰ ص ۷۱، مناقب الطبری ص ۱۲۹، تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۹۶ مناقب ص ۲۰۱)

۲۲) مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى سَيِّدِ شَبَابِ الْعَرَبِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى عَلِيٍّ

ترجمہ جو یہ چاہے کہ عرب کے نوجوانوں کا سردار دیکھوں وہ علی کو دیکھے۔

(قریب من لفظ فی مناقب الامام علی لابن المغازلی ص ۲۱۴)

۲۳) مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَاِنَّ مَوْلَاہُ عَلِیٌّ

ترجمہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ (تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۰۲' البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۴۴' خصائص النسائی ص ۸۲' ۸۳' مناقب الخوارزمی ص ۱۲۷)

۲۴) یَااَیُّھَا النَّاسُ اُوْصِیْکُمْ بِحُبِّ ذِی اَقْرَبِھَا اَخِیْ وَابْنُ عَمِّیْ عَلِیٍّ

ترجمہ اے لوگو! میں تم کو اپنی قرابت والے بھائی اور اپنے چچا کے بیٹے کی محبت کی وصیت کرتا ہوں۔ (تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۲۰۷)

۲۵) یَفْتَخِرُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اٰدَمُ بِابْنِہٖ شِیْثَ وَاَفْتَخِرُ اَنَا بِعَلِیٍّ

ترجمہ قیامت والے دن آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث کے ساتھ فخر کریں گے اور میں علی کے ساتھ فخر کروں گا۔ (فرائد السمطین ج ۱ ص ۲۳۲)

۲۶) عَلِیٌّ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

ترجمہ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی علی ہے۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۹۶' کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۱۴۷ ص ۲۰۳)

۲۷) عَلِیٌّ اَعْلَمُ النَّاسِ بِاللّٰہِ

ترجمہ لوگوں میں اللہ کو زیادہ جاننے والا علی ہے۔

(منتخب کنز العمال بھامش المسند ج ۵ ص ۳۲)

۲۸) عَلِیٌّ اِمَامُ الْبَرَرَةِ وَقَاتِلُ الْفَجَرَةِ

ترجمہ نیکوکاروں کا امام اور فاجروں کا قاتل علی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۵' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۹۶' کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۱۴۹ ص ۲۰۳' مناقب الخوارزمی ص ۱۲۷۔۲۰۰' الجامع الصغیر ج ۲ ح ۵۶۱۶ ص ۲۶۹)

۲۹) عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار علی ہے۔

(قریب من لفظہ فی مناقب الخوارزمی ص ۸۵' فرائد السمطین ج ۱ ص ۱۴۹)

۳۰) عَلِیٌّ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَصَدَّقَنِیْ

ترجمہ مجھ پر جو پہلے ایمان لایا اور میری تصدیق کی وہ علی ہے۔

(انساب الاشراف ج ۲ ص ۳۶۲)

۳۱) عَلِیٌّ بَابُ حِطَّۃٍ مَنْ دَخَلَہٗ مِنْہُ کَانَ مُؤْمِنًا

ترجمہ گناہ جھڑنے کا دروازہ علی ہے جو اس سے داخل ہو گیا امن والا ہو گیا۔

(منتخب الکنز ج ۵ ص ۱۳۰' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۵' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۹۶' الجامع الصغیر ج ۲ ص ۶۲۹ ح ۵۶۱۷' کنز العمال ج ۲ ص ۲۰۳ ح ۱۱۵۰)

۳۲) عَلِیٌّ بَابُ عِلْمِیْ وَمُبَیِّنٌ لِاُمَّتِیْ مَا اُرْسِلْتُ بِہٖ مِنْ بَعْدِیْ

ترجمہ میرے علم کا دروازہ علی ہے اور جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں (قرآن) اس کو میرے بعد میری امت کیلئے بیان کرنے والا علی ہے۔ (اس الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج ۴ ص ۱۰۰' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۲۴۰' کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۲۲۱ ص ۲۱۲)

۳۳) عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ اَبٰی فَقَدْ کَفَرَ

ترجمہ لوگوں میں بہتر علی ہے جس نے انکار کیا اس نے کفر کیا۔

(الفوائد المجموعۃ ص ۳۷۲ ح ۵۰' البدایۃ والنھایۃ ج ۷ ص ۴۵۹' تاریخ ابن عساکر ج ۴۳ ص ۳۷۲' منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۵ ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۷۸' کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۲۸۵ ص ۲۲۱)

۳۴) عَلِیٌّ رَایَۃُ الْھُدٰی وَمَنَارُ الْاِیْمَانِ

ترجمہ ہدایت کا جھنڈا اور ایمان کا مینار علی ہے۔

(میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۲۵۶)

۳۵) عَلِیٌّ طَاعَتُہٗ طَاعَتِیْ وَمَعْصِیَتُہٗ مَعْصِیَتِیْ

ترجمہ علی کی اطاعت میری اطاعت اور علی کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

(فرائد السمطین ج ۱ ص ۱۷۹ وقریب من لفظ' فی مناقب الطبری ص ۱۰۵)

۳۶) عَلِيٌّ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَّبِّهٖ وَاَنَا الشَّاهِدُ مِنْهُ

ترجمہ علی اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۴۳ ص ۳۲۰ وقریب من لفظ' فی ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۲۹۳)

۳۷) عَلِيٌّ قَسِيْمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ

ترجمہ علی جنت اور دوزخ تقسیم کرنے والا ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۶ ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۱۶۳)

۳۸) عَلِيٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ

ترجمہ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۴۴۹' ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۲۶۹' تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۲۲)

۳۹) عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ

ترجمہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴' تاریخ الخلفاء ص ۱۷۳' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۹۶' نور الابصار ص ۸۹' منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۰ مناقب الخوارزمی ص ۱۷۷)

۴۰) عَلِيٌّ مَلِيْءٌ اِيْمَانًا اِلٰى مُشَاشِهٖ

ترجمہ علی ٹھوڑی تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ (ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۷۷)

۴۱) عَلِيٌّ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى

ترجمہ علی میرے لئے ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارون علیہ السلام

(کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۵۵ ص ۲۰۳' ینابیع المودۃ ص ۹۸۔۳۰۱' الجامع الصغیر ح ۵۶۲۲ ص ۲۶۹' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۱' صحیح مسلم ج ۵ ص ۵۵۰' المعیار الموازنہ ص ۷۰' منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۱)

۴۲) عَلِيٌّ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ

ترجمہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲' البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۳۵۷' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۷۸' تذکرۃ الخواص ص ۴۳' مناقب الطبری ص ۱۲۶' تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۴۵' مناقب الخوارزمی ص ۱۳۴)

۴۳) عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ

ترجمہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳' مناقب الطبری ص ۱۱۹' سنن الترمذی ج ۵ ص ۶۳۲)

۴۴) عَلِیٌّ مَوْلٰی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ

ترجمہ علی مولیٰ ہے اس کا جس کا میں مولیٰ ہوں۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۸۷' الجامع الصغیر ج ۲ ح ۵۶۳۲ ص ۶۳۰' ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۷۸' کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۱۵۶ ص ۲۰۴)

۴۵) عَلِیٌّ ھُوَ نَفْسِیْ وَاَنَا نَفْسُہٗ

ترجمہ علی میری جان ہے اور میں علی کی جان ہوں۔

(قریب من لفظہ' فی ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۱۷۳' مناقب الخوارزمی ص ۹۰)

۴۶) عَلِیٌّ وَشِیْعَتُہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ

ترجمہ علی اور اس کی جماعت کامیابی پانے والی ہے۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۳۱۲ قریب من لفظہ' فی تذکرۃ الخواص ص ۵۶)

۴۷) عَلِیٌّ یَزْھَرُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ کَکَوْکَبِ الصُّبْحِ لِاَھْلِ الدُّنْیَا

ترجمہ علی اہل جنت کی چمک ہے۔ جیسے صبح کا ستارہ دنیا والوں کیلئے باعث روشنی ہے۔ (الصواعق المحرقہ ۱۲۵' مناقب ابن مغازی ص ۱۴۰' منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۱)

۴۸) عَلِیٌّ یَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ علی مومنوں کیلئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ (الصواعق المحرقہ ۱۲۵' ینابیع المودۃ ج ۲

ص ۴۰۱، مناقب ص ۱۴۰ منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۱ کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۱۵۸ ص ۲۰۴)

۴۹) عَلِیٌّ یَقْضِی دَیْنِی وَیُنْجِزُ مَوْعِدِی

ترجمہ علی میرا قرض ادا کرے گا اور میرا وعدہ پورا کرے گا۔

(فرائد السمطین ج ۱ ص ۶۰، ذخائر العقبیٰ ص ۷۱، تاریخ ابن عساکر ج ۴۲، منتخب الکنز ج ۵ ص ۳۲)

۵۰) عَلِیٌّ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ رَأْسِی مِنْ بَدَنِی

ترجمہ علی میرے لئے ایسے ہے جس طرح میرا سر میرے بدن سے ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۵، ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۷۷، ۴۰۱، نور الابصار ص ۸۹، کنز العمال ج ۱۲ ح ۱۱۵۴ ص ۲۰۴، الجامع الصغیر ج ۲ ح ۵۶۲۱، ص ۲۶۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے اچھا فیصلہ کرتے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۴۷)

۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ بھر میں سب سے اچھا فیصلہ کرتے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۴۷)

۳) حضرت ابن سعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی معتبر شخص ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بتاتا تو پھر ہم اس سے تجاوز نہ کیا کرتے تھے۔ (یعنی ہم اسی کو ہی تسلیم کرلیا کرتے تھے) (تاریخ الخلفاء ص ۲۴۷)

۴) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ صحابہ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ یہ کہے مجھ سے جو کچھ چاہو پوچھو۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۴۸)

۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑھ کر قاضی اور علم فرائض جاننے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تاریخ الخلفاء بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ

نے فرمایا موجودہ لوگوں میں آپ سب سے بڑھ کر واقف بالسنت ہیں۔

(تاریخ الخلفاء بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۷) عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم میں نہایت پختہ اور مضبوط تھے اور اپنے قبیلے میں نہایت معزز تھے۔ سب سے پہلے اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور سنت نبوی کی سمجھ، دلیری اور بخشش میں مشہور تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۴۸)

۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلام اللہ میں جہاں کہیں یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (یعنی اے ایمان والو) آیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے امیر ہیں۔

(تاریخ الخلفاء بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جتنی آیات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ اتنی آیات کسی کے حق میں نازل نہیں ہوئیں۔

(تاریخ الخلفاء بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے حضور علیہ السلام نے علم کے ہزار باب دیئے ہیں اور ہر باب سے آگے ہزار باب کھلتے ہیں۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۷۸ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۳۶۰)

۱۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید سات حروف پہ نازل ہوا۔ ہر حرف کا ایک ظاہر ہے ایک باطن اور علی بن ابی طالب کے پاس ظاہر کا علم بھی ہے باطن کا بھی۔ (یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۷۸ بحوالہ المناقب ص ۳۴)

۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ علم و حکمت، قوت و شجاعت کا خزانہ تھے اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا صدقہ تھا۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۷۹ بحوالہ استیعاب ص ۴۷۶ ج ۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علمی واقعات

امین ہے متین ہے حسین ہے ذہین ہے
کتاب عشق و کیفیت کی آیہ مبین ہے
وہ پیکر جمال ہے وہ مرکز کمال ہے
جلال ذوالجلال ہے قرار بے قرار ہے
ہے نائب نبی علی، علی نبی کا یار ہے
علی نبی کے گلستان دین کی بہار ہے
علی جمال مصطفیٰ علی امام اولیاء
جری، قوی، جلی، ولی ہے شیر کردگار ہے
وہ نازش بتول ہے، برادر رسول ہے
وہ گلستان ہاشمی کا، دل نواز پھول ہے
علی کی دھوم دھام ہے، مکان و لامکان پر
علی سخا کی سلطنت کا شاہ و تاجدار ہے

امیر المومنین والمسلمین اسد اللہ الغالب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد عالی شان ہے کہ ''خدا کی قسم مجھے ہر آیت کا شان نزول اور یہ کہ کون سی آیت کہاں نازل ہوئی۔ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ کس پر نازل ہوئی۔ سب کچھ معلوم ہے۔ مجھے اللہ نے عقل سے بھرپور دل دیا ہے اور بولنے والی زبان عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا قرآن کے بارے میں مجھ سے پوچھو میں جانتا ہوں کون سی آیت دن کو نازل ہوئی کون سی رات کو، کون سی ہموار زمین پہ نازل ہوئی کون سی پہاڑی علاقے میں

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں
نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

اعلان علی المرتضیٰ شیر خدا

حضرت سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کے خطبہ میں بیٹھا تھا اور اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے فرمایا

سلونی فواللہ لاتساء لونی عن شی یکون الی یوم القیامۃ الاحدثتکم بہ

''مجھ سے پوچھو اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا۔ (تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے مگر) میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا''۔ (یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۷۹ بحوالہ کنز العمال ج ۶ ص ۴۰۵' خالص الاعتقاد ص ۴۴' الکلمۃ العلیا ص ۱۴)

حضرت مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لاسئال عن شئی دون العرش الا خبرت عنہ

''پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ گے اس حال میں کہ میں عرش کے نیچے کی تمام چیزوں کی خبر دے سکتا ہوں''۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ تابعین سے ہیں فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ نہ فرمایا ہو۔ (یعنی ہر کسی نے یہ فرمایا ہے)

لم یکن احد من الصحابۃ یقول سلونی الاعلیا

''اصحاب میں سے سوائے سیدنا علی المرتضیٰ کے کسی نے ایسا نہ کہا کہ پوچھ

لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے میں تم کو خبر دوں گا''۔

(یاران مصطفیٰ ص ۶۷۹ بحوالہ کنز العمال ج ۶ ص ۴۰۵' خالص الاعتقاد ۴۴' الکلیۃ العلیاء ص ۱۴)

علی کا نطق ''سلونی'' کے آبشار کی ضو
علی کا حسن مہ و مہر میں حیات کی رو
علی ہنسے تو پھٹے دو جہاں میں صبح کی پو
علی جو چپ ہو تو رک جائے نبض عالم نو
علی رکے تو نوا خامشی میں ڈھلتی ہے
علی چلے تو زمانے کی سانس چلتی ہے

۱) حاضر جوابی کا راز

حضرت علی المرتضیٰ اس قدر حاضر جواب کیوں تھے اس کی وجہ آپ نے خود ہی بیان فرما دی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنا جلدی بغیر سوچے سو فیصد جواب کس طرح دے دیتے ہیں۔ فرمایا تو بتا تیرے ہاتھ میں انگلیاں کتنی ہیں؟ عرض کیا پانچ فرمایا سوچا کیوں نہیں؟ عرض کیا سوچنا کیا ہے ہر وقت تو سامنے ہوتی ہیں۔ فرمایا پھر یہی تیرے سوال کا جواب ہے۔ ساری کائنات ہر وقت تو میرے سامنے ہوتی ہے جیسا بھی سوال ہوگا کائنات کے اندر سے ہی ہوگا پھر سوچنا کیا؟

۲) تفسیر فاتحہ اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پوری شب بسم اللہ کے صرف حرف با کی تفسیر شروع فرمائی۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اگر اور رات ہوتی تو بیان کرتا رہتا۔ واللہ یہ سمندر سے قطرہ بھی بیان نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں

تو ستر اونٹ کتابوں سے لادے جائیں تو پھر بھی تفسیر سورۃ فاتحہ ختم نہ ہو سکے۔

۳) علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ایک یہودی

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے جب اعلان فرمایا کہ مجھ سے پوچھو میں تمہیں ہر مسئلہ کا جواب قرآن سے دوں گا تو ایک یہودی جس کی داڑھی کھودی یعنی چند بالوں پر مشتمل تھی (جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک خوب گھنی تھی کہ پورے سینہ مبارک پہ سایہ کناں تھی) کہنے لگا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ ہر سوال کا جواب قرآن سے دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس نے کہا مجھے بتاؤ کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ میری داڑھی کے چند بال ہوں گے اور آپ کی داڑھی اتنی گھنی ہوگی؟ آپ نے فوراً یہ آیت پڑھی۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا

(سورۃ الاعراف ۵۸ پ ۸)

"اور جو سرزمین عمدہ زرخیز ہے کثرت سے نکلتی ہے اس کی پیداوار اپنے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے نہیں نکلتی اس سے پیداوار مگر قلیل گھٹیا۔

(تفسیر ضیاء القرآن)

فرمایا میرے جسم کی زمین ایمان کی وجہ سے پاکیزہ ہے اس لئے میری داڑھی کا سبزہ گھنا ہے اور تیرے جسم کی زمیں یہودیت کی وجہ سے گندی ہے لہٰذا تیرے بال تھوڑے ہیں۔

۴) مسئلہ میراث اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری میراث کا ایک حصہ (جز) فلاں شخص کو میرے مرنے کے بعد دے دینا۔ اس کے انتقال کے بعد جز کے تعین

میں اختلاف ہوا جب فیصلہ نہ ہوسکا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ساتواں حصہ دے دو کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا۔

''دوزخ کیلئے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کیلئے ایک (جز) حصہ بٹا ہوا ہے''۔

معلوم ہوا کہ مسئلہ میراث کے موقع پر بھی مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم سے جواب دے کر اختلاف ختم کر دیا اور مسئلہ میراث حل فرما دیا۔

۵) لڑکے کی ماں کا فیصلہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں دو عورتوں نے بچے جنے۔ رات اندھیری تھی ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور ایک کے ہاں لڑکی دونوں میں جھگڑا اس بات پر ہوا کہ ہر ایک کہتی تھی کہ لڑکا میں نے جنا ہے۔ آخرکار دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لائی گئیں ہر ایک یہی کہتی تھی کہ لڑکے کی ماں میں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم دونوں تھوڑا تھوڑا دودھ چھاتیوں سے نکال کر دو برتنوں میں رکھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے دونوں دودھوں کو تولا تو ایک دودھ وزنی اترا۔ فرمایا جس کا دودھ وزنی ہے لڑکا اسی کا ہے۔ یہ فیصلہ سن کر لوگوں نے دریافت کیا یا حضرت آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا تو فرمایا قرآن کریم کی اس آیت سے

للذکر مثل حظه الانثیین

اس آیت میں یہ بھی استدلال ہے کہ خدا نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے۔ حتیٰ کہ غذا میں بھی۔

۶) لنا میں لام

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قد مبارک نسبتاً چھوٹا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے دو ساتھیوں (ابوبکر و عمر) کے درمیان میں چل رہے تھے کہ ایک نے کہا۔ اے علی! آپ ہم دونوں میں ایسے لگ رہے ہیں جیسے لنا میں نون ہوتا ہے۔ یعنی ابتدا میں لام کا دندانہ لمبا ہے اور آخر میں الف کا بھی اور نون کا دندانہ درمیان میں چھوٹا سا ہے آپ نے فی البدیہہ فرمایا۔ ہاں مگر نون کے بغیر باقی لاھی تو رہ جاتا ہے جس کا مطلب ہے کچھ نہیں۔ علی کے بغیر تم بھی تو کچھ نہیں ہو۔

۷) علی شیر خدا اور قدری کا واقعہ

آپ کے پاس ایک قدری فرقے کا شخص آیا جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ ہی سب کچھ کرتا ہے اور اسی مسئلہ پر بحث کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا اچھا تو اپنا ایک پاؤں زمین سے اٹھا۔ اس نے جلدی سے اٹھالیا۔ آپ نے فرمایا: اچھا اب دوسرا بھی اٹھاؤ۔ وہ لاجواب اور شرمندہ ہوگیا: فرمایا۔ جب تو اپنے ہی پاؤں زمین سے نہیں اٹھا سکتا تو اور کیا کرے گا۔

۸) علی کو لاجواب کرنے والا خود لاجواب ہوگیا

ایک شخص نے آپ کو لاجواب کرنے کے ارادے سے بڑی مدت میں ایک سوال گھڑا اور آپ سے برسر منبر پوچھنے لگا کہ کتے اور بکری کے ملاپ سے بچہ ہوا ہے اور شکل بھی دونوں سے ملتی ہے فرمایئے حلال ہے یا حرام۔ فرمایا اس کو پانی پیتا دیکھ اگر بکری کی طرح پیتا ہے تو حلال ہے اور اگر کتے کی طرح چاٹ کر پیے تو حرام۔ چونکہ اس شخص کا ارادہ بد تھا کہنے لگا کئی دفعہ دیکھا ہے کبھی بکری کی طرح پیتا ہے اور کبھی کتے کی طرح۔ فرمایا اچھا اس کے سامنے گھاس رکھ۔ کھالے تو بکری کی

طرح حلال سمجھ۔ نہ کھائے تو کتے کی طرح حرام جان۔ عرض کیا کئی دفعہ آزمایا ہے کبھی کھا لیتا ہے کبھی نہیں کھاتا۔ فرمایا۔ اچھا جب بیٹھے تو غور کر اگلی ٹانگوں کے بل بیٹھے تو حلال ہے پچھلی ٹانگوں پر کتے کی طرح بیٹھے تو حرام۔ کہنے لگا جناب کئی بار دیکھا ہے کبھی اگلی ٹانگوں پر بیٹھتا ہے کبھی پچھلی پر۔ حضرت علی اس کی بے شرمی کو سمجھ گئے اور فرمایا اچھا۔ جب گھاس کھاتا ہے تو دیکھ اگر جگالی کرے تو حلال ورنہ حرام۔ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اس کو ذبح کر دے اوجھری نکلے تو حلال، صرف انتڑیاں نکلیں تو حرام۔ لاجواب ہو گیا کیونکہ اب یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ کئی بار ذبح کیا ہے کبھی انتڑیاں نکلتی ہیں کبھی اوجھری۔

۹) رزق کی اقسام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال

کسی نے آپ سے پوچھا کہ رزق کتنی قسم کا ہوتا ہے۔ فرمایا دو قسم کا۔

۱) مقسوم

جو قسمت میں لکھ دیا گیا ہو اس کو پھینکتے بھی رہو۔ پھر بھی مل کر ہی رہے گا۔

۲) مقصود

ارادہ کرو گے، پیچھے جاؤ گے تو ملے گا۔

یعنی مقسوم وہ کہ جو تمہارے پیچھے بھاگتا ہے اور مقصود وہ کہ جس کے پیچھے تم بھاگتے ہو۔ سائل نے کہا ایک شخص کو ہم جکڑ کر کمرے میں بند کر کے تالے لگا دیتے ہیں۔ تمام راستے ہی بند کر دیتے ہیں تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا: فرض کرو اگر وہی وقت اس کی موت کا ہو تو عزرائیل آ جائے گا یا نہیں؟ جہاں سے عزرائیل جان لینے آئے گا وہاں سے ہی میکائیل رزق لے کر آ جائے گا۔

۱۰) ایک پادری کے سوالات اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جوابات

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں نجران کا ایک عالم پادری اسلام پر اعتراضات کرنے کیلئے چند سوالات سوچ کر آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کیلئے اجازت طلب کی۔ اس وقت فاروق اعظم کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ بھی موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پادری کو اپنی عدالت میں آنے کی اجازت دے دی۔ جب یہ پادری اندر داخل ہوا تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے خطاب کر کے عرض کرنے لگا۔ میں چند سوال کرنے آیا ہوں۔ اجازت ہو تو بیان کروں اور آپ ان کا جواب دیں امیر المومنین نے فرمایا ہاں اپنے سوال بیان کرو۔

س۱ آپ کا قرآن جنت کا کچھ ایسا طول وعرض بیان کرتا ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ کا قرآن کہتا ہے کہ جنت کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہوگا۔ یہ بتلایئے کہ جب جنت اتنی بڑی ہوگی تو دوزخ کہاں واقع ہوگی؟

س۲ وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کی مثل ہے؟

س۳ آسمان کا کوئی قفل ہے؟

س۴ زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ اس کے چاروں سوالوں کا جواب دیں۔

مدینۃ العلم کے باب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ اسی وقت اس سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ اے پادری! اپنے تمام سوالات کے جوابات سن لے اور اگر دل چاہے تو نوٹ کر لو۔ تم نے قرآن پاک کی اس آیت پر اعتراض کیا ہے کہ جب جنت کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے تو دوزخ کہاں واقع

ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس بات کا جواب دے کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے۔ پادری یہ جواب باصواب ہی سن کر حیران رہ گیا۔ فرمایا تمہارا دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کی مانند ہے؟ آپ نے فرمایا وہ قرآن ہے کہ تمام مخلوق اس سے استفادہ کرنا چاہے تو بھی اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ گویا جنت کے میوہ جات بھی اسی طرح کے ہیں۔

فرمایا تمہارا تیسرا سوال یہ ہے کہ آسمانوں کا قفل کیا ہے؟ فرمایا وہ قفل شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ قفل کی مفتاح (کنجی) کلمہ شہادت ہے جس کی پرواز و رسائی فرش سے عرش تک ہے۔

فرمایا تمہارا چوتھا سوال یہ ہے کہ زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا؟ آپ نے فرمایا تمہارا یہ گمان ہے کہ چمگادڑ کا خون سب سے پہلے زمین پر گرا۔ یہ غلط ہے سب سے پہلے حضرت حوا کا خون گرا تھا۔ جو حضرت ہابیل کی ولادت کے وقت زمین بوس ہوا تھا۔

پادری نے کہا بخدا سچ ہے مگر میرے ایک سوال کا جواب اور دیجئے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آخری سوال بھی پوچھ لو تا کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے۔ کہنے لگا بتائیے خدا کہاں پر ہے؟ حضرت مولائے کائنات متبسم ہو کر فرمانے لگے۔

یہی سوال میں نے اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تھا اور اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے نے کہا ساتویں آسمان کا مکین ہوں اور اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں۔ پھر دوسرا فرشتہ آیا۔ آپ نے اس سے بھی سوال کیا

کہ کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا اپنے رب کے پاس سے ساتویں طبق زمین سے آ رہا ہوں۔ پھر اس کے بعد ایک فرشتہ مغرب سے آیا اور ایک مشرق سے آیا۔ دونوں سے یہی سوال کیا گیا۔ انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم اپنے رب کے پاس سے مغرب اور مشرق سے آ رہے ہیں۔

پس اے نصرانی! اللہ تعالیٰ یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ہے۔ زیر زمین بھی ہے۔ بالائے آسمان بھی ہے۔ پس کون سی جگہ کون سی جہت ہے جہاں وہ نہیں۔

فاینما تولو فثم وجه الله الله نور السموات والارض

نصرانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام المشارق والمغارب باب مدینۃ الحکمت کے یہ جوابات سن کر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

۱۱) یہودی عالم کے سات سوال اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جوابات

ایک یہودی عالم ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہنے لگا کہ میرے چند سوالوں کے جواب دیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھتے ہو اس نے کہا بتایئے۔

۱) وہ کون سا فرد ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں؟

۲) اور وہ کون سی عورت ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں؟

۳) وہ کون سا مرد ہے جس کی ماں تو ہے باپ نہیں؟

۴) وہ کون سا پتھر ہے جس نے جانور جنا ہے؟

۵) وہ کون سی عورت ہے جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جنا؟

۶) وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے؟

۷) وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے؟

حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا:

۱) وہ فرد جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

۲) وہ عورت جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حوا علیہا السلام ہیں۔

۳) وہ مرد جس کی ماں ہے اور باپ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

۴) وہ پتھر جس نے جانور جنا ہے یہ وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی۔

۵) وہ عورت جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جنا وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جن کو ایک گھڑی میں حمل ٹھہر گیا۔ دوسری گھڑی میں دردزہ پیدا ہوئی اور تیسری گھڑی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۶) وہ دو دوست جو کبھی آپس میں دشمن نہ بنیں گے وہ جسم اور روح ہیں۔

۷) اور وہ دو دشمن جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے موت اور حیات ہیں۔

یہودی نے یہ سن کر عرض کیا۔ واقعی اے مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آپ نے بالکل صحیح جواب دیئے اور واقعی آپ باب مدینۃ العلم ہیں۔

۱۲) دو عورتوں میں ایک بچے کی تقسیم

حضرت سیدنا امام المسلمین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دو عورتوں میں ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے ہر عورت اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ مقدمہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پیش کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کوئی ایک آدمی میرے پاس بلا لاؤ۔ تاکہ اس بچہ کے دو ٹکڑے کر دے۔ ایک حصہ ایک عورت کو دے اور دوسرا حصہ دوسری عورت کو دے دیا جائے۔ لڑکے کی اصل ماں چلا کر کہنے لگی۔ حضور آپ اس لڑکے کے دو ٹکڑے نہ کروائیں۔ بلکہ یہ سالم بچہ اس عورت (یعنی دوسری) کو ہی دے دیں۔ دوسری عورت کہنے لگی نہیں نہیں آپ دو ٹکڑے کر دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسی وقت وہ بچہ اس عورت کی گود میں ڈال دیا جو یہ کہتی تھی کہ خدارا اس کے ٹکڑے نہ کروانا۔ یہ دلیل تھی اس بات کی کہ یہی لڑکے کی اصل ماں ہے اور دوسری جھوٹی ہے جو کہتی ہے کہ ہاں اس کو کاٹ کر برابر ٹکڑے کر دیں لہٰذا جس کا بیٹا تھا اس کی گود میں دے دیا گیا۔

۱۳) اسلامی سن ہجری اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی سن جاری کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں چاہیے کہ اسلامی سن کی ابتداء ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی واقعہ سے کی جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ رائے بہت پسند کی اور اسلامی سن ہجری جاری کر دیا گیا۔

۱۴) ایک عجیب الخلقت بچہ

حضرت سیدنا امام جلیل امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر، دو پیٹ، دو پاؤں، چار ہاتھ، ایک قبل اور ایک دبر تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا اس کا فیصلہ کرو۔ آپ نے فرمایا جب یہ بچہ سو جائے تو تم لوگ زور سے شور وغل کرو۔ اگر جاگتے وقت اس کے سر ایک ہی ساتھ حرکت کریں تو سمجھ لو یہ ایک ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو جان لو کہ دو ہیں اور اسی لحاظ سے وراثت تقسیم کی جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمانے لگے۔ اے ابوالحسن! خدا آپ کے بغیر مجھے نہ رکھے۔

۱۵) سترہ اونٹ اور تین افراد

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے۔ عرض کیا سترہ اونٹ ہیں۔ ہم تینوں آدمی شریک ہیں۔ ایک کا نصف دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا نواں حصہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ اونٹ اس طرح تقسیم کر دیجئے کہ کاٹنا نہ پڑے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ ان کا جواب دیجئے۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بیت المال سے ایک اونٹ منگاؤ۔ اب اٹھارہ ہو گئے۔ تو جس کا نصف حصہ تھا۔ اسے نو اور جس کا تہائی حصہ تھا اسے چھ اور جس کا نواں حصہ تھا دو اونٹ دے کر باقی ایک اونٹ بچا۔ اسے بیت المال واپس کر دیا تینوں شخص خوش ہو گئے۔

۱۶) تقدیر ایک راز ہے

ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ اندھیرا راستہ ہے۔ اس میں نہ چل پھر اس شخص نے وہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ بحر عمیق ہے۔ اس میں داخل نہ ہو پھر اس نے وہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جو تجھ پر پوشیدہ ہے۔ اس کی تفتیش نہ کر۔ لیکن اس شخص نے وہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ تو بتاؤ خدا تعالیٰ نے تمہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیا ہے یا تیری مرضی کے مطابق اس نے عرض کیا اپنی مرضی کے مطابق۔ آپ نے فرمایا پھر جب چاہے وہ تجھے استعمال کرے تیرا اس میں کیا چارہ ہے۔

۱۷) آٹھ باتیں یاد رکھو

عقبہ بن ابی الصہبا سے مروی ہے۔ جب ابن ملجم نے آپ کو (یعنی حضرت

علی کرم اللہ وجہہ) کو زخم پہنچایا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اے بیٹا! آٹھ باتیں مجھ سے یاد رکھنا۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے والد مہربان وہ کون سی ہیں۔آپ نے فرمایا:

۱) سب سے بڑی تونگری عقل ہے۔

۲) سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے

۳) سب سے بڑی وحشت تکبر ہے۔

۴) سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔

۵) احمقوں کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ وہ چاہتا تو ہے کہ تمہیں نفع پہنچائے مگر نقصان پہنچاتا ہے۔

۶) چھوٹے شخص کی ہم نشینی سے بھی پرہیز کیا کرو کیونکہ وہ قریب کو تجھ سے بعید کر دیتا ہے اور بعید کو قریب کر دیتا ہے۔

۷) بخیل سے بھی دور بھاگنا کیونکہ وہ تم سے وہ چیزیں چھڑا دے گا جن کی تمہیں سخت حاجت ہے۔

۸) بدکار کی صحبت سے دور بھاگنا کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

۱۸) یہودی کا اسلام لانا

امام ابن عساکر سے مروی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک یہودی آیا اور کہا ہمارا خدا کیسے ہوا تھا۔یہ بات سن کر آپ کا چہرہ غضب سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا کیا کوئی ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ وہ نہیں تھا بلکہ وہ تو ہر ایک چیز سے پہلے بلا کیفیت موجود تھا۔اس کی ابتداء وانتہا نہیں۔اس کی غایت اور نہایت کے ورے ہی سب غایات ختم ہو جاتی ہیں اور وہ ہر غایت کی غایت ہے آپ کا یہ

کلام سن کر یہودی مسلمان ہو گیا۔

۱۹) خریدا مکان واپس

ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک شخص آیا عرض کیا حضور میں نے ایک مکان خریدا ہے آپ مجھے اس کا بیع نامہ لکھ دیں آپ نے فرمایا میں تمہیں لکھ دیتا ہوں لیکن لکھنے سے پہلے مجھ سے یہ سن لو کہ میں جو تحریر کروں گا اس بیع نامہ تحریری کو تم پسند بھی کرو گے یا کہ نہیں۔ اس نے عرض کیا ہاں حضور آپ فرمائیں کس طرح کا مضمون لکھیں گے۔

آپ نے فرمایا لو سنو!

"دھوکا کھانے والے نے ایک مکان دھوکا دہی سے خریدا۔ مکان والا نہیں ہے اور وہ مکان غفلت کے محلہ میں ہے اور اس کی حدود اربعہ اس طرح ہے۔ پہلی حد اس کی موت ہے اور دوسری قبر اور تیسری حشر اور چوتھی حد اس کی یہ معلوم نہیں کہ وہ جنتی ہے یا کہ جہنمی"۔

جب سیدنا مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ مضمون بیع نامہ کا سنایا تو اس کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ عرض کیا حضور اب میں مکان قطعاً نہیں خریدوں گا۔ اب میں اسی مکان کو خریدوں گا جس کی بقاء کا آپ نے ذکر کیا وہ ہے جنت اور اسی مکان اخروی کی حدود اربعہ کا لحاظ رکھوں گا"۔

۲۰) عورت کو سنگساری سے بچالیا

ایک عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا۔ لوگوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے رجم کا ارادہ کیا لیکن سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا معاملہ اس طرح یہ ہے آپ فیصلہ دیں کہ کیا کرنا چاہیے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا چھ ماہ بعد بھی بچہ پیدا ہوسکتا ہے۔
وہ کس طرح فرمایا قرآن میں ہے کہ

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا

بچہ حمل میں رہنے اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے اور دودھ چھڑانے کی مدت دو برس ہے وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ لہٰذا چوبیس ماہ دودھ چھڑانے اور چھ ماہ حمل میں رہنے کے پورے تیس ہوئے۔

نیز یہ مجنون مرفوع القلم۔

فَتَرَكَ عُمَرُ رَجْمَهَا وَقَالَ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن کر خوش ہوئے اور اس عورت کو رجم نہ کیا اور فرمایا اگر آج علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو یہ بے گناہ عورت کا سنگسار ہونا میرے لئے ہلاکت کا سبب بن جاتا۔

برادران اسلام! حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تمام علوم کے بحر بے کنار تھے اور اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ میرے علم کے شہر کے دروازہ ہیں۔ یہ سب فیض حضور سید الانام تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، علم فقہ، علم حکمت، علم کتابت، علم تصوف، علم فصاحت و بلاغت، علم خطابت، علم ظاہر علم باطن تمام علوم کے سرتاج تھے۔ جس نبی کے غلام کے علم کی یہ شان ہے کیا ان کے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا کوئی اندازہ کرسکتا ہے۔ جب باب علم کا یہ حال ہے تو جو شہر علم ہے۔ ان کے علم کا آپ خود فیصلہ کرلیں۔

(اب ہم آپ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پہ واقعات پیش کر رہے ہیں)

خوش طبعی اور حاضر جوابی

ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں باغ رسالت کے پھول سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا عمر فاروق' سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم حاضر تھے کہ کھجوروں کا طباق پڑا ہوا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے سب کو اجازت فرمائی کہ لو کھجوریں کھاؤ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ سب کھجوریں کھائی گئیں تو گٹھلیوں کا ڈھیر بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لگ گیا۔ آپ یہ منظر دیکھتے جاتے اور ہنستے جاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہنسے اور حضور سرور کائنات ﷺ بھی مسکراتے جاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آج کھجوریں بہت زیادہ کس نے کھائی ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا معلوم تو ظاہر میں یہی ہو رہا ہے کہ اس وقت تمام کھجوریں میرے علی رضی اللہ عنہ نے ہی کھائی ہوں گی۔ کیونکہ گٹھلیاں انہی کے پاس زیادہ ہیں۔

باب مدینۃ العلم نے شہر مدینہ علم سرور کائنات سے عرض کیا حضور مجھے اجازت دیجئے میں ان کا جواب دوں۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ ہاں آپ ضرور جواب دیں۔ عرض کیا حضور! اگر ایسا ہی ہے تو میں تو بھلا کھجوریں کھاتا رہا اور گٹھلیوں کو رکھتا گیا اور یہ سب سمیت گٹھلیوں کے ہی کھجوریں کھا گئے ہیں۔ مصطفیٰ ﷺ اور باغ رسالت کے پھول خوب ہنسے۔ آپ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ انہوں نے ہنسنے کیلئے ہی ایسا کیا تھا کیونکہ علی اصحاب کے ساتھ خوش طبعی لاجواب کرتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ کی روحانی و ایمانی طاقت اور جسمانی غذا

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے زمانہ خلافت میں سرکاری سطح

پہ افطاری کا انتظام فرمایا۔ اور انواع واقسام کے کھانے اور شربت تیار کئے۔ جب سب لوگ آ کر افطاری کرنے لگے تو ایک شخص نے ایک بابا جی کو دیکھا کہ سادہ پانی کا پیالا پی کر جو کی خشک روٹی سے روزہ افطار کر رہے ہیں اور روٹی دانتوں سے توڑ نہ سکنے کی وجہ سے پیشانی پہ پسینہ آ گیا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا بابا جی ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے افطاری کا اتنا وسیع انتظام کیا ہوا ہے اور آپ یہاں کس مشکل میں پڑے ہوئے ہیں۔ کسی جاننے والے نے آگے بڑھ کر اس کو بتایا کہ چپ ہو جا یہی تو علی مشکل کشا ہیں۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور حیران ہو کر آپ سے پوچھنے لگا۔ آپ ہی علی شیر خدا ہیں' فاطمہ زہراء کے شوہر ہیں' کعبہ کے گوہر اور حسنین کے ابا ہیں؟ کیا آپ نے ہی خیبر کا قلعہ توڑا تھا؟ یہودی پہلوان مرحب کا سر پھوڑا تھا؟ فرمایا ہاں ہاں۔ میں ہی ہوں تو کہنا کیا چاہتا ہے اس نے کہا! میرے صرف ایک سوال کا جواب دے دیں۔ اور وہ یہ کہ نان جویں دانتوں سے توڑتے ہوئے تو آپ کی پیشانی پہ پسینہ آ رہا ہے قلعہ خیبر آپ نے کس طرح توڑ دیا؟ فرمایا یہ جو تو دیکھ رہا ہے یہ میری جسمانی طاقت کیلئے ہے اور جو تو نے سن رکھا ہے کہ خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی وہ میری ایمانی طاقت سے تھا۔

خلفائے ثلاثہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت

صدیق عکس حسن و جمال محمد است
فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیائے شمع کمال محمد است
حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین
ایمان ما محبت آل محمد است

برادران اسلام! سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان بیان کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم عقیدۂ اہلسنّت کو چھوڑ دیں اور غیرت ایمان کو پس پشت ڈال کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و عظمت اور ان کے فضل و مناقب کا انکار کر دیں۔ ایسے شخص کو نہ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں گے اور نہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اپنی غلامی میں قبول کریں گے۔ اس لئے یہ امر آپ پہ واضح ہو جائے کہ جو لوگ اپنی کم علمی، کج فہمی اور بغض کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ وہ ناقص کبھی کامل نہیں ہو سکتے اور جو انہی بد قسمتی کے باعث مولائے کائنات رضی اللہ عنہ پہ طعن و تشنیع کرتے ہیں وہ بھی ناقص ہیں کبھی بھی فیضان مصطفوی سے مستفیض نہ ہو سکیں گے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ دروازہ کھٹکھٹائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا علی آپ آگے بڑھیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میں نے یہ فرمان عالی شان سنا ہے کہ اس شخص پر سورج نہ طلوع ہوگا اور نہ غروب جو میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے متعلق حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے مردوں میں سے بہترین مرد کو خیر النساء عطا فرمائی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں اس شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے سینے کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ کی طرف دیکھ لے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا۔ جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حضرت آدم کو۔ حضرت یوسف اور ان کے حسن کو' حضرت موسیٰ اور ان کی نماز کو' حضرت عیسیٰ اور ان کے زہد کو اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے خلق کو دیکھنا چاہے تو وہ علی کی طرف دیکھ لے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دنیا حسرت و ندامت کے دن عرصۂ محشر میں جمع ہو گی تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ ابوبکر! آپ اپنے محبوب کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین اور خیبر کے دن کھجوروں اور دودھ کا تحفہ دے کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ طالب غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کیلئے تحفہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ ابوبکر تو میری آنکھ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کر سکتا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے! قیامت کے دن علی جنت کی سواری پر سوار ہو کر آئیں گے اور نداء کرنے والا نداء کرے گا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آپ کیلئے اچھا والد اور اچھا بھائی تھا۔ اچھے والد تو آپ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور آپ کے اچھے بھائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ رضوان جنان جنت و دوزخ کی چابیاں لے کر حاضر ہوگا۔ اور کہے گا۔ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی کنجیاں لے لیں اور جسے چاہیں جنت میں بھیج دیں اور جسے چاہیں دوزخ میں بھیج دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں آپ سے اور علی سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ تمام اہل زمین کے ایمان کا وزن

کیا جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلہ ان سے بھاری رہے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد اور ان کی زوجہ جنت کی فربہ سواریوں پر تشریف لائیں گے تو اہل قیامت کہیں گے کیا یہ نبی ہیں؟ منادی نداء کرے گا کہ یہ اللہ کے حبیب ہیں یہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کل قیامت کو اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں پر یہ آواز سنیں گے کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جنت میں علی رضی اللہ عنہ کا محل میرے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے محلات کے درمیان ہوگا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آسمانوں پر رہنے والے کروبیان روحانین اور فرشتے ہر روز ابوبکر صدیق کی طرف دیکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں اور اس کے اہل بیت کے حق میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیما واسیرا (سورۃ الدہر ۸)

ترجمہ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین و یتیم اور اسیر کو۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا ہے۔

والذی جآء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (سورۃ الزمر)

ترجمہ "اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں"۔

فیصلہ کیسے ہوا؟

ہر دو مقدس و محترم ہستیوں کا سلسلۂ کلام محبت دراز ہوگیا تو ہر دو حضرات کی شان و عظمت کا فیصلہ اس عظیم فیصلہ کرنے والے احکم الحاکمین کی بارگاہ سے ہونے کا وقت آ گیا جس کے فیصلہ کے بعد کسی کا فیصلہ نہیں اور جسکے حکم کے بعد کسی کا حکم نہیں۔

دونوں بزرگوں کے افسانہ محبت کا ابتدائیہ سنا تو روح فطرت جھوم اٹھی۔ جبرئیل علیہ السلام ہر دو حضرات کی زیارت کیلئے بیقرار ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ دیتے وقت اپنے محبوب کی زبان کا انتخاب فرمالیا۔

امام الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے باہر تو دو صدیق ایک دوسرے کی شان و عظمت اور تعریف و توصیف بیان کرنے کا حق ادا کر رہے ہیں اور حجرہ مبارک کے اندر جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب میں پیش ہو کر بیرون خانہ ہونے والی گفتگو سنا کر "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" کی تفسیر منیر کا مشاہدہ کرنے کیلئے عرض کر رہے ہیں۔

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس ساعت

میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے ابوبکر صدیق اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کی پاکیزہ گفتگو اور حسن جواب کے ماجرا سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے چلیں اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں پر رحمت و رضوان کے ساتھ احاطہ کرلیا ہے اور دونوں کو حسن ادب اور اسلام وایمان کے ساتھ مخصوص فرمالیا ہے۔

پس حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے اور جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مطابق ہر دو حضرات کو کھڑے دیکھا تو دونوں کی پیشانیوں کو چوم لیا اور فرمایا:

"قسم ہے اس حق کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر تمام سمندر سیاہی کی دواتیں بن جائیں اور درخت قلمیں بن جائیں اور ارض وسماوات پر رہنے والے لکھنا شروع کر دیں تو جب بھی تم دونوں کے فضائل اور اوصاف اجر کو بیان کرنے سے عاجز رہیں گے"۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ نورالابصار فی مناقب آل بیت نبی المختار مطبوعہ مصر)

۲) حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مولائے کائنات کی ملاقات ہوئی تو صدیق اکبر علی المرتضیٰ کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام سے آپ کے بارے میں خود سنا کہ پل صراط سے صحیح سلامت گزر کر جنت میں وہی جاسکے گا جس کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لکھ کر دے گا۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ ریاض النضرہ ج ۲)

سوز صدیق و علی از حق طلب ذرۂ عشق نبی از حق طلب

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے   دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

(علامہ اقبال)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وحضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ

۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق (غلط) باتیں نہ کیا کرو۔ آگے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تین خصوصیات سنی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی میرے پاس ہوتو وہ مجھے ہر اس چیز سے عزیز ہو جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن جراح اور چند دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر سہارا لیتے ہوئے فرمایا: اے علی! تم سب سے پہلے مومن اور سب سے پہلے مسلم ہو۔ پھر فرمایا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارون علیہ السلام اور جو یہ کہے کہ مجھ سے محبت اور تم سے نفرت رکھتا ہے۔ اس نے مجھ پر جھوٹ کہا ہے۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معہ وارثان خلافت راشدہ)

۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کیا تم جانتے ہو کہ یہ صاحب قبر محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں۔ (یعنی دونوں کا دادا ایک ہے) پھر فرمایا علی المرتضیٰ کا ذکر اچھائی کے بغیر مت کرو اگر تم نے علی کو تکلیف دی تو تم صاحب قبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دو گے"۔

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دو آدمی (کسی دیہات سے) لڑتے ہوئے آئے آپ نے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کا جھگڑا سن لیجئے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ کیا فیصلہ کریں گے۔ یہ الفاظ سننے تھے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گریبان سے پکڑ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہوا تجھے معلوم نہیں یہ علی ہیں جو تیرے مولا اور ہر مومن کے مولٰی ہیں۔ جس کے یہ مولٰی نہیں وہ مومن ہی نہیں۔

(یاران مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ الصوائق الحرقہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مولٰی علی کرم اللہ وجہہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں کئی نسبی اور ایمانی رشتوں میں منسلک ہیں۔ دونوں دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سگی نانی ام حکیم رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی سگی پھوپھی یعنی حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہم کی سگی بہن ہے۔ اسی لئے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا موقع تھا تو سارے جہیز اور دیگر ضروریات کا بندوبست حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومحاسن ومحامد کا مجموعی اجمالی ذکر

جمال روئے نبی حسنِ مصطفٰی ہے علی
خدا نہیں ہے مگر مظہر خدا ہے علی

ادھر ادھر کا سوالی نہ بن نہ عمر گنوا
مجھے خدا کی قسم! حبیب کبریا ہے علی

صدا یہ آج بھی آتی ہے باب خیبر سے
خدا کے دین کا مصیبت میں آسرا ہے علی

حرم میں بت شکنی کا مظاہرہ دیکھو
کہ ابتداء ہے محمد تو انتہا ہے علی

خدا کے دین تیری زندگی سلامت ہو
تیری رگوں میں لہو بن کے گونجتا ہے علی

علی کے باب میں سوچیں تو جاں نکلتی ہے
شعور عقل بشر تجھ سے ماورا ہے علی

علی سے معرفت علم کی زکوۃ چلی — مقام علم سے دنیا میں آشنا ہے علی
کچھ اسلئے بھی تو حیدر ہے شہر علم کا در — دلوں کو علم کی خیرات بانٹتا ہے علی
یہی صراط حقیقت یہی سراج ازل — خدا کے شہر کا آسان راستہ ہے علی
علی کے پہلے پہر کی ہے التماس نبی — نبی کے پچھلے پہر کی حسیں دعا ہے علی
بکھر کے بولتے قرآن کا سراپا ہے — سمٹ کے نقطۂ تعظیم حرف با ہے علی
علی علی سے منور گلی گلی محسن — گلی گلی میں ہمیشہ میری صدا ہے علی

۱) عبادت

امام المشارق والمغارب امیر المومنین حضرت سیدنا مولی علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو عبادت خدا، ریاضت نفس، خشوع وخضوع میں خاص مقام حاصل تھا۔ کم سنی سے ہی اپنا دل خدا کی یاد میں۔ اپنی جان خدا کی راہ میں اور اپنی زبان کو ذکر الٰہی کی لازوال دولت سے مزین کرلیا۔ ساری ساری رات اللہ کے حضور رکوع وسجود میں صرف فرمادیتے۔ حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو عبادت خداوندی کرنے میں خاص قرب حاصل تھا۔ آپ کے دل میں خوف خدا کا بہت گہرا اثر تھا اور پیشانی اقدس پر سجدوں کی کثرت سے نشان پڑ چکا تھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ علیؓ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ عبادت میں اعلیٰ خصوصیات کی بناء پر ہی آپ کے نام نامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہ الکریم کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔

۲) نماز

آ! مرتضیٰ کو دیکھ رکوع و سجود میں
بے مثل و بے نظیر، قیام و قعود میں

تائید حق کا عکس ہے جس کے وجود میں
شامل ہے جس کا ذکر ہمیشہ درود میں

شیر خدا، اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ نماز پنجگانہ کی نہایت پابندی فرماتے تھے۔ (بلکہ آپ سے بڑھ کر کون کرسکتا ہے) غزوات میں شریک ہوتے ہوئے بھی آپ نے کبھی بغیر جماعت نماز ادا نہ کی۔ خضوع وخشوع کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ غزوۂ احد میں آپ کی پنڈلی مبارک میں تیر لگا اور ایسا سخت چبھ گیا کہ نکل نہ سکا اور اگر نکالنے کی کوشش کی جاتی تو آپ اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو زنبور سے وہ تیر کھینچا گیا اور تمام جائے نماز والی جگہ خون سے بھر گئی۔ لیکن حضرت امام المشارق والمغارب ایسے نماز میں مستغرق تھے کہ آپ کو مطلقاً خبر نہ ہوئی۔ بلکہ بعد میں پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے۔

۳) روزہ

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی عمر مبارک میں اکثر فرض روزہ کے علاوہ نفلی روزے پے درپے رکھے۔ آپ کی صرف زبان ہی روزہ سے نہیں ہوتی تھی بلکہ تمام اعضاء روزہ سے ہوتے تھے۔ آپ صلوٰۃ وصوم کو ایسے ادا فرماتے تھے کہ قائم اللیل، صائم النہار لقب ہوگیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ شدید گرمی میں روزہ رکھ کر میدان جنگ میں تلوار چلانا مجھے بہت ہی پسند ہے۔ اکثر سحری وافطاری کے وقت سائل بارگاہ مرتضوی میں حاضر ہوتے آپ جو کچھ ہوتا ان کو عطا فرما دیتے اور خود پانی سے روزہ رکھ لیتے اور افطار بھی فرماتے۔

جو دشت کو خزاں میں بہاریں عطا کرے
وہ جو بھکاریوں کو قطاریں عطا کرے

۴) خیرات

آپ نے کبھی مال جمع نہیں فرمایا۔ بلکہ جو بھی ملتا بلا تاخیر کل کا کل مال فقراء مساکین پر تقسیم فرما دیتے آپ اکثر اپنے خطبات میں فرمایا کرتے تھے۔ تم صرف دنیا میں آزمائش کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ آدمی مرتا ہے تو اس کے قرابت دار تلاش کرتے ہیں کہ کتنا مال چھوڑ گیا ہے۔ مگر فرشتے یہ دیکھتے ہیں کہ کتنا مال خیرات کر کے خدا کی بارگاہ میں پہنچا ہے۔ اے لوگو! اپنا مال خیرات کر کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دو ورنہ تمام دنیا میں ہی رہ جائے گا اور وہ تمہارے لئے عذاب و وبال کا سبب بنے گا۔ یہاں تک آپ کا طریقہ تھا کہ اگر میت پر قرضہ رہ جاتا تو وہ بھی خود ادا کرتے تھے۔

۵) حج

آپ نے ہر سال بلا ناغہ حج ادا فرمائے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کے ہمراہ بھی حج کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خلفاء ثلاثہ اور اپنے عہد میں بھی آپ نے کبھی کسی سال حج ادا کرنے میں ناغہ نہیں فرمایا اور اکثر خطبات میں لوگوں کو حج کی ترتیب فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ حاجیوں کیلئے دوران حج ایسے نمایاں اعلیٰ کام سرانجام دیتے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

۶) اخلاق

صاحب خلق عظیم نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی تعلیم کا ایسا اثر تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اخلاق حسنہ میں نہایت اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ مقابل پر قابو پا کر رحم کرنا۔ دشمن کے مجبور ہونے کے بعد اس کی سختیوں کا جواب نرمی سے دینا۔ ظالم کی مخالفانہ شدتوں پر صبر کر کے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ مخالفت کرنے والے

کی سختی کو بھول جانا دشمن کے ساتھ برے سلوک کی بجائے بہترین سلوک کرنا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ لوگو! مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ کسی کو گالی دو یا گالی دینے والے کو جواب گالی دو اور اپنے کو گالی دینے والے میں شمار کرلو۔ بلکہ یہ دعا کرو کہ یہ راہ ہدایت پر آ جائے اور جس حق کو وہ نہیں پہچانتا اللہ اس کو پہچاننے کی توفیق دے۔ جنگ میں آپ نے ایک یہودی پر حملہ کر کے گرا دیا۔ پھر چاہا کہ تلوار سے اس کا سر قلم کرلیں۔ اس نے اپنے کو مجبور پا کر آپ کے چہرۂ اقدس پہ تھوک ڈالا۔ آپ نے اسے فوراً چھوڑ دیا۔ اس نے دریافت کیا آپ نے دشمن کو مغلوب کر کے اس پر مکمل غلبہ حاصل کر کے کیوں چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ تجھے صرف اللہ کی رضا کیلئے قتل کر رہا تھا۔ جب تم نے تھوکا مجھے غصہ آ گیا۔ میری خواہش نفس تیرے قتل میں شریک ہوگئی اس لئے میں تجھ سے علیحدہ ہو گیا۔ تاکہ کسی خواہش نفس کی وجہ سے تجھے قتل نہ کروں۔ وہ یہودی یہ بات سن کر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

۷) صبر و تحمل

داماد رسول، شوہر زہرا بتول، امام الاولیاء سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم بچپن سے ہی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہ کر آپ کی تمام تکلیفوں میں شریک رہے اور صبر کیا پھر غزوات میں شریک ہو کر زخم پر زخم کھائے۔ دشمنوں کے مکر و فریب و سختیاں دیکھیں۔ اکثر بھوک اور پیاس میں رہے۔ الغرض آپ پر اکثر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے رہے مگر آپ نے صبر کیا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو آپ کی شہادت اور فتنہ خوارج کے پیدا ہونے کی بشارت دی تو بھی آپ نے صبر کو ملحوظ رکھا۔ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہوا تو بیٹے کے آئندہ مصائب پر صبر فرمایا۔ آخر میں جب زہر آلود چھری سے حملہ کیا گیا تو اس کے زہر و زخم سے جو تکلیف پہنچی اس پر بھی صبر فرمایا۔

۸) حلم

آپ مقام حلم میں بھی خاص مقام رکھتے تھے معقل بن یسار فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے پیاری بیٹی مبارک ہو میں نے تمہاری شادی اس شخص کے ساتھ کی ہے جو اول اسلام لانے والے علم والے اور حلم والے ہیں۔

۹) سخاوت

ایسا کریم جس کے کرم کی نہ حد ملے
ایسا علیمؔ علم کو جس سے مدد ملے
ایسا سلیمؔ جس سے علوم صمد ملے
ایسا عظیم جس کی ولا میں احد ملے
دنیا و دیں میں جس کو مصلیٰ نسب ملے
خالق کی بارگاہ سے حیدر لقب ملے

آپ کی سخاوت اس حد پر تھی کہ فقراء مساکین کے سامنے آپ نے اپنے نفس یا اپنے اہل وعیال کے نفس کا کبھی خیال نہ فرمایا۔ خود خالی ہاتھ رہنا برداشت کر لیتے لیکن سائل کو کبھی خالی نہ دیکھا۔ اکثر قرض اٹھا کر بھی دوسروں کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ زنجیر کعبہ کو پکڑے ہوئے ایک شخص کہہ رہا ہے مجھے چار ہزار درہم دے دے۔ آپ نے اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جو تم نے خدا سے مانگا میں نے سنا یہ تو بتا چار ہزار درہم کیا کرے گا۔ اس نے کہا ایک ہزار میری زوجہ کا مہر ہے وہ ادا کروں گا اور ایک ہزار درہم کا قرض دار ہوں وہ دوں گا۔ ایک ہزار درہم سے مکان بناؤں گا۔ اور ایک ہزار درہم سے اپنی روزگاری

ذریعہ معاش کا انتظام کروں گا۔ آپ نے فرمایا اے سائل اگر تو مدینہ طیبہ آ جائے تو میں رقم تجھے دے دوں گا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ آپ کے پاس مدینہ طیبہ پہنچا تو آپ نے ایک باغ فروخت فرما کر چار ہزار درہم اسے دے دیئے اور زاد راہ بھی عنایت فرما دیا۔

ایک مرتبہ کسی سائل نے آپ سے روٹی کا سوال کیا آپ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا اس کی حاجت پوری کرو۔ اس نے کہا حضور روٹی توشہ دان میں ہے فرمایا معہ توشہ دان دے دو۔ اس نے کہا توشہ دان اونٹ پر ہے فرمایا اونٹ سمیت دے دو۔ اس نے کہا اونٹ قطار میں ہے فرمایا معہ قطار کے دے دو۔ قنبر جلدی سے اٹھا اور مہار اونٹ سائل کے ہاتھ میں دے دی۔

جو دشت کو خزاں میں بہاریں عطا کرے
وہ جو بھکاریوں کو قطاریں عطا کرے

۱۰) زہد

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ بہت عظیم زاہد تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کبھی دنیا کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا اور اے علی رضی اللہ عنہ تم کو اللہ نے ایک زینت سے نوازا ہے جو کسی کو آراستہ نہیں کی گئی۔ بیشک خدا نے تجھے زاہد بنایا۔ سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ عید کا دن تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے پانی میں بھگو کر دبا دبا کر تناول فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضور آج عید کے روز تو کوئی اچھی لذیذ چیز تناول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اے سوید! عید اس کی ہے جو گناہوں سے نجات پا چکا ہے۔

۱۱) امام المتقین

آپ کا تقویٰ اتنا بلند تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو امام المتقین کا لقب عنایت فرمایا زندگی کے ہر شعبہ میں آپ نے تقویٰ کو ملحوظ رکھا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے کہ ایک شخص نے آپ کے چہرۂ اقدس پر تھوکا تو اسی وقت اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا پہلے اس کو قتل کرنا اللہ کی رضا پر تھا اور اب ذاتی انتقام۔ اس لئے اس کو چھوڑ دیا ہے کہ پس رضائے الٰہی میں ذاتی خواہش غالب نہ ہو۔

۱۲) خصائل

سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر تربیت سرور کائنات ﷺ کا ایسا اثر تھا کہ آپ کی تمام صفات عین نقشہ نبوی ﷺ پر تھیں۔ آنکھ میں مروت' مزاج میں سخاوت' دل میں رحم' طبیعت میں انکسار' میدان جنگ میں سخت' بزم احباب میں نرم' غیروں میں خوددار' اپنوں میں معتدل بے تکلفی' کفار پر شدید' سنگ دلوں میں سخت مزاج' باتیں کم کرنا اور آہستہ' طرز ادا میں ادب واحترام' خلوص ومحبت' مبالغہ سے نفرت' مکر وفریب سے نفرت' احکام میں استحکام' ارادے میں استقلال' عدالت میں سخت' راضی برضائے الٰہی' صابر' تحفظ الایمان میں کوہ مینار' اظہار حق میں نڈر' فصیح البیان' اشعار فلسفہ کی جان' معرفت کا دفتر' عبرت کا خزانہ' اظہار بیان پر لطیف' بات میں اثر' جملے روح علم' اقوال عین حکمت' خطبات میں نصیحت' دنیا اور دنیا کی آرائشوں سے دور' ایمان اور ارکان مجسمہ' خوف خدا میں گریہ زاری' اطاعت رسول خدا میں مکمل مستغرق تھے۔

علی آسمانوں کا سلطان ہے   علی اصل میں کل ایمان ہے
علی میرے آقا کا غمخوار ہے   علی دیں کا رہبر ہے سردار ہے

علی آشنائے رموز یقیں علی لنگر آسمان و زمیں
علی شامل بزم زیر کساء علی ہے زمانے کا مشکل کشاء
علی ہر ولی کا جلی انتخاب علی ابن عمران علی بو تراب
علی ارض پر بھی ستون سما علی قامت فکر کی انتہا!
علی کی جو قربت کے گوہر کھلے خدائی کے جذبے نچھاور ہوئے
علی سے دیار کرم بس گیا علی کے قدم سے حرم بس گیا
علی دست قدرت کا شاہکار ہے علی سارے عالم کا دلدار ہے
علی پردۂ آدمیت کا راز علی ہے عقیدے کی پہلی نماز
بشر کی سمجھ سے ہے بالا علی علی ہے انوکھا نرالا علی

۱۳) شجاعت

گزشتہ صفحات میں آپ مطالعہ کر چکے ہیں۔ احادیث صحیحہ اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بڑی شجاعت کے مالک تھے۔ آپ نے غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، فتح خیبر اور دیگر مختلف غزوات میں اعلیٰ نمایاں کام کئے۔ مشکل سے مشکل موقع پر دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اول اپنا قدم بڑھاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب اشجع الاشجعین مشہور ہوگیا۔

حضرت محمد ابن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز بدر

نَادٰی مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ یَوْمَ بَدْرٍ یُقَالُ لَهٗ رضوان لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار وَلَافَتٰی اِلَّا عَلِیْ

ترجمہ ایک فرشتہ آسمان سے یہ ندا کر رہا تھا جس کو رضوان کہتے ہیں۔ ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں اور علی جیسا کوئی شجاع نہیں۔

(اگر طوالت کا ڈر نہ ہوتا تو یہاں ہم چند ایک غزوات میں شجاعت علی کا

ذکر کر دیتے)

۱۴) دنیا سے بے رغبتی

حضرت عبداللہ بن شریک اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے پاس فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فالودے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم بہت خوشبودار ہو۔ تمہارا رنگ بھی پیارا ہے اور تمہارا ذائقہ بھی لذیز ہے لیکن میں یہ پسند نہیں رکھتا کہ جس چیز کا میرا نفس عادی نہیں اسے اس کا عادی بناؤں یہ کہہ کر آپ نے فالودہ کھانے سے انکار کر دیا۔

حضرت زید بن وھب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے تہبند اور چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ سے اس بارے میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں یہ دو کپڑے اس لئے پہنتا ہوں کہ یہ فخر سے دور ہیں اور نماز کیلئے بہتر ہیں اور تاکہ مسلمان اسے طریقہ بنائیں (یعنی مجھے دیکھ کر وہ بھی سادہ لباس اختیار کریں۔)

۱۵) سادگی

حضرت عبداللہ بن ابی ہزیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر معمولی قیمت کی قمیض دیکھی اگر اس کی آستین پکڑ کر کھینچتے تو ہاتھوں کی انگلیوں تک پہنچ جاتی اور چھوڑ دیتے تو آدھی کلائی تک واپس چلی جاتی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سخت سردی میں دو ہلکے سے کپڑوں ایک تہبند اور چادر کو اوڑھ کر آ جاتے اور گرمی میں گرم کوٹ اور موٹے کپڑے پہن لیا کرتے۔ لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کے باپ ان سے اس کی وجہ پوچھ سکتے ہیں میں نے اپنے والد

صاحب سے یہی بات کہی چنانچہ انہوں نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ اے امیرالمومنین لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ سخت سردی میں دو ہلکے کپڑے اور شدید گرمی میں گرم کوٹ پہنتے ہیں۔ چہ معنیٰ دارد! آپ نے فرمایا: اے ابولیلیٰ کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے کہا ہاں تھا۔ فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قلعہ فتح کرنے بھیجا مگر وہ کامیاب نہ ہوئے پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کے بھیجا مگر وہ بھی بغیر فتح کئے لوٹ آئے۔ تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کر دے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں۔ تب آپ نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہوا۔ میری آنکھیں دکھتی تھیں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا آپ نے میری آنکھوں میں دم کیا اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ علی کو گرمی اور سردی سے بچا"۔

فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی گرمی نے تکلیف دی نہ سردی نے۔

۱۶) فقر اور فقیرانہ زندگی

علی بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا جب وہ انہیں بازار کوفہ میں اپنی تلوار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے میری یہ تلوار کون خریدے گا بخدا میں نے اس تلوار کے ساتھ بار بار رسول کریم ﷺ کا دفاع کیا اور دشمنوں کو بھگایا اور اگر میرے پاس تہبند خریدنے کیلئے پیسے ہوتے تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک بار میں مدینہ طیبہ میں سخت بھوک محسوس کر رہا تھا میں نے ایک عورت دیکھی جس نے مٹی کے ڈھیلے اکٹھے کر

رکھے تھے میں نے گمان کیا کہ وہ ان میں پانی ڈالنا چاہتی ہے (تاکہ گارا بنا کر مکان میں استعمال کرے) میں نے اس سے سودا کیا کہ جتنے ڈول پانی میں اسے لا کر دوں گا۔ ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور لوں گا تو اسے سولہ ڈول پانی لا کر دیا اور میرے ہاتھ زخمی ہو گئے پھر میں نے کچھ پانی اور اس عورت سے سولہ کھجوریں وصول کیں اور انہیں رسول کریم ﷺ کے پاس لے گیا تو آپ نے بھی میرے ساتھ وہ کھجوریں تناول فرمائی۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول خدا ﷺ کی بیٹی سے نکاح کیا تو ہمارے پاس صرف دنبے کی کھال کا ایک بچھونا تھا رات کو ہم اس پر سوتے تھے اور دن کو اسے الٹا کر اس پر اپنے اونٹ کو چارا ڈالتے تھے۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا فقر اضطراری نہیں اختیاری تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی طرح آپ بھی عمداً مال دنیا سے کنارہ کش تھے۔ اگر آپ چاہتے تو بہت سا مال جمع فرما سکتے تھے مگر آپ نے فقر اختیار فرمایا۔ آج کل کے پیشہ ور پیر فقیر اس معیار فقر کا تصور بھی نہیں رکھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فقر اسلامی معاشرے میں فقر حیدری کے نام سے معروف ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں ضرب اسد اللہی

۱۷) مہمان نوازی

ایک روز بہت پریشان نظر آئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا آج سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی مہمان نہیں آیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کا آنا اور اس کی خدمت کرنا خدا کی رحمت ہوتی ہے۔

جمیع فضائل شیر خدا ایک نظر میں

جس نے ہوا کی زد پہ منور کیے چراغ
جس میں مزاج عزم رسالت تھا باغ باغ
جس کا وجود منزل کونین کا سراغ
جس کی عطا کا نام بہشت دل و دماغ
جس کے لہو سے چہرۂ عالم نکھر گیا
جس کا ہر ایک نقش دلوں میں اتر گیا
جو شہر یار شہر امامت ہے وہ علی
جس کا ہر ایک نقش سلامت ہے وہ علی
جو صدق مصطفیٰ کی علامت ہے وہ علی
جس کے غضب کا نام قیامت ہے وہ علی
جس نے گداگروں کو تونگر بنا دیا
بے زر کو چھو لیا تو ابو ذر بنا دیا

کون علی؟

۱) جن کی تربیت خاتم النبیین کے گھر میں ہوئی۔

۲) جن کو زمانہ طفولیت میں ہی اسلام نصیب ہوا۔

۳) جن کو حضور علیہ السلام نے اپنا بھائی قرار دیا۔

۴) جن کو حضور علیہ السلام نے عشرہ مبشرہ میں شمار فرمایا۔

۵) جن کا نکاح سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا۔

۶) جن کا درجہ سابقون اولون میں قرار دیا۔

۷) جو زندگی میں ہی دخول جنت کی بشارت سے نوازے گئے۔

۸) جو جوانی کے دور میں اس قدر بہادر مشہور ہو گئے کہ آپ کا لقب اسد اللہ الغالب ہوا۔

۹) جن کی زندگی کا دور بت پرستی سے پاک رہا۔

۱۰) جن کو غزوۂ تبوک کے موقع پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کیلئے خلیفہ مقرر فرمایا۔

۱۱) حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کیلئے جن کو حکم عنایت فرمایا۔

۱۲) مباہلے کے دن جن کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ قرب نسب ساتھ لے گئے۔

۱۳) جن پر حضور علیہ السلام نے اہل کا لقب استعمال فرمایا:

۱۴) جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خم غدیر کے موقع پر تمام مومنین کا دوست بنا کر ہمیشہ کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دینی اختلافات کا خاتمہ کر دیا۔

۱۵) جنہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا محبوب قرار دیا۔

۱۶) جن کی محبت کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت قرار دیا۔

۱۷) جن کے بغض کو احمد مجتبیٰ نے اپنا بغض قرار دیا۔

۱۸) جن کے صلب پر مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر کیا کہ میری اولاد ان کے صلب سے بڑھے گی۔

۱۹) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جن کو بہترین فیصلے کرنے والا تسلیم کیا۔

۲۰) مسائل وراثت میں جن کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ماہر تسلیم کیا۔

۲۱) خیبر میں بھیجتے وقت جن کی آنکھ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ کا لعاب لگایا۔

۲۲) جن کے فیصلے دنیا کیلئے حیران کن ثابت ہوئے۔

۲۳) جو علم قرآن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

۲۴) حفظ قرآن میں جو وحید العصر تھے۔

۲۵) تلاوت قرآن شب و روز جن کا مشغلہ تھا۔

۲۶) جنگ خیبر میں جن کے ہاتھ پر فتح ہو جانے کی بشارت سرور کائنات ﷺ نے دی۔

۲۷) جن کو امام الانبیاء ﷺ نے ابوتراب کے لقب سے خطاب فرمایا۔

۲۸) خدمت حدیث کے سلسلے میں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ۵۸۶ حدیثیں روایت فرمائی ہیں۔

۲۹) جن کے حسن تدبر کی وجہ سے کوفہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھاؤنی بن گیا۔

۳۰) جن کے مساعی جلیلہ کی برکت سے ہزاروں محدثین کوفہ کی سرزمین سے پیدا ہوئے۔

۳۱) جن کے بغیر کسی کو سرور کائنات ﷺ کے ساتھ بحالت غصہ کلام کرنے کی جرأت نہ پڑتی تھی۔

۳۲) جن کے جسم سے شجاعت کے آثار نمایاں تھے۔

۳۳) حضور ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے جن کی آنکھیں مدت العمر تک بیمار نہ ہوئیں۔

۳۴) لعاب دہن کی وجہ سے جن کے سر میں کبھی درد پیدا نہ ہوا۔

۳۵) جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے خوارج کے ساتھ قتال کی خبر دی۔

۳۶) ہجرت کی شب اگر امانت خالق کی حفاظت کیلئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا تو امانت مخلوق کیلئے سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقرر

فرمایا:

۳۷) جنہوں نے اپنے مقرر کردہ قاضی شریح کے سامنے مدعی علیہ بن کر جانے سے دریغ نہ کیا۔

۳۸) جن کی صداقت کی وجہ سے نصرانی صاحب مقدسہ کو ایمان نصیب ہوا۔

۳۹) جن کا رتبہ علم کی دنیا میں ارفع و اعلیٰ مشہور ہے۔

۴۰) بازار میں جا کر ماپ تول کر دیکھ بھال کرنا جن کا شعار تھا۔

۴۱) جن کی زندگی میں دامن نبوت میں پرورش پانے کے اثر نمایاں تھے۔

۴۲) جن کو فقہ اسلامی میں بھی بلند پایہ حاصل تھا۔

۴۳) بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے استفسارات کیا کرتے تھے۔

۴۴) تصوف کا سرچشمہ بھی جن کی ذات پاک سے وابستہ تھے۔

۴۵) جو فطرۃً سلیم الطبع واقع ہوئے تھے۔

۴۶) جن کی پوری زندگی زہد و ورع میں ڈوبی ہوئی تھی۔

۴۷) جنہوں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ ہو جانے کے باوجود اپنے لئے ساری عمر کوئی عمارت نہ بنوائی۔

۴۸) جنہوں نے سادگی کے پیش نظر کوئی ملازم مقرر نہ فرمایا۔

۴۹) جن کے متعلق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقولہ مشہور ہے کہ سیدنا علی قائم الیل اور صائم النہار تھے۔

۵۰) رکعاً سجداً سے جن کی ذات گرامی مراد لی گئی ہے۔

۵۱) جن کو حضور علیہ السلام کے ساتھ نسبتی حیثیت سے زیادہ قرب حاصل تھا۔

۵۲) جو دین داروں کی تعظیم کرنے والے تھے۔

۵۳) جن کے طرز معاشرت میں جاہ و چشم اور تکلف کا معمولی شائبہ بھی نہ تھا۔

۵۴) جو دور خلافت میں بھی تنہا بازاروں میں گھومتے تھے۔

۵۵) جو بھولوں بھٹکوں کو راستہ بتا دینا اپنے لئے فخر سمجھتے تھے۔

۵۶) جن کی غذا نہایت معمولی تھی۔

۵۷) جو نفیس قسم کے پکے ہوئے کھانوں سے احتراز فرمایا کرتے تھے۔

۵۸) جن کی ہر سمت سے علم پھوٹتا تھا' حکمت ٹپکتی تھی۔

۵۹) لوگوں کی منت سماجت کے باوجود جنہوں نے قبل از وقت خلافت کو قبول نہ کیا۔

۶۰) جنہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام اپنے بچوں کے رکھ کر الفت و محبت کا ثبوت بہم پہنچایا۔

۶۱) کمزوروں اور ناتوانوں کی امداد کرنا جن کا شعار تھا۔

۶۲) جنہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازوں کو ادا کر کے ایمانی حقوق کو پورا فرمایا۔

۶۳) جنہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمانوں کو افتراق سے بچا لیا۔

۶۴) جنہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کو دین اللہ سے تعبیر کر کے اتحاد ملی اور وحدت دینی کا ثبوت دیا۔

۶۵) جنہوں نے ان کے لشکر کو جند اللہ فرما کر دین کو تقویت پہنچانے کا سامان مہیا فرمایا۔

۶۶) جنہوں نے اصحاب رسول اللہ کی تعریف فرما کر مذہب اہلسنت کی تاکید فرمائی۔

۶۷) جنہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو انت اقرب الی رسول اللہ فرما کر داماد

رسول ثابت کر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شبہ کرنے والوں کے شبہ کا رد فرما دیا۔

۶۸) جنہوں نے بوقت محاصرہ حسنین کریمین کو بھیج کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

۶۹) جنہوں نے بوجہ سبائی مغالطوں کے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کے ساتھ جنگ کے باوجود سیدہ عائشہ کی عزت وحرمت کا اقرار فرمایا:

۷۰) جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ دینے میں مانع نہ ہوئے۔

ساقی پلا کہ جام ولا مختصر نہ ہو
جی چاہتا ہے اب یہ گھٹا مختصر نہ ہو
ابرو عبیر و باد صبا مختصر نہ ہو
موج درود و حمد و ثناء مختصر نہ ہو
اک جام اور دے کہ نیا طور مانگ لوں
مولائے کائنات سے کچھ اور مانگ لوں

شہادت مولائے کائنات

حضرت امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد میں دوران خطبہ (جب کسی نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا مطلب پوچھا)

ترجمہ اہل ایمان میں سے بعض تو اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں۔

فرمایا: اے اللہ ہمیں معاف فرما۔ یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ وعبیدہ کے حق میں نازل ہوئی۔ عبیدہ بن حارث تو بدر میں شہید ہوئے اور امیر حمزہ احد میں

شہادت پا کر اللہ سے کیا ہوا وعدہ نبھا گئے۔

''اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں بھی اس بڑے بد بخت کے انتظار میں ہوں جو اس کو اور اس کو (داڑھی اور سر کو) خون میں رنگین کر دے گا۔

(یاران مصطفیٰ ﷺ بحوالہ نور الابصار، الصواعق المحرقہ)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے علی! بھلا بتاؤ تو پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت کون تھا؟ عرض کیا: جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر پوچھا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ پچھلے لوگوں میں سب سے بڑا بخت کون ہوگا؟ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: اللہ و رسولہ اعلم اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سر انور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: وہ جو اس پر تلوار مارے گا۔ (یاران مصطفیٰ ﷺ بحوالہ نور الابصار)

قاتل کی شناخت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ اچانک ابن ملجم (آپ کا قاتل) آ گیا اور آپ سے سواری طلب کی۔ آپ نے اس کو سواری دی اور ساتھیوں سے فرمایا۔

''میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور یہ میرے قتل کے درپے ہے''۔

پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس کو قتل ہی کیوں نہیں کر دیتے تو آپ نے فرمایا پھر مجھے کون قتل کرے گا۔ آپ نے مزید فرمایا: میرے بعد کسی اور کو قتل نہ کر سکے گا۔

ناپاک منصوبہ

ایک روز کا واقعہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن ملجم بازار سے گزر رہا تھا کہ راستہ میں اس کی نظر ایک عورت خارجن قطام نامی پر پڑی جو کہ اس کو بہت خوبصورت لگی یہ اس پر عاشق ہو گیا اور اس کے عشق میں مارا مارا پھرتا رہا۔ ایک دن موقع پا کر اس کو کہنے لگا تو میرے ساتھ نکاح کر لے اس نے کہا نکاح تو کرلوں گی لیکن یہ تجھ کو مہنگا پڑے گا۔ کہنے لگا وہ کیسے؟ اس عورت نے کہا اول یہ کہ مہر کی رقم تین ہزار دینار ہو گی۔ دوم یہ کہ علی کا قتل۔ اس نے کہا رقم کی بات تو ہوئی لیکن علی کا قتل تم نے کیوں کیا۔ کہنے لگی میرے بہت سے رشتہ داروں کو علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان میں قتل کر ڈالا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس شخص کو مار دیا جائے کہنے لگا کوئی بات نہیں تو نے بھی میرے دل کی ناپاک کوشش کو بیان کر دیا۔ میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ عورت نے کہا بس پھر تجھ کو وہ کامیابی حاصل ہو گی جو تم چاہتے ہو۔ جب تک تم اس کو قتل نہ کر ڈالو پھر تجھ کو رقم نقد بھی کم کر دوں گی۔ اس پر اس نے عورت سے پختہ اقرار کر لیا اور تلوار خرید کر زہر میں بجھا لی۔ (یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ طبری و کامل)

کس قدر یہ بدنصیب ہوا کہ اس عظیم شخصیت کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ خود حضور امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اے علی ایک بدبخت وہ ہے جس نے سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دوسرا بدبخت وہ ہے جو تیرے سر کی کنپٹی پر تلوار کا وار کرے گا۔ اور وہ تلوار زہر آلود جب تم کو لگے گی تو میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا یہ چہرہ مبارک اور داڑھی مبارک خون سے تر بتر ہو جائے گی۔

شہادت کی تیاری

جس ماہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے شہید ہونا تھا۔ اس مہینہ میں

اول روز سے ہی آپ کا یہ دستور رہا کہ ایک شب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور دوسری شب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے اور ایک شب عبداللہ بن جعفر کے پاس گزارتے اور افطاری وسحری میں تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا حضور اتنا کم کیوں کھاتے ہیں یہ تو نہ کھانے کے برابر ہے تو آپ مولائے کائنات نے فرمایا کہ یہ مجھے محبوب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور جاؤں تو پیٹ خالی ہو۔

نماز فجر کی اذان مسجد کوفہ میں ہوئی اور آپ حسب معمول گھر سے نکلے اور لوگوں کو نماز کیلئے پکارتے ہوئے چل رہے تھے کہ راستہ میں کچھ بطخیں آپ کے سامنے آ کر زور سے چلا کر منہ مارتی دیکھی گئیں۔ لوگ ان کو ہٹانے لگے تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ان کو نہ ہٹاؤ۔

یہاں تک کہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم جامع مسجد کوفہ میں تشریف لے آئے اور وہی ملعون عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی چھپا ہوا تھا اور اس کے آگے سے ہو کر گزرے آپ نے مسجد کے اندر ایک طرف جا کر نماز سنت فجر مؤکدہ کی نیت فرمالی اور نماز سنت کی ایک رکعت ادا فرما چکے تھے کہ جب دوسری رکعت بحالت قیام میں کھڑے پڑھ رہے تھے تو ظالم نے اچانک ترچھی زہر آلود تلوار اس قدر زور سے ماری کہ اس نے آپ کے سر مبارک اور کنپٹی کو کاٹ کر رکھ دیا اور خون کا فوارہ بہہ نکلا۔ یہ قیامت خیز حشر دیکھ کر لوگ جلدی سے حضرت کو سنبھالنے اور اس سانحہ عظیمہ کے صدمہ سے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور کچھ لوگوں نے ملعون خارجی کو پکڑے رکھا تاکہ یہ بھاگ نہ جائے۔

جامع مسجد کوفہ سے سرکار مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کے اس حملہ سے آہ وبکا بلند ہوئی کہ لوگ روتے اور گھبراتے ہوئے جامع مسجد میں آگئے اور جونہی یہ

خبر سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو ہوئی تو وہ بھی روتے ہوئے جم کثیر سے گزر کر اپنے شفیق باپ کو خون میں لت پت دیکھ کر یا ابتاہ یا ابتاہ کی صدائیں دینے لگے جو سینہ کو چاک کر رہی تھیں۔ اپنے باپ معظم کو بوسے دیتے ہوئے قدموں سے لپٹ گئے۔

اس منظر کو دیکھ کر سب نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ خاموش ہو جاؤ میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ کیا تم اس بات پر خوش نہیں جو اللہ کو پسند ہے۔ پھر فرمایا اچھا علی کا آخری سلام ہو اے میرے گھر والو! اب نہ رونا میں جا رہا ہوں وہ دیکھو کون عظیم ہستیاں آ رہی ہیں۔

"یہ فرشتوں کی جماعت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت اور سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے علی بشارت ہو تم اس سے بہترین مقام کی طرف لوٹ رہے ہو"۔

جب آپ نے یہ فرمایا تو مقام احترام کے پیش نظر سب خاموش ہو گئے۔ پھر سیدنا مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ نے کوئی کلام نہ فرمایا اور خاموش ہو گئے۔ اسی حال میں بیت علی کے چاروں طرف سے غیبی آوازیں بحق شان علی سنائی دیں اور ندا آئی ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ۔ سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد سرکار مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی یہ آواز سنائی دی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

یہ کلمات سنے تو دیکھا کہ روح علی خالق حقیقی سے جا ملی پھر کیا ہوا؟ ایک آواز آئی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نداء آئی۔ میرا بھائی شہید ہو گیا اب اس امت کا کون نگہبان ہوگا جو اس کی سیرت و کردار کی پیروی کرے گا۔ جب آواز ساکن ہوئی تو سب دولت سرائے اقدس والے بھی خاموش ہو گئے کہ اللہ کا پیارا اللہ کو

پیارا ہو چکا۔

کسے را میسر باشد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

۱۹ رمضان معظم کو حملہ ہوا تھا۔ ۲۱ رمضان معظم کے آغاز میں شب کے وقت یہ منبع فیوض و برکات' سید السادات' سراج آل نبوت' امام المتقین' خلیفۃ الرسول' منصب خلافت پر پونے پانچ سال رہ کر عمر مبارک بوقت شہادت تریسٹھ سال بموافق عمر نبوی اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہوئے۔

امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم نے آپ کو عبداللہ بن جعفر کی معاونت سے غسل دیا۔ سیدنا امام حسن نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور غزنین میں (موجودہ نجف) میں مزار اقدس بنایا گیا۔

مرتضٰی شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

تائید حق میں پہلی شہادت علی کی ہے
پیغمبری نبی کی ولایت علی کی ہے
مولا بھی محترم ہے ولا بھی ہے محترم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے

مولود کعبہ کیلئے بھی شہید خوب ہے
مسجد میں اللہ اللہ شہادت علی کی ہے
کعبہ سے ابتداء تو مسجد میں انتہا
مرقوم دو حرم میں حکایت علی کی ہے

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آٹھ مزید نکاح فرمائے۔ اس طرح آپ کی کل ازواج کی تعداد نو ہے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہے۔

۱) سیدۃ النساء العالمین وسیدۃ النساء اہل جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت تاجدار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
۲) ام البنین رضی اللہ عنہا بنت خرام بن خالد
۳) لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود از بنی تمیم
۴) اسماء بنت عمیس (الحیشمہ)
۵) امامہ رضی اللہ عنہا بنت ابوالعاص
۶) خولہ رضی اللہ عنہا بنت جعفر بن قیس
۷) ام سعید رضی اللہ عنہا بنت عروہ بن مسعود
۸) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ
۹) مسمیاۃ امراء القیس

(نواسہ سید الابرار یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ تاریخ الائمہ العظام)

آپ کے کل اٹھارہ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

۱) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

۲) سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
۴) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
۵) سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ
۶) سیدنا عبید اللہ رضی اللہ عنہ
۷) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
۸) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
۱۰) حضرت عون رضی اللہ عنہ
۱۱) حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ
۱۲) حضرت محمد رضی اللہ عنہ
۱۳) حضرت اوسط رضی اللہ عنہ
۱۴) حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ
۱۵) حضرت محمد اکبر رضی اللہ عنہ
۱۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۱۷) حضرت محسن رضی اللہ عنہ
۱۸) حضرت عمران رضی اللہ عنہ

آپ کی کل بیٹیاں اٹھارہ تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا
۲) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
۳) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا

۴) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

۵) حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا

۶) حضرت زینب الصغریٰ رضی اللہ عنہا

۷) حضرت رملۃ الصغریٰ رضی اللہ عنہا

۸) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

۹) حضرت امامہ رضی اللہ عنہا

۱۰) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

۱۱) حضرت ام الحسن رضی اللہ عنہا

۱۲) حضرت رملۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

۱۳) حضرت ام الکرام رضی اللہ عنہا

۱۴) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

۱۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۱۶) حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا

۱۷) حضرت حارثہ رضی اللہ عنہا

۱۸) حضرت نصیر رضی اللہ عنہا

(نواسئہ سید الابرار، یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ تاریخ الائمہ، الجواہر، مناقب)

شجرۂ طیبہ

آل حیدر کرار ازواج وابنا و بنات کرام رضی اللہ عنہم

نمبر شمار	نام اہلیہ	صاحبزادے	صاحبزادیاں
۱)	سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم	حضرت زینب، حضرت ام کلثوم
۲)	ام البنین رضی اللہ عنہا	عمر، عباس، جعفر، عبیداللہ، عثمان	ام ہانی، میمونہ، ام جعفر
۳)	لیلیٰ رضی اللہ عنہا	حضرت عبیداللہ، ابوبکر	حضرت زینب الصغریٰ، رملۃ الصغریٰ
۴)	اسماء رضی اللہ عنہا	حضرت عون، یحییٰ	حضرت فاطمہ، امامہ، خدیجہ
۵)	امامہ رضی اللہ عنہا	حضرت محمد، اوسط	....
۶)	خولہ رضی اللہ عنہا	حضرت محمد حنیفہ، محمد اکبر	....
۷)	ام سعید رضی اللہ عنہا	حضرت محسن	حضرت ام الحسن، رملۃ الکبریٰ
۸)	ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	حضرت عمر، عمران	ام الکرام، رقیہ، ام سلمہ

۹) مسمیاۃ رضی اللہ عنہما .... حضرت جمانہ، حارثہ، نصیر

شہدائے کربلا

۱) سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
۲) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
۳) سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ
۴) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
۵) سیدنا محمد رضی اللہ عنہ
۶) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ
۷) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ

اقوال سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

غازۂ روئے وفا عشق کا مصدر ہیں علی
مرکز نور علی حسن کا محور ہیں علی
فقر کا گھر ہیں علی ھادی و رہبر ہیں علی
لوح محفوظ کا اک نقش منور ہیں علی
کان ایمان ہیں ایمان کا مرکز بھی علی
بحر عرفان ہیں عرفان کا مرکز بھی علی
گنج فیضان ہیں فیضان کا مرکز بھی علی
شرح ایقان ہیں ایقان کا مرکز بھی علی

(کرم اللہ وجہہ الکریم)

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات عالی شان کو پڑھیے اور بغور اپنی حیات کا جائزہ لیں اور پھر اس چند روزہ عارضی زندگی کو اقوال معرفت کے مطابق گزاریں۔ اس مجموعہ میں آپ کے متفرق قول موجود ہیں۔

۱) امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ جب تجھے خدا تعالیٰ علم دین کی دولت عطا فرما کر بلند مرتبہ بخشے تو جو جاہل تجھ سے کم درجہ ہیں ان کی نسبت کچھ فکر نہ کر بلکہ ان علماء کی اقتداء کر جو تجھ سے عالی مرتبہ ہیں۔

۲) جب مومن کی روح آسمان کی طرف جاتی ہے تو ملائکہ (فرشتے) تعجب کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ اس شخص کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ یہ اس گھر میں سے جس میں ہمارے بہترین اور برگزیدہ لوگ بگڑ گئے کس طرح صحیح وسلامت بچ کر آ گیا ہے۔

۳) جب تو عالم نہ ہو اور علمی مسائل بیان نہ کر سکے تو علماء کے کلام کو توجہ سے سن کر اسے محفوظ رکھ۔

۴) جب تو کسی کمینے کے ساتھ احسان کرے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ تیرے احسان کے سبب تیرا دشمن ہو جائے گا۔

۵) جب تو کسی کمینے کی جاہلانہ بات پر بردباری اختیار کرے گا تو اس کو غم میں ڈالے گا۔ پس ایسے کم عقل کا یہی علاج ہے کہ بردباری سے اس کا غم بڑھا۔

۶) جب تو اپنے بھائی کی دوستی پر اعتماد کرے تو اس بات کی پرواہ نہ رکھ کہ تو اس سے یا وہ تجھ سے کب ملا ہے۔ (یعنی جب خالص دوستی ہو تو دیر سے ملاقات کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں)

۷) جب زاہد لوگوں سے بھاگ جائے تب تو اس کی تلاش کر اور جب زاہد لوگوں کو تلاش کرے تب تو اس سے بھاگ جا۔

۸) جب تو اپنا قوت و زور دکھلاتا ہے تو اس کو اطاعت الٰہی میں دکھلا اور جب تو ضعیف اور کمزور بننا چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں سے کمزور رہ۔

۹) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے خالص بندوں میں داخل کرتا ہے تو اسے دینداری الہام فرماتا ہے اور جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی علامت یہ ہے کہ وہ امانت داری کو محبوب رکھتا ہے۔

۱۰) دنیا کی زندگی کو بقا نہیں اس کی نعمتیں فانی اور زائل ہیں اور تقدیر کو کوئی شخص ہٹا نہیں سکتا اس سے بچنا بیکار اور باطل ہے۔

۱۱) اگر کسی کے احسان کا بدلہ ادا کرنے میں تیرے ہاتھ قاصر ہوں تو زبان سے اس کا شکریہ ادا کر اور جب تجھے نعمت ملے تو شکر بجالانے سے اسے ثابت و برقرار رکھ۔

۱۲) جب تو کلام پر غالب آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر سکوت پر غالب آنے سے پرہیز رکھ۔

۱۳) کسی شخص سے دوسرے شخص کی بات ظاہر ہو تو اس کی نسبت عام طور پر بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۴) اگر وہ کام پورے نہ ہوں جن کو تو چاہتا ہے تو ایسے کاموں کا ارادہ کر جو ہو سکتے ہیں۔

۱۵) اگر تو عزت کا طلب گار ہے تو خدا تعالیٰ کی اطاعت بجالا اور جب تو غنا اور دولت مندی کی خواہش رکھتا ہے تو قناعت اختیار کر۔

۱۶) جب عقل کامل ہو جائے تو نفسانی خواہش کم ہو جاتی ہے اور جب مصیبت دور ہو جائے تو تسلی نزدیک آجاتی ہے۔

۱۷) اگر آدمی کا خلق اچھا ہو تو کلام لطیف ہو جاتا ہے اور جب امانت مضبوط

ہو تو سچائی بڑھ جاتی ہے۔

۱۸) جب تو دیکھے کہ لوگ تیری بات مانتے ہیں تو ان سے وہ بات کہا کر جس کو وہ کر سکیں۔

۱۹) اگر کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو وہ اس طرح نماز پڑھے کہ گویا وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

۲۰) اگر شریف آدمی عالم ہو جائے تو وہ تواضع اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ شخص باعلم ہو جائے تو وہ بڑائی کرنے لگتا ہے۔

۲۱) جب تو یہ حالت دیکھے کہ خدائے پاک باوجود گناہوں کے تجھے لگاتار نعمتیں عطا فرماتا ہے تو سمجھ مجرم کو گناہوں میں درجہ بدرجہ چڑھانا اور ترقی دینا ہے کہ آخرت میں سب کا اکٹھا عذاب اس کے سر پر ڈالا جائے گا کہ یہ تیرے لئے استدراج ہے اور جب یہ دیکھے کہ وہ تجھے پے در پے مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے تو سمجھ لے کہ اس نے تجھے بیدار کر دیا ہے۔

۲۲) جس شخص پر غفلت غالب آ جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۲۳) جس شخص میں بخل زیادہ ہوتا ہے اس میں عیب زیادہ ہو جاتے ہیں۔

۲۴) جو شخص زیادہ تمسخر اور مذاق کرتا ہے اس کی عزت اور وقار کم ہو جاتا ہے۔

۲۵) جو شخص خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے عزت چاہتا ہے خدائے پاک اسے عزت عطا فرماتا ہے۔

۲۶) جو شخص کسی مصیبت کی شکایت کرتا ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے اور جو شخص اپنی عمر کو ان کاموں میں خرچ کرتا ہے جو اس کی نجات کیلئے مفید نہیں ہوتے وہ اپنے اصلی مطلب کو ضائع کر دیتا ہے۔

۲۷) اگر کوئی شخص مال و دولت اس لئے جمع کرتا ہے کہ لوگ اس سے فائدہ

اٹھائیں لوگ اس کے مطیع اور فرماں بردار ہو جاتے ہیں اور جو شخص اسے اپنے ذاتی فوائد کیلئے اکٹھا کرتا ہے۔لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

۲۸) اگر کوئی شخص اپنی جان کو ایسی چیزوں کے حاصل کرنے کی تکلیف دیتا ہے جو اسے نافع اور سود مند نہیں ہوتیں۔ وہ ایسے کاموں میں پڑ جاتا ہے جو اس کیلئے سراسر مضر ہوتے ہیں۔

۲۹) جو شخص لوگوں کے ساتھ نیکوئی اور احسان کرتا ہے۔لوگوں میں اس کا ذکر خیر مشہور ہو جاتا ہے۔

۳۰) جو شخص اپنے نفس میں قناعت کی صفت پیدا کرتا ہے وہ گناہوں سے بچنے اور پاک دامنی حاصل کرنے میں اس کی مدد اور اعانت کرتا ہے۔

۳۱) جو شخص اپنے کام کی تدبیر اور انتظام آپ نہیں کرتا اور سستی اور کاہلی کے مارے بیٹھ رہتا ہے۔ اسے تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آتی ہیں اور یہ اسے آ کر اٹھا دیتی ہیں۔

۳۲) جس شخص میں عقل نہیں ہوتی اس سے ذلت جدا نہیں ہوتی اور جس شخص کو عقل بٹھا دیتی ہے یعنی عقل میں کمزور ہوتا ہے۔ اس کو جہالت اٹھا دیتی ہے یعنی جہالت کی باتیں کرنے لگتا ہے۔

۳۳) جو شخص علم کی حقیقت اور تہ کو پہنچ جاتا ہے اس کا سینہ حکمت کے خزانوں سے بھر جاتا ہے۔

۳۴) جو شخص علم کے چشمے سے سیراب ہو کر پی لیتا ہے وہ حلم اور بردباری کی چادر اوڑھ لیتا ہے۔

۳۵) جس کا دل دنیا کی محبت پر فریفتہ ہوتا ہے۔ وہ تین مصیبتوں میں مبتلا رہتا ہے۔ (۱) وہ فکر جس سے اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (۲) وہ حرص جو اسے کسی وقت

نہیں چھوڑتی (۳) وہ امیدیں جن کو وہ کبھی حاصل نہیں کرتا۔

۳۶) جو شخص تیرے سامنے تیرے عیبوں کو چھپاتا اور غائبانہ ان کو ظاہر کرتا ہے وہ تیرا پورا دشمن ہے تجھے اس سے بچنا لازم ہے اور جو شخص تجھے تیرے عیب بتلائے وہ تیرا سچا دوست ہے اسے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

۳۷) جس شخص کو خدا تعالیٰ اپنی بہت سی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ بہت سے لوگوں کی حاجتیں اس کے متعلق فرما دیتا ہے پس اگر وہ ان میں خدائے پاک کے فرض کو پوری طرح ادا کرتا ہے وہ ان کو ہمیشہ کیلئے قائم رکھتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا نہیں کرتا تو وہ ان کو زوال اور خطرے کے مقام میں ڈال دیتا ہے۔

۳۸) جو شخص بھلائی اور برائی میں تمیز نہیں کرتا۔ وہ چوپائے جانوروں کے شمار میں داخل ہے اور جس شخص پر غضب اور شہوت نفس غالب ہوں وہ ان کی قطار میں شامل ہے۔

۳۹) جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے وہ دوسروں کا راز محفوظ رکھنے سے نہایت عاجز ہوگا اور جو شخص اپنے آپ کو پہچانتا ہے وہ دوسروں کے حال سے بخوبی واقف ہوگا۔

۴۰) جو شخص لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے جس کو وہ پسند نہیں کرتے تو وہ اس کے حق میں وہ باتیں کہتے ہیں جن کا انہیں کوئی علم نہیں ہوتا یعنی ہر طرح سے اس کی برائی بیان کرتے ہیں۔

۴۱) جو شخص عقلمندوں سے مدد لیتا ہے وہ راست روی کا مالک ہو جاتا ہے اور جو شخص عقلمندوں اور داناؤں سے مشورہ لیتا ہے تو وہ احتیاط اور درستی عمل میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۴۲) جس شخص میں بصیرت اور سوجھت کا مادہ ہوتا ہے اسے علم و حکمت حاصل

ہو جاتے ہیں اور جس شخص کو حکمت حاصل ہو جاتی ہے وہ مواقع عبرت کو معلوم کر لیتا ہے اور جو شخص عبرت کے مواقع معلوم کر لیتا ہے وہ گویا پہلے لوگوں کے ساتھ رہ چکا ہے۔

۴۳) جو شخص کسی کا احسان قبول کرتا ہے تو وہ احسان کرنے والے کا غلام ہو جاتا ہے اور جو شخص تیرا احسان قبول کرتا ہے تو وہ تجھ پر اپنا حق واجب کر دیتا ہے یعنی تجھے چاہیے کہ پھر بھی اس کی خبر گیری کرتا رہے۔

۴۴) جس شخص کا ادب اس کی عقل سے بڑھا ہوا ہوتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ وہ ایک بہت بڑے ریوڑ کا مالک ہے اور سب کی نگہبانی کرتا ہے اور جس شخص کی عقل اس کی نفسانی خواہش پر اور اس کا حلم اس کے غضب پر غالب ہوتا ہے تو وہ حسن سیرت کے لائق ہے۔

۴۵) جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مال کے بغیر غنی (دولتمند) حکومت اور سلطنت کے سوا صاحب عزت اور کنبے کے بغیر صاحب جماعت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اس کی اطاعت کی عزت میں آ جائے۔ تو یہ سب اسے میسر ہو جائیں گی۔

۴۶) جو شخص اپنے ایمان کو کامل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جس کسی سے دوستی یا دشمنی رکھے تو محض اللہ تعالیٰ کیلئے رکھے اور اگر کسی سے خوش یا ناخوش ہو تو صرف خدا تعالیٰ کیلئے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر گزار ہوتا ہے حق تعالیٰ ان کو زیادہ کر دیتا ہے۔

۴۷) جو شخص اپنے عہد حکومت میں ظلم کرتا ہے اور اس کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بنیاد کو گرا دیتا اور اس کے ارکان کو نیست و نابود کر دیتا ہے اور جو شخص اپنے عہد حکومت میں عدل و انصاف کرتا اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور

احسان سے پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حالت کو بلند کرتا اور اس کے مددگاروں کو عزت بخشتا ہے۔

۴۸) جو شخص خدا تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر کرتا ہے تو دنیا داروں کی اونچی گردنیں اس کے سامنے ذلیل اور پست ہو جاتی ہیں اور جو شخص خدائے پاک پر توکل کرتا ہے اس کے واسطے بڑے بڑے دشوار کام آسان ہو جاتے ہیں۔

۴۹) جو شخص امتحان اور آزمائش کے بعد کسی شخص کو اپنا دوست اور بھائی بند بناتا ہے تو اس کا ساتھ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور اس کی دوستی اور محبت مضبوط اور پختہ ہوتی ہے اور جو شخص کسی کو اپنا بھائی بند بنانے سے پہلے اس کا امتحان نہیں کرتا تو وہ شخص دھوکا کھاتا اور بدکاروں کی صحبت کے ساتھ مبتلا ہو جاتا ہے۔

۵۰) جو شخص خدا تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتا ہے وہ کسی فوت شدہ چیز پر کبھی غم نہیں کرتا اور جو شخص خدا تعالیٰ کی تقدیر پر یقین رکھتا ہے وہ کسی مصیبت کی پرواہ نہیں کرتا اور جو شخص دنیا کی حقیقت معلوم کر لیتا ہے وہ کسی تکلیف کے پیش آنے پر افسوس نہیں کھاتا۔

۵۱) زہد کا ثمرہ حکمت اور ثروت کا پھل مروت ہے۔

۵۲) علم کی مجلسیں غنیمت ہیں اور عقلمند کی رفاقت میں کوئی کھٹکا نہیں۔

۵۳) اہل فضل کا ساتھ دلوں کی حیاتی کا ذریعہ اور کمینوں کی ہم نشینی ان کے ضعف اور کمزوری کا زینہ ہے۔

۵۴) اہل فضل کے ساتھ میل جول رکھنا بلندی مراتب کا موجب اور کمینہ صفات سے برکنار رہنا دشمن کے رنج کا باعث ہے۔

۵۵) عام لوگوں سے بدکنار رہنا بہت عمدہ مروت اور تہمت کی باتوں سے الگ

رہنا اعلیٰ درجے کی مردانگی اور فتوت ہے۔

۵۶) دنیا کی تکلیفیں آخرت کی تکلیفوں سے زیادہ آسان ہیں۔

۵۷) شریف آدمی تنگدستی کا تکلیف برداشت کرسکتا ہے مگر ذلت کے پاس نہیں جاتا۔

۵۸) اگر آدمیوں کے اخلاق آپس میں ملتے جلتے ہوں تو یہ اندیشہ نہیں ہوتا کہ کوئی کسی کو نقصان پہنچائے گا۔

۵۹) باپ دادا کی دوستی بیٹوں کیلئے ایک رشتہ ہے (یعنی جن لوگوں کے ساتھ باپ دادا کی دوستی ہے اولاد کو چاہیے کہ ان کے ساتھ رشتہ داروں کی طرح سلوک کریں)۔

۶۰) دینداروں کی دوستی دیر سے منقطع ہوتی ہے بلکہ وہ ہمیشہ ثابت اور باقی رہتی ہے۔

۶۱) شریف آدمی مال کے خرچ کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور کمینے لوگ اپنے محسن کے ساتھ برائی کرنے سے جی ٹھنڈا کرتے ہیں۔

۶۲) بازاروں کے مجمع اور محفلیں شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہیں اور لہو و لعب کے جلسے ایمان کو بگاڑ دیتے ہیں۔

۶۳) دنیا بالکل تیرے سایہ کی مثال ہے اگر تو ٹھہر جائے تو وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور اگر تو اسے پکڑنا چاہے تو وہ تجھ سے دور ہو جاتا ہے۔

۶۴) آدمی کی مروت صدق زبان میں ہے اور اس کی مردانگی اپنے بھائی بندوں کے ظلم و زیادتی کے برداشت کرنے اور محبت اخوان میں ہے۔

۶۵) جو شخص تیری ایسی تعریف کرتا ہے جس کے تو لائق نہیں ہے تو وہ تیرے ساتھ مذاق کرتا ہے پس اگر تو اسے کچھ نہیں دے گا تو وہ تیری مذمت اور ہجو میں حد

سے زیادہ مبالغہ کرے گا۔

۶۶) جو شخص تیرا سچا خیر خواہ ہے وہ تیرا مہربان، محسن، تیرے انجام کار کو سوچنے والا اور تیری غلطیوں کی اصلاح کرنے والا ہے لہٰذا اس کی اطاعت میں تیری درستی اور اس کا خلاف کرنے میں تیری خرابی ہے۔

۶۷) ابن آدم کیسا مسکین اور کمزور ہے کہ اپنی موت کا علم نہیں۔ اس کیلئے طرح طرح کی بیماریاں موجود ہیں۔ اس کے نیک عمل ہوں یا بد ایک دفتر میں مکتوب اور محفوظ ہیں۔

۶۸) خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ ان کی حکومت کے وقت حسن معاملہ سے پیش آنا اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچانا اور دنیا کی مصیبتوں کے میدان میں واقع ہونے سے اپنا بچاؤ کرانا ہے اور ان کی سلطنت اور حکومت کے وقت ان کا خلاف کرنا اور ان سے لڑنا خدا تعالیٰ کے حکم کو چھوڑنا اور اپنے آپ کو دنیا کے مصائب میں ڈالنا ہے۔

۶۹) آدمی کا اپنے عیوب کو معلوم کرنا بہت بڑا نافع علم ہے اور علماء کی دوستی اور آشنائی دین کا ایک حصہ ہے۔ اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ اس سے انسان حیاتی میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کا پابند رہتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی پاتا ہے۔

۷۰) وہ مصیبت جس کے ثواب کی امید اور رجا ہو اس نعمت سے اچھی ہے جس کا شکر ادا نہ ہو۔

۷۱) جاہل دوست سے مشورہ کرنا خطرناک بات ہے۔

۷۲) دنیاداروں کی مجلس ایمان کو بھلانے والی اور شیطان کی اطاعت کی طرف لے جانے والی ہے۔

۷۳) حکماء کی مجلس اور ہم نشینی دلوں کو حیاتی اور جانوں کی شفاء کا موجب ہے۔

جو شخص توبہ میں تاخیر کرتا ہے۔ اسے بہت بڑا خطرہ درپیش ہے کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جائے گی اور اس وقت ندامت منہ دکھلائے گی۔

۷۴) اے لوگو! یاد رکھو۔ عورتوں کا ایمان اور عقل ناقص اور ان کا حصہ مردوں کے حصہ سے کم ہے۔ ان کے ایمان کا نقصان تو یہ ہے کہ حیض کے دنوں میں نماز نہیں پڑھتیں۔ روزہ نہیں رکھتیں اور ان کے حصے میں کمی اس طرح ہے کہ میراث میں ان کو مردوں سے آدھا ملتا ہے اور عقل میں نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ پس شر پر عورتوں سے بالکل دور رہو اور جو بھلی مانس ہوں ان سے بھی ہوشیار رہو۔

۷۵) منافق کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ سبز اندرائین کہ اس کے ہرے ہرے پتے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور اس کا مزہ کڑوا اور تلخ ہوتا ہے۔

۷۶) مومن کی مثال ایسی ہے جیسا کہ نارنگی کہ اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہے۔

۷۷) اس خدائے پاک کی قسم ہے۔ جس نے دانے سے اقسام نباتات بنائے اور جان کو پیدا کیا کہ کئی لوگ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ صرف ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا اور دل میں کفر کو پوشیدہ رکھا تھا پھر جب اپنے موافق لوگ مل گئے تو اپنے کفر کو ظاہر کر دیا اور دل کے خیالات کے جوش کو نکالا۔ (یہ کلمات عرب کے ان قبائل کی نسبت معلوم ہوتے ہیں جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہو کر مرتد ہو گئے اور بعضے زکوۃ سے منکر ہو گئے تھے اور ان کو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درست کیا تھا)

۷۸) اس خدائے پاک کی قسم ہے۔ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم لوگوں کو ایک بے قراری پیش آئے گی۔ آٹے کی طرح حوادث کی

چھلنی میں چھانے جاؤ گے۔ اور خدائے تعالیٰ کی تقدیر میں جو مصائب کے کوڑے لکھے ہوئے ہیں وہ تمہارے سر پر پڑیں گے۔ یہاں تک کہ تم میں جو کمینے لوگ ہوں گے وہ شریفوں پر غالب آجائیں گے اور شریف کمینوں کے زیر دست ہو جائیں گے اور جو لوگ قاصر تھے وہ آگے بڑھ جائیں گے اور جو آگے بڑھے ہوئے تھے وہ پیچھے رہ جائیں گے۔

۷۹) خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر ہموار زمین پر خار دار درخت کے کانٹے فرش کی طرح بچھے ہوئے ہوں اور مجھے تمام رات ان پر لٹایا جائے یا زنجیروں میں جکڑ کر کھینچا جائے تو اس بات سے مجھے زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ایسی حالت میں جاؤں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا کسی شخص سے دنیا کی کوئی چیز غصب کر رکھی ہو اور میں اس جان کی خاطر جو بہت جلد واپس جانے والی اور مدتیں قبر کی مٹی میں رہیں گی۔ کسی شخص پر کیسے ظلم روا رکھ سکتا ہوں۔

۸۰) جناب رسول خدا ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ مجھ سے ناخوش ہیں ان کو یقیناً معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے حکم سے کبھی انکار نہیں کیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ پر ایسے مواقع میں اپنی جان کو قربان کر دیا جہاں بڑے بڑے بہادر پسپا ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے شاہ زوروں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ میں نے ایسے موقعوں میں اس بہادری اور قوت سے کام لیا ہے کہ اس کی بدولت خدائے پاک نے اپنی رضا مندی کی خلعت سے مجھے معزز و مکرم فرمایا ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت میں اپنی پوری کوشش کو صرف کیا۔ اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اپنی تمام طاقت کو خرچ کر دیا۔ آنجناب ﷺ نے مجھے بعض ایسی باتیں بھی بتلائی ہیں جو اوروں کو نہیں بتلائی۔

۸۱) جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں وہ گروہ کے گروہ جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ وہ عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ ان کو کسی قسم کا کوئی عتاب نہیں ہوگا۔ وہ دوزخ سے بہت دور رکھے جائیں گے۔ تاکہ ان کو اس کی ہوا بھی نہ پہنچے اور اپنے گھر (بہشت) میں نہایت اطمینان اور آرام سے چین کریں گے اور رہنے کی ایسی عمدہ جگہ پر اپنے پروردگار سے خوش ہوں گے۔

۸۲) جناب امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنی ذات کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہی اور ہلاکت میں بڑے ہیں۔ ایک وہ دوست جو حد سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ دوسرے وہ دشمن جو مجھ سے کینہ اور عداوت رکھتے ہیں۔ نجات اور سلامتی ان لوگوں کا حق ہے جو نہ حد سے زیادہ محبت کرتے اور نہ عداوت رکھتے ہیں۔

۸۳) جو شخص دنیا کے نشے میں مست ہو گیا اور اس نے اپنے دین کو اس کے مہر میں دے دیا۔ پس جدھر دنیا جاتی ہے وہ اس کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے اور اس نے اس کو اپنا مقصود اور معبود بنالیا ہے تو وہ ہلاک اور تباہ ہو گیا جوانوں کو بڑھاپے کا اور تندرستوں کو بیماریوں کے آنے کا منتظر رہنا چاہیے۔

۸۴) دنیا کے مصائب کو ہیچ سمجھ اور اپنی جان کو عذاب میں ڈال۔ کیونکہ قیامت بہت جلد آنے والی ہے اور یہاں کی کوئی چیز (سوائے اعمال صالحہ) ساتھ جانے والی نہیں اور دنیا میں صرف چند روز کا قیام ہے۔ باطل کے مٹ جانے کے بعد اس کی آواز پھر کچھ سنائی دیتی ہے اور زمانہ پھاڑنے والے درندے کی طرح حملے کر رہا ہے۔

۸۵) خدائے پاک وہ سچا معبود ہے کہ سلسلۂ ہستی میں اس کی قدرت کے آثار اس کے وجود پر ایسی زبردست دلیل ہیں کہ منکروں کے دل بھی اسے تسلیم کرتے

ہیں۔

۸۶) قرآن کریم وہ سچا کلام ہے کہ اس کو کسی کی نفسانی خواہش اپنے مطلب کے موافق ادھر ادھر نہیں کرسکتی اور لوگوں کے شبہات سے اس کے مطالب میں کچھ التباس نہیں پڑتا۔ یہ وہ کلام ہے جو حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔

۸۷) جو لوگ دنیا کی حالت پر خوش ہوتے ہیں۔ وہ آخرت میں عذاب کے اندر ہلاک ہوں گے اور جو لوگ یہاں مصائب اور غم میں مبتلا رہے ہیں وہ نجات پائیں گے۔

۸۸) آئندہ تم کو ایسے لوگ نظر آئیں گے کہ محتاج اپنی تنگدستی کی شکایت کریں گے۔ مالدار خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری کی بجائے ناشکری کریں گے۔ بخیل خدا تعالیٰ کے مال میں بخل کریں گے اور سرکشوں کے کان حکمت اور نصیحت کی بات سننے سے بہرے ہوں گے۔

۸۹) اس مقدس دین اسلام کے راستے نہایت روشن اور اس کی سڑکیں بالکل صاف ہیں۔ اس کے تمام اطراف میں روشنی پھیلی ہوئی اور اس کا مرتبہ نہایت اعلیٰ اور بلند ہے۔

۹۰) کسی خوف کرنے والے کو یہ نہ چاہیے کہ وہ اپنے گناہ کے سوا دنیا کی کسی اور چیز سے ڈرے اور کوئی ملامت کرنے والا اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔

۹۱) جو چیز ہاتھ سے چلی جائے اس پر غم نہ کھا اور جس چیز کے آنے کی امید ہے اس کی امید پر مت اترا۔

۹۲) اگرچہ کسی شخص کو کتنا ہی دے ڈالے مگر اس کو زیادہ نہ سمجھ کیونکہ جو تیری نیک تعریف کرتا ہے۔ وہ اس سے بہت ہے اور کسی شخص پر کتنی ہی بخشش ہو۔ اس کو

عظیم نہ سمجھ کہ سوال کی قدر اس سے بہت بڑی ہے اور اس چیز کا خوف اور خطرہ نہ رکھ۔ جس کا فائدہ اور امید زیادہ ہو۔

۹۳) تیرے علم کا تجھ پر یہ حق ہے کہ اس کو ایسے لوگوں کے پاس بیان کرے جو اس کے اہل اور مستحق ہوں اور جو لوگ اس کے لائق اور اہل نہ ہوں ان کے پاس اسے کبھی بیان نہ کر۔

۹۴) عورت پر تجھے اتنا اختیار ہے کہ تو اس کے ساتھ ہم بستر ہو کر اپنے نفس کی خواہش پوری کرے اور پھول کی طرح اس کی خوشبو سے فائدہ اٹھائے اور تجھے یہ حق نہیں ہے کہ اسے اپنا غلام اور گھر کا محافظ سمجھے۔

۹۵) دنیا داروں کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھ کیونکہ اگر تو ان کو خوش نہ رکھے گا تو یہ تیرے دشمن ہو جائیں گے اور یہ لوگ آگ کی مثال ہیں کہ زیادہ ہو تو سب کچھ جلا دیتی اور نقصان پہنچاتی ہے اور تھوڑی ہو تو کام آتی ہے۔

۹۶) آنے والے کل کی فکر نہ کر۔ کیونکہ اگر تیری عمر باقی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس دن کی روزی پہنچا دے گا اور اگر تیری عمر آج ختم ہو چکی ہے تو پھر اس روز کی فکر فضول ہے۔

۹۷) کسی گناہ گار کو خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عمر بھر گناہ کرتے ہیں اور اخیر میں کوئی ایسا عمل کرتے ہیں جس سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں اور کئی ایسے بھی ہیں جو عمر بھر نیک کام کرتے ہیں مگر اخیر عمر میں کوئی ایسا برا کام کرتے ہیں۔ جس سے ان کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور جہنم میں چلے جاتے ہیں۔

۹۸) اپنے اہل اور اولاد کی زیادہ فکر نہ کر۔ کیونکہ اگر وہ خدائے پاک کے تابعدار اور اس کے پیارے ہیں تو خدائے پاک اپنے پیاروں کو ضائع اور برباد نہ کرے گا

اور اگر وہ اس کے دشمن اور نافرمان ہیں تو تجھے خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور دشمنوں کی کیا فکر ہے۔

۹۹) اے دنیا تو مجھ سے دور ہو جا۔ کیونکہ تو مجھ سے تعرض کرتی اور میری مشتاق بنتی ہے خدائے پاک مجھ پر تیرا وقت نہ لائے تو میرے سوا کسی اور کو دھوکا دے مجھے تیری کچھ حاجت نہیں۔ میں نے تجھے تین طلاق دے دیئے ہیں۔ اب ان میں رجوع نہیں ہوسکتا تیرا عیش و آرام تھوڑا۔ تیرے خطرے زیادہ اور تیرے عاشق ذلیل وخوار ہیں۔ افسوس کہ اپنے پاس سامان بہت تھوڑا ہے راستہ نہایت لمبا' سفر بہت دور کا اور جہاں پہنچنا ہے وہ مکان بڑا خطرناک ہے۔

۱۰۰) اے دنیا کے بندو! ہر وقت اس کے واسطے کوشش کرنے والو۔ جب تم دن بھر خرید وفروخت میں مشغول رہتے رات کو اپنے بستروں پر لوٹتے اور نیند سے خراٹے لیتے آٹھ پہر میں آخرت سے غافل رہتے اور اعمال صالحہ میں آج کل کرتے رہتے ہو۔ تو بتلاؤ کہ راہ پر آنے کی کب فکر کرو گے۔ سفر کیلئے کب سامان بناؤ گے اور آخرت کے معاملے کی کب فکر کرو گے۔

۱۰۱) اے لوگو! کب تک تمہیں وعظ ونصیحت سنایا جائے گا اور تم اسے قبول نہ کرو گے۔ کئی واعظ تم کو سنا چکے۔ کئی ڈرانے والے ڈرا چکے۔ کئی منع کرنے والے منع فرما چکے علمائے دین احکام الٰہی پہنچا چکے۔ انبیاء اور رسول ہدایت کے راستے بتلا چکے۔ خدا تعالیٰ کی حجت کو تم پر قائم کردیا۔ اور شریعت کے راستے کو ظاہر اور واضح فرما دیا۔ تم کو لازم ہے کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرو اور فرصت کے وقت کو غنیمت سمجھو کہ آج عمل کا موقع ہے اور کوئی حساب نہیں کل حساب ہوگا اور عمل کا کوئی موقع نہ ملے گا اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ کی طرف لوٹتے ہیں۔

۱۰۲) اے لوگو! دنیا کی رغبت چھوڑ دو۔ کیونکہ اس کی عمر بہت چھوٹی اور اس میں خیر نہایت تھوڑی ہے یہ سفر اور روانگی کا گھر اور ناخوشی کا مقام ہے۔ یہ موت کے نزدیک کر دیتی اور امیدوں کے سر پر پانی پھیر دیتی ہے۔ خبردار کہ یہ مکار سامنے آ کر تم کو اپنا جلوہ دکھاتی اور پھر سرکشی سے پیچھے ہٹ جاتی اور جھوٹ اور خیانت سے پیش آتی ہے۔

۱۰۳) اگر ساتوں آسمان اور زمین کسی بندے پر بند ہو جائیں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور بنا دیتا ہے تجھے صرف حق کے ساتھ مانوس اور باطل سے وحشت ہونا چاہیے اگر تو ان کی دنیا سے دور ہٹے گا تو وہ تجھے دوست رکھیں گے اور اگر اس سے قطع تعلق کرے گا تو تجھ سے کچھ خوف نہ کھائیں گے۔

۱۰۴) بادشاہ کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) دل سمجھدار (۲) زبان بولنے والی (۳) جرأت اور دل کی مضبوطی جس کی وجہ سے حق قائم کرنے میں حملہ آوری کرے۔

۱۰۵) اسلام ایمان کا، ایمان یقین کا، علم عمل کا، سخی سائل کا اور ایمان اخلاص کا محتاج ہے۔

۱۰۶) مومن تکلیفوں سے اس طرح جانچا جاتا ہے جیسا کھرا سونا آگ سے۔

۱۰۷) آدمی چار چیزوں کے واسطے زیادہ قسم اٹھاتا ہے۔ (۱) وہ ذلت جسے اپنے آپ پر سمجھتا ہے (۲) وہ عاجزی جسے اپنی تصدیق کا ذریعہ ٹھہراتا ہے (۳) وہ زبان کی غلطی جس پر قسموں کو کلام کے بیچ میں لاتا ہے اور کلام کو جوڑتا اور بناتا ہے (۴) وہ تہمت جس کے ساتھ مشہور ہو جائے۔

۱۰۸) جھوٹے کو جھوٹ کی وجہ سے تین مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ (۱) خدا تعالیٰ

اس سے ناخوش ہوتا ہے (۲) لوگ اسے ذلیل اور خوار سمجھتے ہیں (۳) خدا تعالیٰ کے فرشتے بھی اس سے ناخوش ہوتے ہیں۔

۱۰۹) لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں ان ہی لوگوں کی قدر ہوگی جو مکار ہوں گے اور صرف ان لوگوں کو لائق اور عقلمند سمجھا جائے گا۔ جو برے اور بدکار ہوں گے اور جو لوگ منصف مزاج ہوں گے۔ وہ ضعیف اور کمزور خیال کیے جائیں گے۔ لوگ صدقے کو تاوان سمجھیں گے۔ صلہ رحمی کو احسان جانیں گے۔ عبادت کو فضول تکلیف خیال کریں گے۔ خواہش نفسانی ان پر غالب آجائے گی۔ اور ان میں ہدایت کا نام نہ ہوگا۔

۱۱۰) اے بنی آدم تیری روزی تجھ سے بڑھ کر تیری طلب گار ہے۔ پس چاہیے کہ اس کی طلب میں شریعت کی سیدھی راہ پر چلے۔

۱۱۱) اے لوگو! جو شخص تمہیں نصیحت کرے۔ اس کی نصیحت کو قبول کرو۔ جو شخص نصیحت کو تمہارے پاس پہنچائے اس کی اطاعت بجا لاؤ۔ اس بات کو سمجھ لو کہ خدائے پاک نے ان ہی دلوں کی تعریف فرمائی ہے جو حکمت کو اچھی طرح محفوظ رکھتے ہیں اور ان ہی لوگوں کو سراہا ہے جو حق کو جلدی سے قبول کرتے ہیں اور یہ بھی سمجھو کہ جہاد اکبر خود نفس کا جہاد ہے اپنے نفوس کے جہاد میں مشغول رہو۔ تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو۔ قال و قیل کو چھوڑ دو۔ تاکہ سلامت رہو۔ خدائے پاک کو کثرت سے یاد کرو تاکہ غنیمت ہاتھ آئے اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہوکر رہو۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دائمی نعمتیں حاصل کرنے میں کامیابی پاؤ۔

سیدۃ النساء العالمین، جگر گوشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

راضیہ، زاکیہ جناب

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

طاہرہ، طیبہ، زاہدہ، عابدہ

درشان سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا

کتنی بلندیوں پہ ہے ایوان فاطمہ
روح الامیں ہے صورت دربان فاطمہ
کیا سوچئے بہار گلستان فاطمہ
حسنین جب ہوں سنبل و ریحان فاطمہ
نبیوں پہ حکم ہے کہ نگہ رو برو رہے
توحید حشر میں ہے نگہبان فاطمہ
اس کو مٹا سکیں گی نہ باطل کی سازشیں
اسلام پر ہے سایہ دامان فاطمہ
کرتے پھریں زمیں پہ تجارت بہشت کی
اپنے گداگروں پہ ہے فیضان فاطمہ
کچھ اس لئے بھی مجھ کو تلاوت کا شوق ہے
قرآں ہے لفظ لفظ ثناء خوان فاطمہ
ہر نقش پا میں جذب ہے فتح مبیں کی مہر
دیکھے ''مباہلہ'' میں کوئی شان فاطمہ
وہ کل بھی ''پنجتن'' میں صدارت مقام تھی
منصب یہی ہے آج بھی شایان فاطمہ

ہے کفر اس کے قول پہ حاجت گواہ کی
ایمان کل ہے شاہد ایمان فاطمہ
کیسے کروں تمیز حسن و حسین میں
اک روح فاطمہ ہے تو اک جان فاطمہ
اولاد فاطمہ نہ ہو دیں پر نثار کیوں؟
نقصان دیں ہے اصل میں نقصان فاطمہ
باب بتول ہو کہ در خیمۂ حسین
ہر دور میں لٹا سرو سامان فاطمہ
اک مرثیہ ہے خون شہیداں کی بوند بوند
بکھرا ہوا ہے ریت پہ دیوان فاطمہ
فوج ستم کے سامنے کب ہے علی کا لال
شک کے مقابلے میں ہے ایقان فاطمہ
باب بہشت پر مجھے روکے گا کیوں کوئی؟
محسن میں ہوں غلام غلامان فاطمہ

(محسن نقوی)

فضائل سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

شمع منیر قصر طہارت ہے فاطمہ
سرمایہ فروغ امامت ہے فاطمہ
ختم رسل کا اجر رسالت ہے فاطمہ
قرآن ہے رسول تو آیت ہے فاطمہ

(سلام اللہ علیہا)

حضور رحمۃ اللعالمین تاجدار انبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں پہلی زوجہ پاک ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے کا اسم گرامی قاسم علیہ السلام ہے جن کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے شہزادے کا اسم گرامی عبداللہ اور لقب طیب و طاہر ہے۔ ان کی ولادت باسعادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیوں کے اسمائے گرامی۔ حضرت زینب' حضرت ام کلثوم' حضرت رقیہ اور حضرت فاطمہ ہیں۔ مشہور قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی شہزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔

(یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فرزند ارجمند حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں جو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام نامی حضرت ماریہ

قسطیہ رضی اللہ عنہا ہے)

ولادت باسعادت

وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے محمد نور کی بیٹی

جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت مبارکہ کے سن میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت معظمہ سے پانچ سال قبل آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جبکہ بعض کے نزدیک آپ کی ولادت باسعادت بعثت کے پہلے سال میں ہوئی۔ مفسر قرآن ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ شیخ ابو محمد بن حسام رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ کی ولادت معظمہ بعثت مبارکہ کے پانچویں سال میں ہوئی۔

علامہ محمد عبدالسلام رضوی قادری کتاب ''شہادت نواسۂ سیدالابرار ومناقب آل نبی المختار'' میں لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پیدائش ولادت نبوی علیہ السلام کے اکتالیسویں سال ہوئی اہل سیر کہتے ہیں کہ یہ قول ابوبکر رازی کا ہے اور یہ قول اس کے مخالف ہے جسے ابن اسحاق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے بارے میں بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد پاک اظہار نبوت سے پہلے پیدا ہوئی۔ صاحبزادہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسلئے اس قول کے بموجب سیدہ فاطمۃ سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت اظہار نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ مشہور تر روایت یہی ہے۔

جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت معظمہ کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو اپنے قریبیوں کے ہاں بھیجا کہ ان کی عورتیں میری کفایت کیلئے۔ قریش کی عورتوں نے جواب بھیجا کہ اے خدیجہ تو ہمارے نزدیک

گناہگار ہے تو نے ہماری بات نہ مانی اور عبداللہ کے یتیم کی زوجہ بن گئی تو نے فقیری کو امیری پر ترجیح دی ہے اس لئے ہم تیرے پاس نہیں آئیں گے اور نہ ہی تیری مدد کریں گے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ان کے جواب سے غمزدہ و محزون ہو گئیں تو اچانک گندمی رنگ اور دراز قد کی چار خواتین آپ کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور بنی ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا انہیں دیکھ کر ڈر گئیں تو ان میں سے ایک نے کہا اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! غم نہ کر اور نہ ہی تجھے ڈرنے کی ضرورت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں تیرے لئے بھیجا ہے اور ہم تیری بہنیں ہیں۔ میں سارہ رضی اللہ عنہا ہوں دوسری مریم رضی اللہ عنہا ہیں۔ تیسری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں اور چوتھی فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور یہ سب بہشت میں تیری ساتھی ہیں۔ بعد ازاں ان میں سے ایک خاتون آپ کے دائیں ایک بائیں ایک سامنے اور ایک پیچھے بیٹھ گئیں تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ہو گئی۔ (روضۃ الشہداء ص ۲۶۰ ج ۱)

پہلا غسل

مفسر قرآن ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ روایت میں آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ پاک میں دس حوروں کو بھیجا ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک طشت اور چمکتی ہوئی چھاگل تھی ان چھاگلوں میں کوثر کا پانی تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے جناب سیدہ کو لے کر کوثر کے پانی سے نہلایا اور ایک سفید کپڑا نکال کر اعلیٰ قسم کی خوشبوؤں میں بسا کر آپ کو پہنایا اور ایسے ہی ایک اور پاکیزہ خوشبوؤں میں بسا ہوا کپڑے کا رومال آپ کے فرق طاہر پر باندھ کر کہا! اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اب اس

پاک اور پاکیزہ کو لے لیں اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی اولاد پر برکت کرے اور دوسری خواتین نے بھی جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو مبارک باد پیش کی۔

نام: فاطمہ

حضور اقدس نور مجسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نام ''فاطمہ'' رکھا (اس بناء پر رکھا) کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے محبین کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھا ہے۔

علامہ محمد عبدالسلام قادری بحوالہ الصواعق المحرقہ لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تحقیق میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین کو دوزخ سے علیحدہ کر دیا ہے''۔

''فاطمہ'' فطم سے ہے جس کے معنی روکنے اور چھوٹنے کے ہیں گویا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا لوگوں کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔ (سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا)

یہ ''فا'' سے فہم بشر کا حاصل ''الف'' سے ''الحمد'' کی کرن ہے۔
یہ ''طا'' سے طٰہٰ کے گھر کی رونق یہ ''میم'' سے منزل محسن ہے۔
یہ ''ہا'' سے ہر دوسرا کے سلطاں کے دیں کی پرنور انجمن ہے۔
یہ ''زا'' سے زینت زمیں کی ''ہا'' سے ہدایتوں کا ہرا چمن ہے۔
یہ ''را'' سے رہبر رہ وفا کی ''الف'' سے اول نسب ہے اس کا۔
اس لئے نام فاطمہ ہے جناب زہرا لقب ہے اس کا۔

القابات

سیدۃ النساء العالمین جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے

القابات بے شمار ہیں جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

زہراء

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القابات سے ایک لقب زہراء ہے جس کے معنی ہیں کلی یعنی نہایت خوبصورت سیدہ سب سے زیادہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت اور حسن و جمال سے مشابہ تھیں۔ اس لئے آپ کو کلی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا حسن و جمال ایسا خوبصورت تھا کَاَنَّ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃُ الْبَدْرُ کہ جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ روایات میں موجود ہے کہ آپ کے ہاں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کی پیدائش عصر کے بعد ہوئی اور آپ چونکہ حیض و نفاس سے پاک تھیں اس لئے آپ نے وہ عصر بھی پڑھی اور نماز مغرب بھی۔ ایک نماز بھی قضاء نہ ہوئی۔

"حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی (فاطمہ) انسانی حور ہے جسے کبھی حیض نہیں آتا"۔ (کربل کی ہے یاد آئی ص ۴۹ بحوالہ امام نسائی)

امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خصائص میں بیان کرتے ہیں۔

"آپ کو حیض نہیں آتا تھا۔ جب آپ کے بچے کی ولادت ہوتی تو اسی وقت پاک ہو جاتیں حتیٰ کہ کبھی آپ کی نماز قضاء نہیں ہوئی اسی وجہ سے آپ کو زہراء کہا جاتا ہے"۔ (سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا)

جہان انسانیت میں توحید کا مقدس خیال زہراء
شرف میں وحدت، ادا امامت، جبیں، نبوت جمال زہراء
ہو جس پہ نازاں دل مصور وہ نقش حسن کمال زہراء
یہ شمع عرفان ایزدی ہے، یہ مرکز آل مصطفیٰ ہے

حسن سے مہدی تلک امامت کے سلسلے کی یہ ابتداء ہے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب اپنی والدہ محترمہ کے بطن اطہر میں تشریف لائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نو ماہ تک جنت کی خوشبو آتی رہی اور جب آپؑ پیدا ہوئیں تو یہ خوشبو ادھر سے ختم ہوگئی مگر سیدہ سے آتی رہی جس سے پتہ چل گیا کہ یہ اسی جنت کی کلی کی خوشبو تھی۔

بتول

جناب سیدہ کا ایک لقب بتول بھی ہے۔ بتول اس لئے کہا جاتا ہے کہ بتول بتل (وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا) سے ہے۔ اس کا معنیٰ ہے کاٹنا' جدا کرنا' آپ بھی فضیلت اور طہارت نسب کے اعتبار سے دنیا کی تمام عورتوں سے جدا ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکی کے مطابق آپ کی شان حضرت مریم علیہا السلام سے بھی اس وجہ سے زیادہ ہے کہ آپ حضور نبی محتشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس کا حصہ ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا! اے فاطمہ کیا تو اس فضیلت سے خوش نہیں کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔

یہ مصحف آل مصطفیٰ میں مثال ''یٰسین'' محترم ہے۔
نہ پوچھ اس کی بلندیوں کو آسمان بھی تہ قدم ہے۔
اسی کے جلوؤں سے ہے یہ دنیا اس کی غیبت رخ عدم ہے۔
اسی کی چوکھٹ کو دیکھنے سے آسماں کی کمر میں خم ہے۔
کیا ہے دونوں جہاں میں حق نے کچھ اس طرح انتخاب اس کا۔
کہ مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے سوا جہاں میں نہیں ہے کوئی جواب اس کا۔

راضیہ

آپ کے اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی رضا پر راضی رہنے والی تھیں۔ اس کا حوالہ آپ کو آپ رضی اللہ عنہا کے خصائل حمیدہ میں مل جائے گا۔

سیدۃ النساء اہل الجنۃ سیدۃ النساء العالمین

یہ لقب اس وجہ سے کہ آپ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اس کی تفصیل احادیث کے باب میں مل جائے گی۔

زاکیہ

یہ لقب آپ رضی اللہ عنہا کا نہایت اعلیٰ اخلاق و عادات کا مالک ہونے کی وجہ سے ہے۔

طاہرہ

آپ رضی اللہ عنہا کو پاک باز ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

مطہرہ

یہ لقب پاک صاف خاتون اور دوسری خواتین کے دل پاک کرنے والی کی بناء پر کہا گیا ہے۔

سیدہ زاہرہ طیبہ و طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

فضائل سیدۃ النساء بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ اللعالمین
آں امام اولین و آخرین

ہے مصطفیٰ دا چین تے قرار فاطمہ

مولا علی دی شان دا شنگھار فاطمہ

بنت رسول پارسا طیبہ تے طاہرہ

شرم و حیا دے ملک دی سالار فاطمہ

(سلام اللہ علیہا)

حدیث ۱) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر پہ بیان فرماتے ہوئے سنا ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ نے اپنی بیٹی کا علی سے نکاح کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے۔ میں انہیں یہ اجازت نہیں دیتا۔ میں انہیں یہ اجازت نہیں دیتا۔ میں انہیں یہ اجازت نہیں دیتا۔ ماسوائے اس صورت کے کہ ابن ابی طالب پہلے میری بیٹی کو طلاق دیں پھر وہ ان کی بیٹی کے ساتھ شادی کرلیں۔ میری بیٹی میری جان کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے بے چین کرتی ہے وہ مجھے بھی بے چین کرتی ہے اور جو اسے اذیت پہنچاتی ہے وہ مجھے بھی اذیت پہنچاتی ہے۔

(صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۱۸۳' ترمذی ج ۲ حدیث ۱۸۰۱' سنن ابن ماجہ ج ۱ حدیث ۲۰۶۹)

۲) ''حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور اس کی ناراضگی مجھے پسند نہیں۔ خدا کی قسم کسی شخص کے پاس رسول اللہ اور دشمن خدا کی بیٹیاں جمع نہیں ہوسکتیں''۔

(صحیح مسلم شریف ج ۳ حدیث ۶۱۸۵ ص ۳۴۱' سنن ابن ماجہ ج ۱ حدیث ۲۰۷۳ ص ۵۵۷)

۳) ''حضرت مسروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات آپ کے پاس موجود تھیں۔ کوئی ایک بھی غیر موجود نہیں تھی۔ اسی دوران فاطمہ وہاں آگئی۔ ان کی چال بالکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کے مطابق تھی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے دیکھا تو انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: میری بیٹی کو خوش آمدید پھر آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا اور پھر سرگوشی میں ان سے کچھ کہا تو وہ خوب روئیں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے ان کی بے قراری دیکھی تو دوسری مرتبہ سرگوشی میں ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی تمام ازواج کی موجودگی میں بطور خاص آپ سے سرگوشی میں کچھ کہا تو آپ رونے لگیں۔ جب نبی اکرم ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ نے آپ سے کیا کہا تھا تو انہوں نے جواب دیا: میں نبی اکرم ﷺ کے راز کو افشاء نہیں کروں گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا میرا آپ پر جو حق ہے میں آپ کو اس کی قسم دے کر یہ دریافت کرتی ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ نبی اکرم ﷺ نے آپ سے کیا کہا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں! اب میں بتا سکتی ہوں۔ جب آقا علیہ السلام نے پہلی مرتبہ میرے ساتھ سرگوشی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے جبرائیل علیہ السلام سال میں ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر سے کام لینا کیونکہ میں تمہارا اچھا پیشرو ہوں گا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ تو مجھے رونا آ گیا جو آپ نے دیکھ ہی لیا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے میری بے قراری دیکھی تو آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ سرگوشی میں مجھ سے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن خواتین کی سردار ہو۔

(ایک دوسری روایت میں ہے کہ تم اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے ملو گی) (صحیح مسلم ج ۳ حدیث ۶۱۸۹ ص ۳۴۳ 'غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ 'امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ 'امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وامام طیالسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم)

۴) ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو عادات و اطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا''۔

(جامع ترمذی ج ۲ حدیث ۱۸۰۶ ص ۶۴۷، غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، و امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ و ابن سعد وغیرہم

۵) ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے خصوصی دعا فرمائی۔ اے اللہ! میں اپنی اس بیٹی اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں''۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۶) ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی بھی شخص حضرت حسن بن علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں تھا''۔ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

۷) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماں کی اولاد کا عصبہ (باپ) ہوتا ہے۔ جس کی طرف وہ منسوب ہوتی ہے۔ سوائے فاطمہ کے بیٹوں کے، کہ میں ہی ان کا ولی اور میں ہی ان کا نسب ہوں''۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۸) ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میرے نسب اور رشتہ کے سوا قیامت کے دن ہر نسب اور رشتہ منقطع ہو جائے گا''۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و امام بزار رحمۃ اللہ علیہ)

۹) ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور کہا اے فاطمہ! خدا کی قسم میں نے آپ کے سوا کسی شخص کو حضور نبی اکرم ﷺ کے نزدیک محبوب تر نہیں دیکھا اور خدا کی قسم! لوگوں میں سے مجھے بھی آپ کے والد محترم کے بعد کوئی آپ سے زیادہ محبوب نہیں''۔

(عرفان السنۃ ص ۲۸۶ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ)

۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک فاطمہ نے اپنی عصمت و پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی اولاد کو آگ پر حرام فرمادیا ہے''۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام بزار رحمۃ اللہ علیہ و امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۱۱) ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا''۔

(عرفان السنۃ ص ۲۸۷ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۲) ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل ان کے بابا جان یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی شخص کو نہیں پایا''۔

(عرفان السنۃ ص ۲۸۷ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳) ''حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بابا جان یعنی نبی اکرم ﷺ کے سوا میں نے سیدہ فاطمہ سے زیادہ سچا کائنات میں کوئی نہیں دیکھا''۔

(عرفان السنۃ ص ۲۸۸ بحوالہ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴) ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے

محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے جدا کر دیا ہے"۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۵) "حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ قیامت کے دن ایک نداء دینے والا پردے کے پیچھے سے آواز دے گا۔ اے اہل محشر اپنی نگاہیں جھکالو تا کہ فاطمہ بنت مصطفیٰ گزر جائیں"۔

(عرفان السنۃ ص ۲۷۷، غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ وخطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۶) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیائے کرام علیہم السلام قیامت کے دن سواری کے جانوروں پر سوار ہو کر اپنی اپنی قوم کے مسلمانوں کے ساتھ میدان محشر میں تشریف لائیں گے اور صالح اپنی اونٹنی پر لائے جائیں گے اور مجھے براق پر لایا جائے گا۔ جس کا قدم اس کی منتہائے نگاہ پر پڑے گا اور میرے آگے آگے سیدہ فاطمہ ہوں گی"۔

(عرفان السنۃ ص ۲۷۸ غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷) "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علی، فاطمہ، حسن و حسین اور ہم سے محبت کرنے والے سب روز قیامت ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ قیامت کے دن ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلے کر دیئے جائیں گے"۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۸) "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مجھے براق پر اور فاطمہ کو میری سواری عضباء پر بٹھایا جائے گا"۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۱۹) "حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ روز قیامت عرش کی گہرائیوں سے ایک نداء دینے والا آواز دے گا۔ اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکا لو اپنی نگاہیں نیچی کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے گزر جائیں۔ پس آپ

گزر جائیں گی اور آپ کے ساتھ حورعین میں سے چمکتی بجلیوں کی طرح ستر ہزار خادمائیں ہوں گی"۔ (غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ بحوالہ امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۰) "حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی سیدہ فاطمہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گی کہ اس پر عزت کا جوڑا ہوگا جسے آب حیات سے دھویا گیا ہے۔ ساری مخلوق اسے دیکھ کر دنگ رہ جائے گی۔ پھر اسے جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ جس کا ہر حلہ ہزار حلوں پر مشتمل ہوگا ہر ایک پر سبز خط سے لکھا ہوگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو احسن صورت، اکمل ہیبت، تمام تر کرامت اور بے پناہ عزت و احترام سے جنت میں لے جاؤ۔ پس آپ کو دلہن کی طرح سجا کر ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں جنت کی طرف لایا جائے گا"۔

(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۱) "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے"۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۲) "حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک فاطمہ میری ٹہنی ہے جس چیز سے اسے خوشی ہوتی ہے اس چیز سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس چیز سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے"۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

۲۳) "حضرت جمیع بن عمیر تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب تھا؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "فاطمہ" عرض کیا گیا مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا: ان کے شوہر جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بہت

زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو عبادت کیلئے بہت قیام کرنے والے تھے"۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۷۶۵)

۲۴) "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ ہوتیں"۔

(بروایت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۵) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے اور حضرت فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہو"۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

اسی کے بچے ہنر سکھاتے ہیں دھر کو کیمیا گری کا
اسی نے اپنے گداگروں کو مزاج بخشا ہے افسری کا
اسی کا گھر مخزن ہدایت یہی ہے محور پیمبری کا
اسی کے نقش قدم کی مٹی سے راز ملتا ہے بوذری کا
اسی کی خوشبو کا نام جنت ہے گنگناتی ہوا سے پوچھو
جناب زہراء کے مرتبے کو خود رسول خدا سے پوچھو

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ سے تمہاری شادی

کر دی ہے اور تمہارے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ کے طور پر مجلس نکاح میں شریک کیا گیا اور شجر ہائے طوبیٰ سے فرمایا۔ ان پر موتی اور یاقوت نچھاور کرو پھر دلکش آنکھوں والی حوریں ان موتیوں اور یاقوتوں سے تھال بھرنے لگیں۔ جنہیں تقریب نکاح میں شرکت کرنے والے فرشتے قیامت تک ایک دوسرے کو بطور تحائف دیں گے۔

امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری حدیث شریف میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتے نے آ کر عرض کیا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے۔ میں نے آپ کی بیٹی فاطمہ کا نکاح ملاء اعلیٰ میں علی بن ابی طالب سے کر دیا ہے۔ پس آپ زمین پر بھی فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیں۔

مناقب خوارزمی میں تزویج علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کے سلسلہ میں طویل روایت آئی ہے جس کو روضۃ الشہداء میں مفسر قرآن ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے ”کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت الفردوس سے قدرے سنبل اور لونگ لے کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے کر سونگھا اور فرمایا اے جبرائیل! یہ لونگ وغیرہ لانے کی کیا وجہ ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہشت بریں کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کو آراستہ کرے تو وہ مزین ہو گیا۔ طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ خود کو زریں برگ وبار سے بارآور کر لے۔ ہر حور وعین کو ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی اپنی تزئین کر لے فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت المعمور کے گرد جمع ہو جائیں وہاں پر نور کا منبر ہے جس پر بیٹھ کر حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے خطبہ پڑھا۔

بعد ازاں بارگاہ خداوندی کے حاجبوں میں سے راحیل فرشتے کو اللہ تعالیٰ

نے حکم فرمایا کہ اس منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے کیونکہ وہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ شیریں کلام ہے پس راحیل نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی تو تمام آسمانوں پر رہنے والے شاد باد اور مسرور ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ میرے حبیب کی صاحبزادی فاطمہ کا علی سے عقد کر دے تو راحیل نے ان دونوں کا نکاح پڑھا۔ اس پر فرشتوں نے گواہی دی اور کاتبان قضا و قدر نے اس عقد نامے پر اپنی مہریں ثبت کر دیں۔ اسکے ساتھ ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی یہ سب احوال اس ریشمی کپڑے پر تحریر ہیں۔ جسے میں فرمان خداوندی کے مطابق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میں نے اس پر کستوری سے مہر لگادی ہے اور چاہتا ہوں اسے رضوان خادم بہشت کے سپرد کر دوں نیز یہ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا معاملہ انجام پذیر ہوا تو جنت الفردوس کے درختوں نے سنبل اور لونگ نچھاور کیے جن میں سے قدرے بطور تحفہ آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں۔

نکاح کے وقت شجر طوبیٰ کو حکم ہوا تو اس نے اپنی زریں پتے نچھاور کیے۔ جنہیں حورالعین نے اٹھالیا اور وہ اس پر قیامت تک فخر کرتی رہیں گی۔ ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ طوبیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے محبان اہل بیت کی تعداد کے برابر پتے نچھاور کیے اور اہل بیت سے محبت کرنے والے تمام مردوں اور عورتوں کیلئے ان پتوں کو مخصوص کر دیا گیا۔

بعد ازاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی طرح زمین پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی و فاطمہ کا عقد کرنے کا حکم دیا ہے۔

مدارج النبوت میں علامہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں

کہ ۲ ہجری میں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت بقول صحیح' اظہار نبوت سے پانچ سال قبل ہے اور حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے ان کا نکاح ۲ ہجری ماہ رمضان المبارک میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ماہ رجب میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ماہ صفر میں اور بعض کے نزدیک غزوۂ احد کے بعد ہوا۔ بوقت نکاح سیدہ کی عمر شریف سولہ سال اور بعض کے نزدیک اٹھارہ سال تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر مبارک اس وقت اکیس سال پانچ ماہ تھی۔ (ابن عبدالبر کے نزدیک نکاح کے وقت سیدہ کی عمر شریف پندرہ برس تھی) روایتوں میں آیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیام دیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علت بیان کرتے ہوئے فرمایا میں ان کے نکاح میں وحی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اسی طرح جواب دیا۔ پھر ام ایمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ترغیب دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے کہا کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اور خواص میں سے ہیں آپ جا کر سیدہ کیلئے حضور کو پیغام دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا پیام رد فرما دیا تو میرا پیغام کیوں قبول فرمائیں گے۔ صحابہ نے کہا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہت زیادہ مقرب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور آپ کو سلام کیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اے ابوطالب کے فرزند کیا بات ہے۔ کیسے ہمارے پاس آنا ہوا۔ عرض کیا میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام اپنے لئے پیش کرنے آیا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا اھلا فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس وقت میں

رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا اس وقت حضور ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو نزول وحی کے وقت طاری ہوئی اور آپ ﷺ اس میں مستغرق ہو گئے۔ اس کے بعد جب وہ کیفیت دور ہوئی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے انس! رب العرش کے پاس سے میرے حضور جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی المرتضیٰ کے ساتھ کر دو۔ تو اے انس جاؤ ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر اور جماعت انصار کو بلا لاؤ۔ جب یہ سب حاضر ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے بلیغ خطبہ پڑھا پھر حمد الٰہی میں فرمایا اس پر رب العزت کی حمد و ثنا ہے اور نکاح کی ترغیب ہے۔ اس کے بعد سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر ہوا اور فرمایا اے علی تم قبول کرتے ہو اور راضی ہو؟ حضرت علی نے جواب دیا مجھے قبول ہے اور راضی ہوں۔ پھر سرور دو عالم ﷺ نے ایک طباق کھجوروں کا لیا اور جماعت صحابہ پر بکھیر کر لٹایا پھر حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

بَارَكَ اللهُ عَلَيْكُمَا وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا وَلَدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا

اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت دے اور تمہیں نیک پاک اولاد عطا فرمائے۔

آپ ﷺ نے جب تمام اجتماع میں عقد فرما دیا اور سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاں رخصت فرما دیا اور نماز عشاء کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پانی پر دم کیا روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے معوذتین پڑھ کر اس پانی کو دونوں پر چھڑکایا اور پھر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اے اللہ میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمَا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمَا اَللّٰهُمَّ كَمَا اَذْهَبْتَ عَنِّی الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَنِیْ

فَطَهِّرْهُمَا

اے اللہ یہ دونوں جانیں مجھ سے ہیں اور میں ان کا ہوں اے اللہ جس طرح تو نے مجھ کو پاک بنایا ہے اسی طرح ان دونوں کو پاک بنا۔

اس کے بعد فرمایا: اپنی خواب گاہ میں جاؤ اور دعا فرمائی۔

''اے اللہ! ان کے درمیان محبت و الفت شامل فرما اور ان میں اور ان کی اولاد میں برکت دے اور ان سے پریشانی کو دور فرما۔ ان کے نصیب کو نیک گردان' ان پر برکت نازل فرما اور ان سے بکثرت پاک اولاد پیدا فرما''۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم اس سے راضی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے دو شخصوں کو برگزیدہ فرمایا جن میں سے ایک تمہارے والد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسرا تمہارا شوہر (رضی اللہ عنہ)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا:

''کیا تم راضی نہیں کہ میں نے تمہارا نکاح اس سے کیا ہے جو ازروئے اسلام سب سے پہلے مسلمانوں میں سے ہے اور علم کے اعتبار سے سب سے دانا ترین ہے تم میری امت کی عورتوں میں سب سے بہترین ہو۔ جس طرح کہ مریم (علیہا السلام) اپنی قوم میں تھیں''۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا:

''میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے جو دنیا میں نیک بخت اور آخرت میں صالحین میں سے ہے''۔

سیدہ کا جہیز مبارک

سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے جہیز کی تو کوئی حد نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا

فرمایا ہے۔ایک مرتبہ ایک منافق نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے کہا اگر تم میری لڑکی سے شادی کرتے تو میں تمہیں اتنا جہیز دیتا کہ اونٹوں کی قطاریں لگ جاتیں۔سیدنا علی المرتضٰی حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ شادی نہ تقدیر سے اور نہ تدبیر سے ہوئی بلکہ امر الٰہی سے ہوئی ہے جو سب سے بڑا جہیز ہے اور دنیا کے مال و متاع پر تو میری نظر ہی نہیں جب آپ یہ جواب دے چکے تو غیب سے ندا آئی۔اے علی رضی اللہ عنہ! اوپر دیکھو آپ نے اوپر دھیان فرمایا تو دیکھا کہ تمام آسمان پر اونٹوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں کہ ان پر بہشت کے انعام و اکرام کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔آپ نے فرمایا اے منافق مجھے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا وہ جہیز دکھایا ہے جو روئے زمین میں قیامت تک کسی نے نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکے گا۔

پھر بھی دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جہیز عطا فرمایا اس میں دو جوڑے اور دو بازو بند نقرئی اور ایک چادر' ایک پیالہ' ایک چکی' دو گلاس' ایک مشک اور ایک کٹورہ پانی پینے کا' دو رضائی جو کتان سے بھری ہوئی تھیں چار گدے دو اون سے بھرے ہوئے اور دو لیف یعنی کھجور کی چھال سے بھرے ہوئے تھے۔ (روضۃ الشہداء)

اسی کے نقش قدم کی برکت نے ماہ و انجم کو نور بخشا
اسی کے در کے گداگروں نے ہی آدمی کو شعور بخشا
اسی کی خاطر تو حق نے صحرا کو جلوۂ کوہ طور بخشا
جو اس کا غم لے کے مر گیا ہے خدا نے اس کو ضرور بخشا
یہ سوچ عقل و شعور بھی ہے دل فروع و اصول بھی ہے
زمیں پہ ہو تو علی کی زوجہ' فلک پہ ہو تو بتول بھی ہے

شادی اور جہیز کے ذکر میں محبت بھرے اشعار

مبارک ہے وہ دن لاریب رجب کے مہینے میں
نکاح حضرت زہراء ہوا جس دن مدینے میں
وہ زہراء ہاں وہی زہراء رسول اللہ کی بیٹی
وہی زہراء شہنشاہوں کے شہنشاہ کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے مجسم نور کی دختر
وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی دختر
مہاجر اور انصار اکابر جمع تھے سارے
اتر آئے تھے گویا دن کو اس تقریب میں تارے
نہ کوئی باجا گاجا تھا نہ کوئی شور و ہنگامہ
نہ شہنائی نہ نقارہ نہ دف تھی نہ دمامہ
نہ رنگا رنگ پوشاکیں نہ کنگن تھا نہ سہرا تھا
وہی تھے شاہ مرداں اور وہی مردانہ چہرہ تھا
رسول اللہ خود موجود تھے محراب مسجد میں
کمی کرتا کوئی پھر کس طرح آداب مسجد میں
جہیز ان کو ملا جو کچھ شہنشاہ دو عالم سے
ملا ہے درس ہم کو سادگی کا فخر عالم سے
متاع دنیوی جو حصہ زہراء میں آئی تھی
کھجوری کھردرے سے بان کی اک چارپائی تھی
مشقت عمر بھر کرنا جو لکھا تھا مقدر میں
ملیں تھیں چکیاں دو تا کہ آٹا پیس لیں گھر میں

گھڑے مٹی کے دو تھے اور اک چمڑے کا گدا تھا

نہ ایسا خوشنما تھا یہ نہ بدزیب اور بھدا تھا

بھرے تھے اس میں روئی کی جگہ پتے کھجوروں کے

یہ وہ ساماں تھا جس پر جان و دل قربان حوروں کے

وہ زہراء جن کے گھر تسنیم و کوثر کی تھی ارزانی

ملی تھی مشک ان کو تا کہ خود لایا کریں پانی

ملا تھا فقر و فاقہ ہی مگر اصلی جہیز ان کو

کہ بخشی تھی خدا نے اک جبین سجدہ ریز ان کو

چلی تھی باپ کے گھر سے نبی کی لاڈلی پہنے

حیا کی چادریں عفت کا جامہ صبر کے گہنے

ردائے فقر بھی حاصل تھی توفیق سخاوت بھی

کہ ہونا تھا اسے سرتاج خاتونان جنت کی

پدر کے گھر سے رخصت ہو کے زہراء اپنے گھر آئی

توکل کے خزانے دولت مہر و وفا لائی

(شاہنامہ اسلام)

سیدہ خاتون جنت کو شادی کا بلاوا اور آپ کی پوشاک مبارک

ایک روز حضور رسالت مآب ﷺ دیوار کعبہ سے پشت مبارک لگائے مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے کہ قریش کی عورتوں کی ایک جماعت لباس فاخرہ پہنے ہوئے آپ کے پاس آئی اور ان عورتوں نے آپ ﷺ سے کہا اے محمد! اگرچہ ہم آپ کی ملت سے بیگانہ ہیں مگر نسبت و قرابت کے لحاظ سے آپ سے الگ نہیں ہیں ہم سب ایک شہر کے رہنے والے اور ہم خانہ ہیں اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ آپ سے کلی طور پر رشتۂ رحم کو منقطع کرلیں۔ آج آپ کی فلاں رشتہ دار لڑکی کی فلاں لڑکے کے ساتھ شادی ہے جس کے جشن عروسی میں ہم لوگ حصہ لے رہے ہیں آپ بھی اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وہاں پر بھیج دیں۔ تاکہ یہ بھی جشن عروسی کو دیکھے اور رسم اپنائیت کو بجا لائے۔ نیز یہ کہ اپنی تشریف آوری سے ہمارے گھر کو رونق اور ہماری مجلس کو زینت بخشے۔

حضور رسالت مآب ﷺ نے کچھ دیر توقف کرنے کے بعد فرمایا اچھی بات ہے تم جاؤ ہم فاطمہ کو بھیج دیں گے۔ وہ عورتیں چلی گئیں تو حضور رسالت مآب ﷺ جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے جان پدر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خلقت کے ساتھ خلق سے پیش آؤں اور دشمن کے آزار و جفا کو تحمل سے برداشت کروں اور ان کے زہر نفاق کا مقابلہ شکر کی شکر سے کروں۔

آج عرب کی عورتیں تیرے باپ کے پاس یہ درخواست لے کر آئی ہیں کہ تو ان کے گھر جائے اور ان کے عقد و عروسی کے موقعہ پر ان کے ہاں موجود رہ کر شادی میں شرکت کرے میں نے ان کی یہ بات قبول کر لی ہے کہ تجھے وہاں بھیج دوں گا تیرا اس امر میں کیا مشورہ ہے۔

جناب سیدہ زہرا علیہا السلام نے عرض کی کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

کا حکم درست اور کافی ہے میں حکم کی بندی ہوں اور آپ کے حکم سے سرتابی نہیں رکھتی۔

مرا تو جان عزیزی و شاہ محترمی
بہر چہ حکم کنی بروجود من حکمی

بعدازاں جناب سیدہ نے کہا ابا جان! میں آپ کے حکم کے مطابق ان کی مجلس میں ضرور جاؤں گی مگر حیران ہوں کہ کون سے کپڑے پہنوں اور کس لباس میں وہاں جاؤں ان عورتوں نے نہایت خوبصورت کپڑے پہنے ہوں گے اور نہایت قیمتی لباس سے آراستہ ہوں گی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے پرانی چادر اور پرانے کپڑوں میں دیکھ کر طعنہ زنی کریں اور میری حالت پر افسوس کرتے ہوئے میرا مذاق اڑائیں۔ وہاں پر عتبہ کی بیوی شیبہ کی بیٹی اور ابوجہل کی بہن فضول گو کج فہم اور رعونت بھری بے ادبوں کے ساتھ وہاں پر موجود ہوں گی اور مجھے اس حال میں دیکھیں گی۔

ابا جان! آپ عرب کی لڑکیوں کی لاف وگزاف کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ حمالۃ الحطب جو کہ آپ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی ہے اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ جسے آپ کی غیبت کے سوا کام ہی نہیں یہ دونوں بھی اس مجلس میں موجود ہوں گی۔

ابا جان! آپ کے ضمیر منیر پر اچھی طرح روشن ہے کہ یہ سب میری والدہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھیں اور ہر روز ان کے حضور میں حاضری دیتی تھیں۔ آج یہ سب دیبائے رومی، خز مصری، بردیمنی اور حلہ عراقی پہنے قیمتی زیورات سے آراستہ ہو کر بیٹھی ہوں گی۔ علاوہ ازیں وہ زرد جواہر سے مزین تاج سروں پر رکھے ہوئے زربخت کے تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوں گی جبکہ میرے سر پر وہ چادر ہوگی جس میں کہیں تو کھجور کی چھال کی اور کہیں اون کے دھاگے کی پیوندکاری

کی گئی ہے۔

ابا جان! جب میں ان حالات میں ان کی مجلس میں جاؤں گی تو وہ مجھے دیکھ کر یہ نہیں کہیں گی کہ اس لڑکی کا حال دیکھو! جب اس کی والدہ کا عقد ہوا تھا تو اس کی گردن میں خراج مملکت کا ہار تھا اور اب یہ لڑکی ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

اے پدر بزرگوار! اگرچہ ان عورتوں سے یہ راز پوشیدہ نہیں اور وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ گلستان نبوت میں نشوونما پانے والا اور جوئبار رسالت سے بلند ہونے والا درخت ریشمی ملبوسات اور خوبصورت زیورات کا طالب نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا کی کسی متاع غرور پر فریفتہ نہیں ہوتا مگر یہ ان تمام صورتوں کی نگاہ ظاہری سے دیکھتی ہیں اور نگاہ بصیرت سے اس کا مشاہدہ نہیں کرتیں۔

ابا جان! اگر آج میری والدہ ماجدہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا موجود ہوتیں تو ان عورتوں میں یہ داعیہ نہ پیدا ہوتا اور نہ ہی ان کے ذہنوں میں کبھی خیال پیدا ہوتا۔ اب جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں چلی گئی ہیں تو میں ان کے فراق کی خزاں میں بلبل بے قرار کی طرح خوشبوئے گلزار پر گریہ کناں ہوں اور عرب کی عورتوں کے خار طعن سے شرمندگی کے باعث ماں کو یاد کر کے زار و قطار رو رہی ہوں۔

جناب سیدہ علیہا السلام نے یہ کہا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بیٹی کا یہ حال دیکھا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اشکبار ہو گئے اور روتے ہوئے فرمایا۔

اے جان پدر غمزدہ نہ ہو لباس فاخرہ اور قیمتی زیورات ہمارے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتے۔

گو ہدہد کے سر پر تاج ہوتا ہے مگر اس کی بدبو مشام کی تکلیف کا باعث ہے۔ اگرچہ مور کا لباس نہایت خوبصورت اور چمکدار ہوتا ہے مگر اس کے سیاہ پاؤں اسے

رسوا کر دیتے ہیں۔ آج جو پھول کی طرح زرد و سرخ لباس پہن کر تکبر کے باغ میں جلوہ گری دکھاتا ہے کل بے قیمت کانٹے کی طرح جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا۔

ابوجہل کی بہن اگر آج جہالت سے طوق زریں گردن میں پہنتی ہے تو کل قیامت کے دن اس کی گردن میں طوق آتش ہوگا۔ عتبہ کی بیٹی اگر آج عیش و عشرت کے گاؤ تکیے پر ٹیک لگا کر بیٹھتی ہے تو آخرت میں اس کا عتاب اس کے پیچھے ہوگا۔ اے میری بیٹی! باعث فخر گلیم فقر ہے کیونکہ کلیم اللہ گلیم پہن کر طور کی بلندیوں کے محرم اور قبۂ نور کے مقرب بنے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا یہ گفتگو فرما رہے تھے کہ رب جلیل کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی۔

یارسول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی میں شرکت کیلئے کہیں کیونکہ ان کے وہاں جانے سے عجیب و غریب اسرار و احوال کا ظہور ہوگا اور ان لوگوں میں سے بعض عورتیں ان کے قدوم کی برکت سے ان کا شکار ہو کر کفر کی قید سے نجات حاصل کرلیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیغام سن کر جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو فرمایا۔ اے میرے جگر کے ٹکڑے! ابھی ابھی اللہ تعالیٰ کی وحی اور قواعد امر و نہی لانے والے طاؤس ملائکہ آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ سے میرے پاس آیا تھا اور اس نے اللہ رب العزت کا پیغام دیا ہے کہ فاطمہ کو قریشیہ عورتوں کی مجلس عروسی میں جانے کیلئے کہوں۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی اے میرے ابا جان! اے سید البشر اور شفیع محشر میں آپ کی فرمانبردار ہوں۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ دنیا سرائے ماتم ہے اور ماتم کدہ میں نظارۂ عروسی عجیب سا لگے گا مگر اب جبکہ حکم خداوندی

آ گیا ہے تو مجھ میں مجال توقف نہیں۔

پس جناب بتول زہراء سلام اللہ علیہا فقر کا آنچل اوڑھے اور خود کو ردائے عصمت میں چھپا کر باپ کے گھر سے بغیر کسی خادمہ اور حاجبہ کے اس طرح روانہ ہوگئیں جس طرح آفتاب عالمتاب اکیلا سفر کرتا ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے پھٹے پرانے لباس کی حفاظت کیلئے اسے لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا۔ دختران قریش اور خواتین عرب آنکھیں کھولے اور کان لگائے جمع تھیں جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عالی قدر صاحبزادی پرانی قمیض اور اون کا آنچل زیب بدن کئے تشریف لائیں تو ان عورتوں کو آپ کا یہ پھٹا پرانا لباس اس طرح معلوم ہوا جس طرح سونے کی تاروں کے لباس پر لعل و جواہر سے نقش و نگار بنائے گئے ہوں۔ آپ کے لباس کی زیب و زینت دیکھ کر قریشیہ عورتوں کی آنکھوں میں اندوہ رشک کے آنسو ٹپکنے لگے اور حسرت کی آگ ان کے سینوں میں شعلہ زن ہوگئی۔ وہ انہی اندیشوں میں گم تھیں کہ آواز آئی جناب فاطمہ آ گئی ہیں۔ پھر جب حضرت زہراء رضی اللہ عنہا نے ان کے گھر میں قدم مبارک رکھا تو اس گھر کی دیواریں آپ کے نور کی شعاؤں سے اس طرح جگمگانے لگیں جیسے آفتاب طلوع ہو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رسم جاہلیت کی بجائے اسلام کے طریقہ پر سلام کیا۔

حاضرین مجلس اس قدر متحیر تھے کہ مجال جواب نہ رہی تاہم وہ دیکھ رہے تھے کہ بنت خیر البشر ﷺ خراماں خراماں تشریف لے آئی ہیں اور آپ کا حلہ نور جس کی مثال چشم زمانہ نے کوئی لباس نہیں دیکھا تھا۔ آپ کے پاؤں مبارک میں گھسٹ رہا ہے۔ در شہوار، یاقوت آبدار، لعل درخشندہ، فیروزۂ رخشندہ اور تابندہ زمرد جیسے جواہر پارے جن کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جائیں آپ کے تاج مبارک میں

جڑے ہوئے تھے۔ جس کی مثال دنیا کی کسی کان کے زر خالص میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی کسی سنار کا ہاتھ ان تک پہنچا تھا مروارید کی لڑیاں آپ کے لباس مبارک کے چاروں طرف لٹک رہی تھیں۔ بہر حال! آپ کے لباس اور زیورات کی چمک دمک ہر جہت سے انوکھی اور خیرہ کن تھی علاوہ ازیں بہشت کی حوریں اور پاکیزہ کنیزیں آپ کی خدمت گاری کیلئے آپ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ کسی نے آپ کی ردائے اقدس کا پلو تھام رکھا تھا تاکہ زمین پر گھسٹنے سے غبار آلود نہ ہو جائے کسی نے آپ کے آنچل مبارک کو احترام واکرام سے پکڑ رکھا تھا۔ تاکہ اسے مٹی نہ لگ جائے' کوئی آپ کو مصفا پنکھے سے ہوا دے رہی تھی۔ کوئی خوشبودان میں عود سلگائے آپ کی خدمت میں حاضر تھی۔ تاکہ آپ کے صدقہ سے اہل عالم کے مشام معطر ہو جائیں۔

ایک طرف آپ کے دشمنوں کی بدنظری کو دفع کرنے کیلئے حوران بہشتی کالا دانہ جلا رہی تھیں اور دوسری طرف آپ کے محبان کیلئے دعا کر رہی تھیں۔ جناب سیدہ زہرا طیبہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ عنہا اس رعب وداب اور شکوہ وسطوت کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوئیں کہ خواتین عرب کے فہم وادراک کا شیشہ سیاہ ہو گیا۔ وہ بے اختیار ہو کر اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور کہنے لگیں یہ کس سلطان کی بیٹی اور کس خاقان کی حرم ہے۔ یہ کون خاتون ہیں جن کے چہرۂ کا نور آفتاب و ماہتاب پر غالب آ گیا ہے۔ اور ان کا یہ لباس کہاں سے آیا ہے کہ ایسا لباس شاہان عرب کے خزانوں میں بھی نہیں شاید یہ کپڑے مصر و اسکندریہ کے دستکاروں کے مرہون فن ہیں اور ان کا دھاگہ روم وفرنگ کے ہنرمندوں نے تیار کیا ہے۔

انہیں کیا معلوم کہ یہ لباس خانۂ غیب سے ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پوشاک انہیں اطلس اور دیبا کی صورت میں دکھائی گئی ہے۔

بہر حال! جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں تو ان کے تمام اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہوں نے کانپتے ہوئے تخت کی مسند جناب سیدہ کیلئے خالی کر دی اور سب نے شرمندہ و منفعل ہو کر اپنے سر آپ کے حضور میں جھکا دیئے۔

جمع شدہ کافروں کی مدد و توفیق جب ان عورتوں سے منقطع ہو گئی تو وہ اس مجلس سے فرار ہو گئے اور اس صورت کو حضور سرور کائنات ﷺ کے سحر پر محمول کرنے لگے اور جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا اے بنت مصطفیٰ ہم نے آپ کو تکلیف دی ہے ہوسکتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر کوئی بات ناگوار گزری ہو اس لئے ہمیں حکم فرمائیں تا کہ آپ کی خوشنودیٔ خاطر کا سامان مہیا کیا جائے۔ آپ بتائیں کہ آپ کون سا کھانا اور کون سا مشروب پسند فرمائیں گی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری خوشی کا باعث نہ طعام ہے نہ مشروب اس لئے کہ میری اور میرے والد محترم کی صفت بھوک ہے۔ میرے ابا جان! کا فرمان ہے۔ جُوْعِ یَوْمَیْنِ وَاَشْبع یَوْمًا یعنی میں دو روز بھوکا رہتا ہوں اور ایک دن سیر ہوتا ہوں۔ اگر تم لوگ میری اور میرے والد گرامی کی خوشی بلکہ رضائے خدا کے طالب ہو تو اپنے پاؤں ظلمت کدۂ کفر سے باہر نکال کر روشنی اور ایمان کی فضا میں آ جاؤ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یگانگت سے آشنائی حاصل کر لو اور شرک سے بیگانہ ہو جاؤ۔

حاضرین نے آپ کی گفتگو سنی اور آپ کی کرامت و بزرگی کا مشاہدہ کیا تو کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنا شرع کر دیا اور جناب سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے قدموں کی برکت سے ایمان کی سعادت اور دولت سرمدی حاصل کر لی۔

(روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۲۷۵)

''کساء'' میں آئی تو پنجتن کے شرف کی شان بن گئی ہے
''نساء'' میں بیٹھی تو تربیت گاہ دین و ایمان بن گئی ہے
سمٹ کے دیکھا تو ''ب'' کے نقطے کی زیر شان بن گئی ہے
بکھر کے سوچا تو فاطمہ خود تمام ''عرفان'' بن گئی ہے
جہاں میں رمز شعور وحدت کی عارفہ تھی امین زہراء
مباہلہ کی صفوں میں دیکھو تو دیں کی فتح مبین زہراء

سیدہ کی عبادت وریاضت وتلاوت قرآن

حضرت فاطمۃ الزہرا طیبہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن کی تلاوت جاری رکھتیں۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر کیلئے تشریف لاتے تو راستہ میں سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے گزرتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی چلنے کی آواز سنتے تو نہایت درد محبت کے ساتھ فرماتے۔ اے اللہ العالمین! میری فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما''

(نواسہ سید الابرار بحوالہ الحیات ج۱)

''سیدنا امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض اوقات میں نے اپنی امی جان سیدہ خاتون جنت کو شام سے صبح تک عبادت وریاضت اور خدا کے حضور گریہ زاری نہایت عاجزی سے دعا والتجا کرتے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر اپنی دعائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا کرتیں''۔ (نواسہ سید الابرار بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پر گیا تو میں نے دیکھا کہ حسنین کریمین سو رہے ہیں اور سیدہ ان کو پنکھے سے ہوا دے رہی ہیں اور زبان مبارک سے قرآن مجید کی تلاوت جاری ہے۔ یہ دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں دوپہر کے وقت جب شدید گرمی پڑ رہی تھی میں سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے گھر پر حاضر ہوئی اور دروازہ بند تھا اور چکی کے چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے جانک کر دیکھا کہ سیدہ تو چکی کے پاس زمین پر سو رہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور ساتھ ہی حسنین کریمین کا گھوارہ خود بخود چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نہایت حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا پیش کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ پر نیند غالب کر دی ہے تا کہ اسے گرمی اور تنگی محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو سرانجام دیں۔

ایک مرتبہ مولائے کائنات سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا کہ پانی بھرتے بھرتے میرے سینہ میں درد ہو گیا ہے اور آپ کے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلاموں کی کمی نہیں ان سے عرض کر کے کوئی خادمہ ہی لے لو۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے ہاتھوں میں بھی آٹا پیس پیس کر چکی چلانے سے چھالے پڑ گئے ہیں اور تمام گھر کا کام بھی کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کاشانہ نبوت میں حاضر ہوئیں تو اتفاقاً اس وقت حضور پرنور نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود نہ تھے۔ سیدہ نے اپنے آنے کی غرض سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمائی اور واپس آ گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا کہ میری شہزادی آئی تھیں لیکن میں نہیں مل سکا وجہ معلوم ہوئی کہ آپ یہ پیغام مذکورہ دے کر چلی گئیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اپنی لخت جگر کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: اے پیاری بیٹی تم خادمہ کیلئے آئی تھی کیا تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے تم تمام گھر کا کام کاج کرتی رہو اور ذرا بھی تھکاوٹ محسوس نہ ہو

اور یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہوگا۔ عرض ابا جان ہاں! تو سرکار دو عالم مالک انس و جان غمخوار آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''جو تم نے مانگا ہے یعنی خادمہ اس سے بہتر تمہارے لئے یہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ پس یہ تمہارے لئے بہترین ہے اور تمہیں کبھی تھکاوٹ نہ ہوگی۔

حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہر محتاج دلش آں گو نہ سوخت
با یہودے چادر خود را فروخت

نوری وہم آتشی فرماں برش
گم رضائش و رضائے شوہرش

آں آدب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا

گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامان نماز

اشک او برچید جبریل از زمین
ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور شہزادی کونین رضی اللہ عنہا کی باہم محبت

سرور دو عالم نور مجسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حد درجہ کی محبت تھی اور جناب سیدہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کرتی تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو اپنی اولاد سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر

تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے مل کے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آ کر ملتے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لے گئے۔ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کے استقبال کیلئے گھر کے دروازہ پر آ گئیں اور آپ کا چہرہ مبارک چومنا شروع کر دیا اور رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا روتی کیوں ہو۔ عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے فاطمہ گریہ و زاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کیلئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا۔ جس میں اللہ تعالیٰ یہ کام دین اسلام نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے۔

ایک عام باپ بیٹی کی محبت کا رشتہ بڑا قوی ہوتا ہے تو یہ تو وہ بے مثال گھرانہ ہے کہ جس سے دو عالم سبق حاصل کرتا ہے۔ ملائکہ کی نظریں جن کے دیدار کو ترستی رہتی تھی۔ کیونکہ ان کی ہستی تو کامل نمونہ تھی۔ اس لئے ان کی محبت کا تو سب سے افضل ترین عمل ہے۔ یہاں ہم نے طوالت مضمون کے ڈر سے صرف ایک دو احادیث

پیش کی ہیں باقی تو آپ نے احادیث کے باب میں مطالعہ کر رہی لیا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے' ان کی خبر گیری کرتے' کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش کرتے اگر سرور دو عالم ﷺ کے گھر میں فقر و فاقہ ہوتا تو بیٹی کے گھر میں بھی یہی کیفیت ہوتی۔ حضور ﷺ کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ ﷺ اس میں سے کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہ کو بھی بھجواتے۔ اگر کہیں سے کوئی کھانے پینے کی چیز آ جاتی تو آپ ﷺ اس میں سے بھی سیدہ فاطمہ کا حصہ ضرور نکالتے اور ان کو بھجوا دیتے۔ کہیں سے کپڑا آتا تو وہ بھی بقدر مناسب سیدہ فاطمہ کو بھیجتے۔ اگر کہیں دعوت پر تشریف لے جاتے اور سیدہ گھر میں بھوکی ہوتیں تو میزبان کی اجازت سے ان کیلئے کچھ کھانا بھیج دیتے۔

ازواج مطہرات سے محبت

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکہ معظمہ میں ہی انتقال ہو گیا تھا اور ان کے بعد حضرت سودہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور سید دو عالم ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اپنی شادی سے پہلے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان دونوں ماؤں کے ساتھ بڑے پیار اور محبت کے ساتھ رہیں۔ تاہم شادی کے بعد بھی سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے دوسری امہات المومنین کے ساتھ بھی اچھے' پاکیزہ اور خوشگوار تعلقات رہے۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نزدیک ان کی بڑی قدر و منزل تھی اور سب ان سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ خصوصاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ان سے خاص تعلق تھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعدد فضائل و مناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔

جب جناب سیدہ کی شادی ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے اہتمام میں خاص حصہ لیا۔ وہ خود بیان فرماتی ہیں۔

عقد کے بعد فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کیلئے ایک مکان تجویز کیا گیا۔ ہم نے بطحا کے کنارے سے نرم مٹی منگوائی اور اپنے ہاتھوں سے اس میں بچھائی' فرش تیار کیا' لپائی کی' پھر کھجور کی چھال اپنے ہاتھوں سے مل کر دو تکیے کیے۔ چھوہارے اور منقے دعوت میں پیش کیے۔ لکڑی کی ایک الگنی تیار کی تا کہ اس پر پانی کی مشک اور کپڑے لٹکائے جائیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیاہ سے کوئی اچھا بیاہ میں نے نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ ایک تابعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔

اے ہماری ماں یہ تو بتائیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا۔ فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا)

اسی طرح کی اور بھی بہت سی روایات ہیں۔ بلکہ احادیث کے باب میں آپ نے مطالعہ کیا ہے کہ زیادہ احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فضائل فاطمہ میں موجود ہیں۔

شرم وحیا

حیا کی ملکہ وفا کی آیت حجاب کی سلسبیل زہراء
کہیں ہے معصومیت کا ساحل کہیں شرافت کی جھیل زہراء
جہان موجود میں نبی ہے' وجود حق کی دلیل زہراء
حضور زہراء بشر سے ہٹ کر ملائکہ کے سلام بھی ہیں
کہ اس کے سائے میں پلنے والے حسین جیسے امام بھی ہیں

جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پردہ کی نہایت پابند اور حد درجہ کی حیادار تھیں۔

ایک دفعہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا

''بیٹی عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے''۔

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک نابینا صحابی حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اندر چلے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا انہیں دیکھ کر کوٹھری میں چھپ گئیں۔ جب وہ چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی تم چھپ کیوں گئیں؟ ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں۔

جناب سیدہ طیبہ طاہرہ زاکیہ عابدہ زاہدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''بابا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ نابینا ہیں تو میں تو ایسی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں''۔

سیدہ رضی اللہ عنہا کے پردہ کی انتہا یہ تھی کہ عورتوں کا جنازہ پر بغیر پردہ کے نکلنا پسند نہ تھا اور اسی بناء پر اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈال دیا جائے اور جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

ایثار وسخاوت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ساری رات باغ سینچا اور اجرت میں جو تھوڑی سی رقم حاصل کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا۔

''میں بھوکا ہوں''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرضیکہ سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا ○ (سورہ الدھر)

''اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔

ایک دفعہ قبیلہ بنوسلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا ''کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے''۔

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اللہ عزوجل کی بنوسلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں''۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے؟ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نومسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔ پھر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام

کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب سیدہ نے پوچھا:

"کون ہے؟"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی۔

"اے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے؟

سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہوکر فرمایا:

"اے سلمان! خدا کی قسم؟ آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں۔ لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ۔ اور اس سے کہو کہ فاطمہ بنت محمد کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ خوراک دے دو"۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ حیرت زدہ ہوگیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

"اے سلمان خدا کی قسم! یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر تورات میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے باپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا"۔

اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی واپس بھیج دی۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کیلئے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیں۔ انہوں نے کہا:

"اے میرے آقا کی لخت جگر ان میں سے کچھ بچوں کیلئے رکھ لیجئے"۔

جناب سیدہ خاتون جنت نے جواب دیا:

"اے سلمان جو چیز میں راہ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کیلئے جائز نہیں"۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روٹیاں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ روٹیاں اعرابی کو دے دیں اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی۔

"یاالٰہی فاطمہ تیری بندی ہے اس سے راضی رہنا"۔

ایک دفعہ کسی نے سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ عنہا سے پوچھا: چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔

"تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔ والد بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' امام حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے' لیکن والدہ ماجدہ نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔

"اے اللہ کے رسول کی بیٹی میں دو وقت سے بھوکا ہوں۔ میرا پیٹ بھر دو"

والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا اور مجھ سے فرمایا:

"جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ' مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا"۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور غیبی رزق

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو سیدہ کو تین روز کے فاقہ سے دیکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ رِزْقًا عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا اَنْزَلْتَ عَلٰی مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ ○

"اے اللہ تو رزق نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اہل بیت پر جیسے تو نے نازل کیا رزق مریم بنت عمران پر"۔

اس کے بعد فرمایا بیٹی اندر جاؤ اور جو کچھ ہو وہ لے لو آپ جب اندر گئیں تو وہاں پر ایک طباق دیکھا جو جواہرات اور ثرید سے بھرا ہوا اس کے اوپر بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا تھا اور خوشبو آ رہی تھی۔

جناب سیدہ نے وہ طباق اٹھایا اور ابا جان کے پاس لے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی کھاؤ اللہ کا نام لے کر کھاؤ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین شہزادگان عظیمین نے تناول فرمایا۔

قرآن مجید میں آتا ہے کہ جناب مریم علیہا السلام کو ان کی عبادت گاہ میں جنت کا رزق دیا جاتا تھا۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ وہ رزق جنت کے پھلوں کی صورت میں ہوتا تھا اور اسی مقام پر مفسرین کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کیلئے غیب سے پکا پکایا گوشت اور روٹیاں آئیں۔

(سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قحط کے زمانے جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے پاس گوشت اور روٹیاں آئیں اور پھر ہم نے گوشت اور روٹیوں کو ایک جگہ ملا دیا ہم کو معلوم تھا کہ یہ کھانا اللہ کی طرف سے آیا ہے)

سرکار نے پوچھا! بیٹی یہ کھانا کہاں سے آیا؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا! اللہ کی طرف سے بیشک اللہ جس کو چاہے رزق بغیر حساب دیتا ہے۔ بیٹی کا جواب سن کر امام الانبیاء نے فرمایا سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مثل قائم فرمائی۔ پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل بیت کو جمع فرما کر کھانا کھلایا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے مگر کھانا ویسے ہی رہا اور پھر وہ کھانا جناب سیدہ نے ہمسائیوں میں تقسیم فرمایا:

دعوت اور کرامت

ایک دن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے دعوت کو قبول فرمایا۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جانے لگے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے قدم مبارک گننے لگے اور عرض کی حضور میری خواہش ہے کہ حضور کے ایک ایک قدم مبارک کے عوض ایک ایک غلام آزاد کر دوں۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جتنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ان کے گھر تک پہنچنے پر لگے تھے اتنے ہی غلام آزاد کئے۔

مولائے کائنات حیدر کرار شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس دعوت سے متاثر ہو کر حضرت سیدہ کونین علیہا السلام سے کہا کہ آج حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم مبارک کے بدلے ایک ایک غلام آزاد فرمایا ہے۔ کاش ہم بھی سرکار کی ایسی دعوت کر سکتے۔

جناب سیدہ علیہا السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے شوہر نامدار کی خواہش پر فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ ہم بھی ایسی دعوت کر لیتے ہیں۔ آپ ابا جان کو دعوت دے

آئیں۔ انشاء اللہ العزیز انتظام بھی ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی۔ دعوت کیلئے تشریف لائیں۔

حضور سید عالم ﷺ اپنے غلاموں کی کثیر جماعت لے کر مولائے کائنات علیہ السلام کے گھر تشریف لائے۔ ادھر سیدۃ النساء اہل الجنۃ علیہا السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

''یا اللہ تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور ان کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ میرا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے یا اللہ تو میری لاج رکھ اور غیب سے کھانوں کا انتظام فرما''۔

آپ نے یہ دعا مانگ کر ہانڈیوں کو چولہے پر چڑھا دیا اور التجا بارگاہ خداوندی میں پیش کر دی۔ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت کو جوش آیا اور ساری ہانڈیاں جنت کے کھانوں سے بھر گئیں۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان ہانڈیوں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے لگے۔ سب نے کھانا کھالیا پھر بھی کم نہ ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنا خوشبودار اور پر ذائقہ کھانا کھا کر حیران رہ گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو حیران دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کی آقا ایسا لذیذ کھانا کھا کر خوش ہیں۔

حضور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ عرض کی اللہ اور اس کا رسول جانے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا ہے۔ پھر حضرت

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے تنہائی میں سجدہ ریز ہو کر بارگاہ ایزدی میں التجاء کی کہ یا اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا تھا۔ اے اللہ جیسے تو نے کھانا بھیج کر میری لاج رکھی ہے ویسے ہی میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے وہ میرے گھر میں چل کر آئے ہیں' اپنے حبیب کی امت کے گناہ گار بندوں کو جہنم سے آزاد فرما دے۔

جناب سیدہ جب یہ دعا مانگ کر فارغ ہوئیں تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام بشارت لے کر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی صاحبزادی کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر کے یہ بشارت فرمائی ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرمایا ہے۔

بڑھے گی تا ابد شان علیؑ ہر آن زہراء کی
کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہراء کی
کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفیٰ ان کا
خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہراء کی
بیاں کیا شان ہو بنت نبی کی تجھ سے اے صائم
تھے چکی پیستے حور و ملک رضوان زہراء کی

جبریل علیہ السلام محبوب کی بیٹی کا درزی بن جا

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ننھے ننھے شہزادوں نے عرض کی کہ امی جان کل عید ہے۔ اس لئے ہمیں بھی نئے کپڑے دیں۔ ہم پرانے کپڑے نہیں پہنیں گے۔

سیدہ نے بچوں کو بہلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کر لیا کہ تمہیں عید کیلئے نئے کپڑے مل جائیں گے۔ پوری رات عبادت میں گزارنے والی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے تہجد کے نوافل کے بعد بارگاہ

خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر عرض کی!

"الٰہی فاطمہ تیری کنیز ہے اس کے وعدے کو پورا فرما۔ یااللہ تو جانتا ہے کہ میں نے بچوں کی ضد کی وجہ سے ان کے ساتھ نئے کپڑوں کا وعدہ کرلیا ہے۔ یااللہ تو جانتا ہے کہ تیری کنیز نے نہ ہی کبھی اپنے لئے سوال کیا ہے اور نہ ہی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی غلط وعدہ کیا ہے۔ یااللہ میرے وعدے کو ایفاء فرمادے"۔

صبح ہوئی تو شہزادگان عالی وقار نے نئے کپڑوں کا مطالبہ کردیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا میرے پیارے بیٹو تمہارے کپڑے لے کر درزی ابھی آنے والا ہے۔

ادھر یہ بات ہو رہی تھی کہ رحمت خداوندی کو جوش آ گیا جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا میرے محبوب کی بیٹی کے درزی بن کر جاؤ اور فوراً اس کے شہزادوں کیلئے جنت سے دو جوڑے لے کر پہنچ جاؤ۔

وصال پرملال

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا جان سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں چھ ماہ رو رو کر بڑی مشکل سے دن پورے فرمائے۔ یوم وصال سیدہ نے خود بخود غسل فرمایا اور پاکیزہ کپڑے زیب تن فرمائے اور نماز ادا کی۔

بعد ازاں اپنا داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو لیٹ گئیں اور فرمایا میں اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہی ہوں۔ چنانچہ ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری بروز منگل آپ کا وصال ہوا اور آپ ہجر و فراق کی کٹھن منزلیں طے کر کے اپنے والد گرامی کی بارگاہ میں پہنچ گئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے وصال کے بعد میری چارپائی یوں ظاہر طور پر اٹھائی جائے۔ (کیونکہ اس طرح میت

کا وجود پوری طرح چھپتا نہیں) وہ کہنے لگیں میں آپ کیلئے ایسی چیز بناؤں گی جو میں نے ارض حبشہ میں دیکھی تھی۔ آپ نے فرمایا وہ مجھے دکھاؤ۔ چنانچہ حضرت اسماء نے چند ٹہنیاں منگوائیں اور انہیں کاٹ کر ان کی ڈولی سی بنائی گئی تو اسے دیکھ کر آپ مسکرا پڑیں اور رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد میں نے اس وقت پہلی مرتبہ مسکراتے دیکھا۔ پھر ہم نے آپ کی رات کو تدفین کی۔

آپ کی اولاد طاہرہ

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام، سیدنا امام حسین علیہ السلام، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تولد ہوئے۔ اس پر تو سب کا اتفاق ہے۔ لیکن بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک محسن اور رقیہ بھی پیدا ہوئے لیکن صغر سنی میں انتقال کر گئے۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر فاروق سے ہوا۔ ان کے بطن مبارک سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار سے ہوا۔ (ہکذا فی البخاری فی مناقب فاطمہ) اور زید بن عمر کا انتقال اس روز ہوا جس روز ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا ہوا تھا۔ بنو عدی کسی بات پر جھگڑ رہے تھے زید صلح کرانے کیلئے تاریکی میں نکلے ان کی کوئی شناخت نہ کر سکا۔ ایک شخص کی ضرب ان کے سر پر لگ گئی۔ مغروب ہو کر راہگیر عالم بقا ہوئے۔ سیدہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا۔ میدان کربلا میں اپنے برادر مکرم و معظم سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔ گرفتاری کے بعد بھی انہوں نے نہایت صبر واستقامت سے جملہ مصائب کو برداشت فرمایا اور اہل بیت کی نگہبانی فرمائی اور اپنے لخت جگر کو بھی قربان کر دیا۔

سیدۃ النساء العالمین کی نماز جنازہ

آپ رضی اللہ عنہا جنت البقیع شریف میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ ان کی نماز جنازہ ایک قول کے مطابق جناب حیدر کرار علی المرتضیٰ علیہ السلام اور دوسرے قول کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسرے دن سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب نے مولائے کائنات علیہ السلام سے شکایت کی کہ ہمیں کیوں خبر نہ کی ہم بھی نماز کا شرف پاتے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے عذر خواہی میں فرمایا میں نے فاطمہ کی وصیت کی بناء پر ایسا کیا کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو رات کو دفن کرنا تا کہ نامحرموں کی آنکھیں میرے جنازہ پر نہ پڑیں۔ لوگوں میں مشہور بھی ہے اور روایات میں موجود بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازہ جنازہ پڑھائی اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام بھی شریک ہوئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نماز جنازہ پڑھائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں آپ کے ہوتے ہوئے آگے بڑھوں؟ ہاں میں اجازت دیتا ہوں آپ سیدہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

”ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت محمد رسول اللہ پر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی“۔

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر اقدس بقیع شریف میں ہے اور امام حسن علیہ السلام امام زین العابدین علیہ السلام اور عم الرسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبور منورہ ان کے پہلو بہ پہلو ہیں۔

یہ ایسی مشعل ہے جس کی کرنوں سے آگہی کے اصول چمکے
اسی کے دم سے زمانے بھر کی جبیں پہ نام رسول چمکے

نجوم کرنوں کی بھیک مانگیں جو اس کے قدموں کی دھول چکھے
کہاں یہ ممکن ہے چاند شب کو بغیر اذن بتول چمکے
یہ مجھ سے پوچھو تو عرض کر دوں' قیاس آرائیاں غلط ہیں
یہ چاند میں داغ کب ہے لوگو! جناب زہراء کے دستخط ہیں

خلیفۂ خامس وامام ثانی سید الاسخیاء

حضرت سیدنا امام

حسن مجتبیٰ

شبیہ مصطفیٰ علیہ السلام

عکس جلال حیدری

جمال مصطفیٰ کے نور کی روشن کرن تم ہو
جلال حیدری کا عکس اے سید حسن تم ہو
چراغ اہل بیت مصطفیٰ ہو تم میرے آقا
شہ والا رخ اسلام کی پوری پھبن تم ہو
بنے تھے راکب دوش امام الانبیاء تم بھی
امام الاولیاء ابن علیؑ شاہ زمن تم ہو
تمہارے عشق میں باد بہاری رقص کرتی ہے
گل رعنا، بہار جانفزا، حسن چمن تم ہو
پیا تھا زہر تو نے مصطفیٰ کے دین کی خاطر
لٹے تھے کربلا میں جس کے سب سرو سمن تم ہو
کیا سرسبز تیرے خون نے کشت شہادت کو
تمہیں خضر جہاں ہو دو جہاں کا بانکپن تم ہو
(سید خضر حسین چشتی)

خلیفۂ خامس وامام ثانی سید الاسخیاء سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی ''حسن''
کنیت ''ابو محمد''
القابات: تقی، زکی، سید مجتبیٰ، شبیہ الرسول وغیرہم ہیں۔

حسب ونسب کا ذکر ہم نے آپ کے والدین کریمین سعیدین کے باب میں پیش کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور سید الاولین والآخرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں اسی نسبت خاص کے باعث آپ کو سبط رسول بھی کہا جاتا ہے۔ بارہ اماموں میں آپ اپنے والد کریم مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعد امام دوم بھی ہیں۔ آپ آخری خلیفہ بھی ہیں یعنی آپ پر خلافت ختم ہوگئی۔

ولادت باسعادت

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ۱۵ رمضان المعظم ۳ ھ کی شب مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک ۳ ھ اور بعض نے ۲ ھ اور بعض نے ۴ ھ لکھا ہے۔ لیکن کثیر جماعت اکابرین نے ۳ ہجری لکھا ہے۔ (شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۴۱۹)

ابوبکر بن عبدالرحیم زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حسن بن علی بن ابی طالب جن کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں نصف رمضان ۳ ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام ابو یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت ۱۵ رمضان المعظم ۳ ھ لکھی ہے۔ (اسد لغابہ ج ا ص ۵۵۷) (الشرف المو بدلآل محمد ص ۱۶۲)

حضور تاجدار انبیاء ﷺ اپنے اس نواسے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت طیبہ پر اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا میرے فرزند کو لاؤ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک زرد رنگ کے کپڑے میں ملبوس کئے ہوئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کئے۔ حضور سید عالم ﷺ نے آپ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی۔

دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پہلے حضرت ام سلمہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ تم نے میری بیٹی فاطمہ کے پاس رہنا ہے اور جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے خبر دے دینا۔ میرے آنے تک کوئی کام نہ کرنا۔ چنانچہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے اور اپنا لعاب دہن مبارک حضرت امام حسن علیہ السلام کے منہ مبارک میں ڈالا اور پھر یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِكَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اے اللہ میں اس کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اس کی اولاد کو بھی اس شیطان کے شر سے جو تیری بارگاہ سے راندہ گیا ہے۔

عقیقہ

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت طیبہ کے ساتویں روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیقہ فرمایا اور آپ کے سر مبارک کے بال منڈوائے اور حکم دیا کہ ان بالوں کے مطابق (ہموزن) چاندی خیرات کی جائے۔ سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے عقیقہ کرنے کے وقت یہ دعا فرمائی۔

ترجمہ "اے میرے اللہ اس کی ہڈی بعوض مولود کی ہڈی کے ہے اور اس کا

گوشت بعوض اس کے گوشت کے ہے اور خون اس کا بعوض خون اس کے ہے اور بال اس کے بعوض مولود کے بال ہیں۔ اے اللہ اس قربانی عقیقہ کو محمد ﷺ اور اس کی آل کیلئے بچانے والا بنا"۔ (بحوالہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)

اور ساتویں روز ہی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ بھی کیا یہ تمام کام خود بنفس نفیس حضور اقدس ﷺ نے فرمائے۔

(شہادت نواسہ سید الابرار ص ۴۲۰، اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۵۶)

زمانہ طفولیت

قابوس بن مخارق سے مروی ہے کہ ام فضل نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا ایک عضو آپ کا میرے گھر میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ فاطمہ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جسے تم قثم (ام فضل حضرت عباس عم رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھیں۔ قثم ان کے بیٹے کا نام ہے مطلب یہ تھا کہ جو دودھ تم قثم کو پلا رہی ہو وہی دودھ اس کو پلاؤ گی) کا دودھ پلاؤ گی۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ام فضل نے ان کو قثم کا دودھ پلایا۔ یہ سارا واقعہ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے ام فضل کا دودھ پیا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ چھ سال اور چار مہینے اپنے نانا جان حضور سرور کائنات ﷺ کے سایۂ عاطفت میں رہے اور سات سال سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جیسی طاہرہ ماں کی آغوش کے زیر تربیت رہے اور تقریباً ۳۷ سال کا عرصہ اپنے والد کریم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیوض و برکات سے مستفیض رہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی پاکیزہ آغوشوں میں پرورش فرمانے والے امام جلیل میں یقیناً وہی تاثیر ہوگی جو ان عظیم ہستیوں میں ہے۔

شبیہ رسول

روایات صحیحہ میں اکثر موجود ہے کہ شبیہ رسول حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا حسن و جمال اپنے نانا جان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھا۔
حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حسن گردن سے لے کر روئے مبارک تک سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

(بحوالہ کنز العمال)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام سے زیادہ کوئی بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے زیادہ مشابہ نہ تھا۔

(بحوالہ شواہد النبوت)

ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھ کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں تو آپ نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا میرا باپ قربان اس بچہ پر یہ میرے آقا حضور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت ہی مشابہ ہے علی کے مشابہ نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہت مسکرائے۔

(بحوالہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)

عبادت وتلاوت قرآن میں خشوع وخضوع

سیدنا امام حسن مجتبیٰ شبیہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع فرماتے تو آپ پر انتہائی خشوع وخضوع طاری ہو جاتا۔ خشیت کے آثار ظاہر ہوتے اور تمام بدن کانپنے لگتا۔
حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تھے تو آپ کا بدن لرزتا تھا اور رنگ زرد ہو جایا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ

عابدین میں اعلیٰ عابد ہونے کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور
تیری خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ نہیں

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جب قرآن حکیم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے تو جہاں لفظ یَآیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا پڑھتے تو لَبَّیۡکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ فرماتے۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ کیفیت یہ تھی کہ ہر آیت کو نہایت غور و تدبر کے ساتھ پڑھتے جب جنت و نار کا تذکرہ پڑھتے تو تڑپتے اور بعد موت کے احوال پڑھتے تو بیشمار روتے تھے۔ (شہادت نواسۂ سید الابرار بحوالہ طبقات ابن سعد)

بحالت وضو خوف خداوندی

جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب بارگاہ ربوبیت صمدیت میں نماز کیلئے تیاری فرماتے تو آپ کا وضو فرمانا ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ رکھتا تھا اکثر روایات اس پر شاہد ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جب وضو فرماتے تو جسم اطہر کا ایک ایک عضو کانپنے لگتا تھا اور رنگ زرد ہو جایا کرتا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جو بھی رب العرش کے حضور کھڑا ہو اس پر یہ حق ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اس کے جوڑ جوڑ کانپنے لگیں۔ (بحوالہ احیاء العلوم امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

علمی مقام

جب بھی کوئی شخص (سائل) آپ سے سوال کرتا تو آپ فی الوقت اس کو قرآن مجید فرقان حمید کی آیات مبارکہ سے استدلال فرما کر جواب ارشاد فرماتے۔ ایک شخص نے مختلف محدثین (جن میں عبداللہ بن عباس جرالامۃ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے لوگ شامل ہیں) سے شاہد و مشہود کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاہد جمعہ کا دن اور مشہود قربانی کا دن ہے۔

جبکہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا شاہد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا (القرآن)

اور مشہود قیامت کا دن ہے جس کی دلیل یہ ہے۔

ذلك يوم مجموع له الناس وذلك يوم مشهود (القرآن)

(یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و وارثان خلافت راشدہ بحوالہ نور الابصار)

ایک مرتبہ آپ پر ایک قیمتی چادر دیکھ کر ایک یہودی نے (جو کہ نہایت ہی مفلس تھا جس کا چمڑے کا پھٹا ہوا لباس پیاس سے شدت کی گرمی میں ہونٹ خشک اور پانی کا مٹکا کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا) آپ سے اس حدیث پاک کے بارے میں سوال کیا کہ جس میں حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے اور پھر اپنی حالت اور سیدنا امام حسن کی حالت کو سامنے رکھ کر جواب دینے کی التماس کی۔ آپ نے فرمایا: اے یہودی! جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جنت میں تیار کر رکھی ہیں اگر تو وہ دیکھ لے تو تجھے یقین ہو کہ میں اس دنیا میں اس قدر ناز و نعم میں رہ کر بھی قید خانے میں ہوں اور جو عذاب اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے رکھا ہے اگر تو وہ دیکھ لے تو تجھے اپنی موجودہ ذلت و رسوائی کی حالت بھی جنتیوں کی سی لگے۔

حج برہنہ پا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ شبیہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیدل کئے۔ آپ کی سواری کی اونٹنیاں آپ کے ہمراہ تھیں مگر آپ ان پر سوار

نہیں ہوتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ کریم کی بارگاہ میں سوار ہو کر جاؤں۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ نے بیس حج پیدل کئے۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان پاپیادہ حجوں میں اکثر امام حسن رضی اللہ عنہ برہنہ پا (ننگے پاؤں) چلتے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر آپ کے پاؤں مبارک میں ورم پڑ جایا کرتے تھے۔

اکثر قافلے سوار ہو کر راستے میں جب آپ کو پیدل سفر کرتے دیکھتے تو حجاج و امیران حجاج اپنی سواریوں سے آپ کی عزت کی خاطر اتر جایا کرتے تھے تو آپ ان کے قریب جا کر فرماتے ایسا نہ کرو تم میں کمزور بھی ہیں۔ ہم نے تو عادت بنا لی ہے کہ حج کیلئے پیدل سفر کرنا ہے۔

شان بردباری و عفو و درگزر

۱) ایک دن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے دولتکدہ میں چند ساتھیوں کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے کہ آپ نے غلام کو سالن لانے کو کہا جب وہ لے کر آیا تو سالن کا برتن ہاتھ سے گر پڑا اور ٹوٹ گیا اور سالن کا کچھ حصہ آپ علیہ السلام پر گر پڑا۔ غلام یہ واقعہ دیکھ کر گھبرایا۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھا تو جھٹ (فوراً) یہ آیت پڑھی وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ (غصہ کو پی جانے والے) آپ نے فرمایا میں نے غصہ کو پی لیا۔ اس نے پھر آیت کا اگلا حصہ پڑھا۔

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسَ (اور لوگوں سے درگزر کرنے والے) آپ نے فرمایا جاؤ میں نے معاف بھی کر دیا۔ اس نے پھر آیت کا تیسرا حصہ پڑھا۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (احسان والوں سے اللہ محبت فرماتا ہے) آپ نے فرمایا جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا ہے۔

۲) آپ علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں حالت نماز میں ایک شخص نے آپ پر

حملہ کر دیا اور خنجر کا وار کیا۔ اس پر آپ نے بجائے حکومتی اختیارات استعمال کرنے کے خطبہ میں صرف اتنا فرمایا۔

''اے اہل عراق اللہ سے ڈرو ہم تمہارے امیر ہیں اور مہمان ہیں''۔

اور ہم وہ اہل بیت ہیں کہ جن کی پاکی کا بیان خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۴) مروان جو آپ کا بدترین مخالف تھا اور حکمران ہو کر ہر جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان اقدس میں اور سیدنا امام حسن علیہ السلام کی شان میں گالیاں بکتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس کے پاس پیغام بھیجا۔

''اگر تو سچا ہے تو اللہ تجھے تیری سچائی کی جزائے خیر دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ سخت انتقام لینے والا ہے۔ خدا کی قسم! میں تیری گالیوں کے جواب میں گالی دے کر کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا اور جو تو نے کہا اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ مقرر ہے''۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو مروان بہت زور زور سے رونے لگا اور آپ کے جنازے کو کاندھا بھی دیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل تو اپنے ظلم وستم سے ان کا کلیجہ خون کیا کرتا تھا اور آج روتا ہے۔ کہنے لگا میں اپنے مظالم ان پر کیا کرتا تھا جن کا حلم پہاڑ کے برابر تھا۔

تنگدستوں، مقروضوں اور حاجت مندوں کی مدد

باب شہر ولایت امام حسن   شاہ جود و سخاوت امام حسن
ابن خیبر شکن نور شاہ زمن   ماہ فلک امامت کی کیا بات ہے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک شخص کو ہی ایک ایک لاکھ درہم عطا فرما دیا کرتے تھے''۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دربار اقدس سے کبھی کوئی خالی نہ گیا تھا۔ آپ بہت بڑے سخی تھے۔ وہ سخی کیوں نہ ہو جس کی ماں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہے۔ جس کا بابا مولیٰ علی المرتضیٰ مشکل کشاء حاجت روا ہے۔ جس کے نانا کالی کملی والے رحمت عالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ

وہ ہیں عین نور ان کا سب گھرانہ نور کا

۱) ایک مرتبہ پیکر جود وسخا حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں ایک اعرابی آیا اور حاجت کیلئے سوال کیا۔ آپ نے اسی وقت حکم دیا کہ میرے خزانہ میں جو کچھ ہو اسے ابھی دے دو۔ چنانچہ وہ دس ہزار درہم تھے جو آپ نے اسے دے دیئے۔ سائل اعرابی نے عرض کیا اے سید آپ نے اتنا موقعہ بھی نہیں دیا کہ کچھ عرض کرسکوں آپ نے فرمایا ہمارے نفوس سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کرنے کے عادی ہیں۔ تاکہ سائل کی پیشانی شرم سے پسینہ پسینہ نہ ہو۔

قربان میں ان کی بخشش پر مقصد بھی زبان پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں
آواز کرم دیتا ہی رہا تھک ہار گئے لینے والے
منگتوں کی ہمیشہ لاج رکھی محروم کبھی لوٹایا نہیں

۲) ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بیٹھ کر یہ دعا کر رہا تھا۔ الٰہی مجھے دس ہزار درہم دے میں سخت مقروض ہوں اور تنگدست ہوں قرض لینے والے مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ آپ نے سن لیا اور دس ہزار درہم اس کو بھیج دیئے۔

۳) ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں ایک حاجت مند آیا اور عرض کیا حضور میں بہت ہی زیادہ مقروض ہوں اور اہل وعیال کا گزارہ بھی تنگدستی سے کرتا ہوں۔ آپ نے اس شخص کو ایک لاکھ درہم عنایت فرما دیئے۔

۴) ایک مرتبہ آپ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے اپنی تنگدستی' ناداری' کا حال بیان کیا۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کو بلایا اور فرمایا پچاس ہزار اشرفیاں ان کو دے دیجئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شخص سے پچاس ہزار اشرفیاں اٹھائی نہ گئیں تو اس نے دو مزدور بلائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں مزدوروں کی اجرت بھی عطا فرما دی۔

غلاموں نے عرض کیا حضور اب تو ہمارے پاس ایک اشرفی بھی نہیں بچی۔ آپ نے فرمایا اللہ کے ہاں اجر بھی ملے گا اور زیادہ بھی ملے گا۔

سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا۔ حضور آپ سائل کو کبھی خالی نہیں جانے دیتے خواہ آپ فاقہ ہی سے کیوں نہ ہوں۔ فرمایا میں خود بارگاہ الٰہی کا فقیر ہوں۔ اس لئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود گدا ہو کر کسی حاجت مند کو اپنے ہاں سے محروم لوٹاؤں۔ نیز میرا اللہ ہمیشہ مجھ پر فیضان فرماتا رہتا ہے اور میں بھی اس کا عادی ہو گیا ہوں۔

حضرت عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اپنا نصف مال اللہ کی راہ میں دیا نصف بھی اس طرح کہ ایک جوتی رکھ لیتے تھے اور ایک جوتی دے دیتے تھے اور دو مرتبہ اپنا پورا مال دے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ حسن بھی اسباط (سبط کے معنی اولاد اور اسباط اس کی جمع ہے مراد یہاں پیغمبروں کی اولاد ہے) میں سے ایک سبط ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس لایا گیا گرفتاری ایک غیر آباد ویران

مقام سے ہوئی تھی گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی۔ یہ کھڑا تھا اور ایک لاش خاک وخون میں تڑپ رہی تھی۔ اس شخص نے حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے اقبال جرم کرلیا۔ خلیفۃ المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ملزم اول سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں اقبال جرم کیا۔ اس نے کہا جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں قصاب ہوں میں نے جائے وقوعہ کے قریب بکرے کو ذبح کیا تھا۔ گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی میں جائے وقوعہ کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑگئی۔ لوگ کہنے لگے کہ یہی اس کا قاتل ہے۔ مجھے بھی اس کا یقین ہوگیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس لئے میں نے اقبال جرم ہی کرلینا بہتر سمجھا۔

اب دوسرے اقبال جرم کرنے والے سے دریافت فرمایا۔ اس نے کہا میں ایک اعرابی ہوں۔ مفلس ہوں۔ مقتول کو میں نے بطمع مال قتل کیا تھا۔ اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ میں ایک گوشہ میں جا چھپا اتنے میں پولیس آگئی اس نے پہلے ملزم کو گرفتار کرلیا۔ اب جب اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے جرم کو تسلیم کرلوں۔

یہ سن کر مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے فرزند ارجمند سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری اس مقدمہ میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اے امیر المومنین! اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک کی جان بچائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ترجمہ "جس نے ایک شخص کی جان کو بچالیا گویا اس نے سب لوگوں کی جان کو

بچالیا''۔

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مشورہ بڑا ہی پسند آیا۔ آپ نے دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کرنے کا حکم دیا۔

خوشحالی کی دعا

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ الخلفاء'' میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وامام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم بطور وظیفہ سالانہ ملا کرتا تھا۔ ایک سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ وظیفہ نہ بھیجا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بہت تنگ ہوگیا۔ ایک روز آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یاد دہانی کی خاطر خط لکھنے کیلئے قلم دوات منگوائی مگر آپ پھر رک گئے۔ رات کو آپ نے اپنے نانا آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا اے حسن رضی اللہ عنہ کیسا حال ہے؟ تو آپ نے عرض کیا اچھا ہوں اور پھر اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے آج اس خاطر قلم دوات منگوائی تھی کہ اپنے ہی جیسی مخلوق سے مدد مانگوں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں اور کیا کرتا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَکَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ اَللّٰھُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْہُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْہُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَہِ اِلَیْہِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْہُ مَسْأَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِہٖ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ○

ترجمہ ''اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید ڈال دے اور اپنے ماسوا سے میری

امید قطع کر دے۔ یہاں تک کہ اپنے علاوہ مجھے کسی کی امید نہ رہے اور اس سے میری قوت کمزور نہیں ہوتی اور نہ میرا عمل اس سے کوتاہ ہوا ہے۔ اور نہ میری رغبت انتہا کو پہنچی ہے اور نہ میرا سوال اس تک پہنچا ہے اور نہ ہی وہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ پس اے اللہ وہ مجھے بھی عطا کر جس سے تو نے اولین و آخرین کو عطا کیا ہے۔ یقین سے پس تو مجھے بھی اس کے ساتھ خاص فرما۔'' اے جہانوں کے پالنے والے''

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ دعا پڑھتے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پندرہ لاکھ درہم بھیج دیئے۔ میں نے کہا اس خدا تعالیٰ کا شکر ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو بھی نہیں بھولتا اور جو اس سے دعا کرتا ہے اس کو مایوس نہیں کرتا۔ اس کے بعد آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر خواب میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسن رضی اللہ عنہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا ہے۔ پھر میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ تو آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بیٹا جو شخص اپنے خالق سے مانگتا ہے اور مخلوق سے امید نہیں رکھتا اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا ہی ہوتا ہے۔

منصب خلافت

تاریخ الخلفاء، نور الابصار، سوانح کربلا، شہادت نواسہ سید الابرار، یاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و وارثان خلافت راشدہ وغیرہم میں معتبر حوالہ جات کے ساتھ درج ہے کہ مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا حاجت روا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ چھ ماہ اور چند دن تک خلیفہ رہے۔

یہاں میں ایک نکتہ پیش کرتا چلا جاؤں اور آپ ایمان سے اس بات کا فیصلہ فرمائیں کہ جو بندہ ایک دن بھی بلکہ ایک گھنٹہ بھی منتخب ہو کر کرسی صدارت پر بیٹھ جائے وہ صدر کہلانے کا حق دار ہو جاتا ہے تو حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام چھ ماہ تک خلیفۃ المسلمین امیر المومنین رہے تو پھر ثابت یہ ہوا کہ خلافت راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہی مکمل ہوتی ہے۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی شان کے مطابق یہاں آ کر خلافت کے تیس سال مکمل ہوئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ماہ ربیع الاول ۴۱ھ میں خلافت کو چھوڑا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے امر خلافت درج ذیل شرائط پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرما دیا۔

۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچے۔

۲) اہل مدینہ و حجاز اور عراق کے پاس جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت سے چلا آتا ہے ان سے کچھ نہ لیا جائے۔

۳) معاویہ رضی اللہ عنہ ' حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے قرض کو ادا کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ تمام شرائط مان لی قبول کر لیں اور صلح ہو گئی۔ ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ

حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ صلح فوج کی قلت اور کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں کی۔ امام کے ساتھ بیشمار فوج تھی اور جانبازی کیلئے مستعد تھی اور یک دل و یک جان آپ کی نصرت و حمایت کیلئے موجود تھی اور اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور صلح کا پیغام بھیجا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خیال فرمایا کہ اگر چہ میرے پاس قوت اور فوجی

طاقت بے شمار ہے لیکن فیصلہ بغیر جنگ کے نہ ہوگا۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کیلئے صلح کے پیغام کو قبول فرمایا۔

شبر نے زمانے کو مصیبت سے بچایا
آلام کو آرام سے دامن میں چھپایا
ہر دکھ کا مداوا کیا یوں ابن علی نے
ہر درد کو بس اپنے ہی سینے سے لگایا

اور یہ صلح یہ اس وجہ سے بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے منبر اقدس پر اپنے پہلو میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر فرمایا تھا۔

"میرا یہ بیٹا سید ہے یہ وہی بیٹا ہے جو آئندہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح فرمادے گا"۔

تو ظاہر ہوا کہ ایسا ہونا نہایت بہتر تھا۔ اس کو رسول خدا ﷺ اور خود سیدنا امام حسن علیہ السلام بہتر جانتے تھے۔ جاہل لوگ اس سے ناواقف تھے۔

چنانچہ جب امام حسن علیہ السلام نے منصب خلافت خالی کر دیا تو بعض لوگوں نے آپ پر مختلف اشاریوں اور طریقوں سے اعتراضات کئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھایا اور اپنے نانا جان حضور رحمت عالم ﷺ کا پیغام بشارت سنایا کہ اے لوگو! میں ہرگز یہ گوارہ نہیں کرسکتا تھا کہ تم لوگوں کو چند روزہ ملک کی حکومت کی خاطر مرواتا۔

وہ حسن مجتبیٰ سیدالاسخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
روح مہر ھدیٰ موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لُعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ)

سو ۴۱ھ میں خلافت راشدہ کی تکمیل ہوئی اور سیدنا امام حسن علیہ السلام کے بعد سلطنت و بادشاہت' امارت وملوکیت کا دور شروع ہوگیا۔ لہٰذا اس بارے میں ہمارے اولیاء وعلماء کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے بادشاہ ہیں' خلیفہ نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسن علیہ السلام

آل نبی کا پیار ہے ایماں کی زندگی
ان سے نہیں ہے پیار تو سب کچھ فضول ہے
جو جی میں آئے ان کے گھرانے سے مانگ لے
مالک یہ سب جہان کی آل رسول ہے

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے دروازے پر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہیں حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ اتفاق سے ان کو حاضر ہونے کی اجازت نہ ملی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام یہ خیال کر کے کہ جب انہوں نے اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کب اجازت دیں گے۔ واپس آ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ سیدنا امام حسن شہزادۂ رسول اس خیال سے واپس چلے گئے ہیں تو آپ فوراً حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے آپ کے تشریف لانے کی اطلاع نہ تھی۔ حضرت حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس خیال سے واپس آ گیا کہ

جب آپ نے اپنے بیٹے کو اجازت نہیں دی تو مجھے کب دیں گے؟ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم اس سے زیادہ اجازت کے مستحق ہو اور یہ بال سر پر اللہ تعالیٰ کے بعد کس نے اگائے سوائے تمہارے (یعنی تمہاری بدولت ہی راہ راست پائی اور تمہاری برکت سے اس مرتبہ کو پہنچا)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''آپ جب تشریف لایا کریں تو بغیر اجازت کے آجایا کریں''۔

حسن مجتبیٰ سید الاسخیاء

راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

برادران اسلام! اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت پاک کے درمیان کسی قسم کی عداوت یا رنجش نہیں تھی۔ بلکہ ان کے درمیان باہم محبت والفت کا رشتہ تھا۔ بیشک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار کا ادب واحترام اور محبت ومودت عین ایمان ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑنا بالواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہے۔ اگر کوئی شخص ان دونوں میں کسی کو بھی ظاہراً' باطناً' اشارۃً یا کنایۃً کفر منسوب کرتا ہے یا گالی دیتا ہے یا ان کی شان میں زبان درازی کرتا ہے تو وہ بدبخت دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہیں آسمان ہدایت کے دلنشیں تارے

نبی کی آل کے حبدار ہیں صحابہ کرام

علی کے ماننے والو! علی کے ساتھ رہو

علی کے یار ہیں غم خوار ہیں صحابہ کرام

نصیب ان کے زیارت شاہ عالم کی
عکوس مرکز۔ انوار ہیں صحابہ کرام
کیا نگاہ رسالت نے انتخاب ان کا
جبھی تو صاحب کردار ہیں صحابہ کرام
نبی تھی عرش کی زینت تراب یا جن کی
انہی کے زینت دربار ہیں صحابہ کرام

ازواج امام حسن علیہ السلام

آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی مقدسہ میں سو کے قریب نکاح فرمائے۔عورتیں اصرار کر کے آپ سے نکاح کرتیں تاکہ خاندان نبوت سے تعلق قائم ہو جائے۔ آپ ان کی دل جوئی اور غریب پروری کرتے ہوئے نکاح فرما لیتے اور اکثر دو تین دنوں کے بعد طلاق دے کر فارغ کر دیتے اور ساتھ اتنا مال دیتے کہ جو ساری عمر بھی ختم نہ ہوتا۔ (شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۴۲۴ بحوالہ تذکرۃ العمام' سوانح کربلا)

بازو ہیں اس طرح سے عطا پر تلے ہوئے
جیسے فلک پہ صلح کے پرچم کھلے ہوئے

آپ علیہ السلام کی چند ازواج کے نام یہ ہیں۔

۱) ام بشیر بنت ابو مسعود بن عتبہ
۲) خولہ بنت منظور بن ریان بن عمرو بن جابر
۳) فاطمہ بنت ابو مسعود عتبہ بن عمر بن ثعلبہ
۴) ام ولد
۵) ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبید اللہ
۶) رملہ

۷) ام الحسن

۸) تقفیہ

۹) امراء القیس

۱۰) جعدہ بنت اشعث

اولاد پاک

آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک کے متعلق جو روایات ملی ہیں ان کے مطابق آپ کی کل اولاد کی تعداد سترہ ہے۔ جن میں بارہ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں اور بعض کے نزدیک تیرہ بیٹے ہیں۔ لیکن نام بارہ کے آتے ہیں۔

صاحبزادوں کے اسماء

۱) حضرت زید رضی اللہ عنہ

۲) حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

۳) حضرت حسین الاثرم رضی اللہ عنہ

۴) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

۵) حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ

۶) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

۷) حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ

۸) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

۹) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

۱۰) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۲) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

صاحبزادیوں کے اسماء

۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۳) حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا

۴) حضرت ام الحسین رضی اللہ عنہا

۵) حضرت ام الحسن رضی اللہ عنہا

شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام

ابن سعد عمران بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا اور فرمایا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھا ہوا ہے۔ یہ خواب سن کر اہل بیت خوش ہوئے اور اس خواب کو سعید بن میسب سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو آپ کی عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ چند دنوں کے بعد شہید ہوئے۔

(تاریخ الخلفاء' اسد الغابہ' کربل کی ہے یاد آئی)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے آپ کو زہر دے دیا تھا۔ جسے یزید بن معاویہ نے پوشیدہ طور پر کہلا بھیجا تھا کہ انہیں زہر دے دو پھر میں تم سے نکاح کرلوں گا۔ زہر پلانے کی وجہ سے آپ کو دست آنا شروع ہو گئے اور یہ حالت ہوئی کہ ایک طشت اٹھاتے اور دوسرا رکھ دیا جاتا اور آپ کی بیماری ایسی تھی کہ جگر اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستوں میں نکلتی تھیں اور جب آپ کا وصال ہونے لگا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آ کر

عرض کی۔اے میرے برادر بزرگوار آپ کے پاس کون تھا جس نے یہ حرکت کی؟ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اسے مارنا چاہتے ہو؟ سیدنا امام حسین نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہی میرا قاتل ہے جو میرے گمان میں ہے تو میرا اللہ تعالیٰ سخت بدلہ لینے والا ہے اور اگر وہ قاتل نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بے گناہ کو قتل کرو۔اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے کتنی ہی مرتبہ زہر پلایا گیا لیکن ایسا سخت کبھی نہیں پلایا گیا سو اس بیماری کے باعث آپ کی شہادت ۴۹ ہجری میں ہوئی۔ ایک قول کے مطابق ۵۰ ہجری اور ایک قول کے مطابق ۵۱ ہجری میں ہوئی۔

چنانچہ آپ کو جنت البقیع کے مبارک قبرستان میں ان کی والدہ سیدہ النساء خاتون جنت فاطمۃ الزہرا' عابدہ' زاہدہ' طیبہ' طاہرہ علیہا السلام کی آغوش اقدس کے ساتھ دفن کیا گیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر رو رو کر اعلان فرمایا کہ لوگو آج جی بھر کر رو لو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محبوب دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔

لوح جہاں پہ فکر معراج فن کا نام
لکھتا ہے پنجتن کی حسین انجمن کا نام
سوچا خزاں کے عہد میں جب بھی چمن کا نام
آیا میری زباں پہ امام حسن کا نام
جس نے خدا کے دین کی صورت اجال دی
کتنے دلوں میں امن کی بنیاد ڈال دی

مجموعی فضائل

حسنین کریمین سعیدین علیہما السلام

در احادیث مبارکہ

۱) ''حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ حرب آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر جب تیسرا بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام بھی حرب رکھا پھر نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ محسن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں ان بچوں کے وہ نام رکھتا ہوں جو (پیغمبر) ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام تھے یعنی شبر اور شبیر اور مبشر'' (اسد الغابۃ ج ۱ ص ۵۶۷) (مرج البحرین ص ۱۵ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

۲) ''عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ دور جاہلیت میں پہلے کبھی نہیں رکھے گئے تھے''۔

(اسد الغابۃ ج ۱ ص ۵۶۸)

۳) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حسن وحسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ میرے بیٹے ہیں''۔ (مرج البحرین ص ۱۸ بحوالہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ وامام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۴) ''جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا۔ میرے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ علی رضی اللہ عنہ ان کو ساتھ لے گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ان کی تلاش میں متوجہ ہوئے تو انہیں پانی پینے کی جگہ پر کھیلتے ہوئے پایا اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں بچی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا''۔ (مرج البحرین ص ۱۸ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' دولابی رحمۃ اللہ علیہ)

۵) ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو اپنے نانا نانی کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے نہ بتاؤں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں بتاؤں جو اپنے ماموں اور خالہ کے لحاظ سے سب سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے نہ بتاؤں جو اپنے ماں باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ وہ حسن اور حسین ہیں۔ ان کے نانا اللہ کے رسول' ان کی نانی خدیجہ بنت خویلد' ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ' ان کے والد علی بن ابی طالب' ان کے چچا جعفر بن ابی طالب' ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب' ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں زینب رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ ان کے نانا' والد' والدہ' چچا' پھوپھی' ماموں اور خالہ (سب) جنت میں ہوں گے اور وہ دونوں (حسنین کریمین) بھی جنت میں ہوں گے۔ (مرج البحرین ص ۲۶ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۶) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دعا کی تھی۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے

محبوب رکھ اور جو اس سے محبت کرے اسے بھی محبوب رکھ"۔

(صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۲۵ حدیث ۶۱۳۲' جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷ حدیث ۱۴۷)

۷) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہیں جا رہا تھا۔ نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ کے ساتھ کوئی بات کی۔ یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار تک آ گئے لیکن پھر مڑ کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا بچہ کہاں ہے؟ بچہ کہاں ہے؟ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہم یہ سمجھے کہ شاید ان کی والدہ انہیں نہلا رہی ہوں گی یا کپڑے وغیرہ پہنا رہی ہوں گی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس سے محبت کرے اسے بھی محبوب رکھ"۔ (صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۲۵ حدیث ۶۱۳۳)

۸) "حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور باہر تشریف لائے آپ کے پاس کچھ لپٹا ہوا تھا۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا چیز ہے۔ میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو عرض کیا آپ نے کیا چیز لپیٹ رکھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم دونوں آپ کی رانوں پر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ یا اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ اور انہیں بھی جو ان سے محبت رکھیں"۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۰۷ حدیث ۱۷۰۴)

۹) "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر سوار دیکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کر

رہے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ"۔

(صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۲۶ حدیث ۶۱۳۳ جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۵۷ حدیث ۱۷۱۹)

۱۰) "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اہل بیت میں سے آپ کو کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ پھر آپ ان کو سونگھتے اور اپنے ساتھ چپٹاتے"۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۱۷ حدیث ۱۷۰۷)

۱۱) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حسن و حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۲ حدیث ۱۴۸، غایۃ الاجابہ ص ۱۹۴ بحوالہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

۱۲) "حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن و حسین کیلئے ارشاد فرمایا میں اس سے صلح رکھوں گا جو تم سے صلح رکھے گا اور اس سے لڑوں گا جو تم سے لڑے گا"۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۳ حدیث ۱۵۱) (مرج البحرین ص ۶۹ بحوالہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حسین علیہم السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا، جو تم سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا" (یعنی جو تمہارا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو تمہارا دوست ہے وہ میرا بھی دوست ہے)

(غایۃ الاجابہ ص ۱۹۳ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں (امام حسن و حسین) سے بھی محبت کرے''۔

(غایۃ الاجابہ ص ۱۹۴ بحوالہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ و امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ)

۱۵) ''حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو حضرت حسین سے محبت رکھے امام حسین اولاد میں سے ایک فرزند ہیں''۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۲۷ حدیث ۱۷۱۰)

۱۶) ''یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گئے۔ گلی میں حسین کھیل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے۔ لڑکا ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہنساتے رہے حتیٰ کہ اسے پکڑ لیا اپنا ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا اس کے سر کے اوپر کر لیا۔ پھر اسے چوم کر فرمایا حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں''۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۷ حدیث ۱۴۹)

۱۷) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر امام حسن علیہ السلام اور دوسرے کندھے پر امام حسین علیہ السلام سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو باری باری چوم رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آ کر رک گئے ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان سے محبت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ

سے بغض رکھا''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۱۹۹ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، وامام حاکم رحمۃ اللہ علیہ) (مرج البحرین ص ۱۱۳ بحوالہ امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۸) ''حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسنین کریمین علیہما السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کر آئے۔ پس ان میں سے جب ایک پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بازو اس کے گلے میں ڈالا۔ پھر دوسرا پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دوسرا بازو اس کے گلے میں ڈالا۔ بعد ازاں ایک کو چوما اور پھر دوسرے کو چوما اور فرمایا۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۲۰۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ) (مرج البحرین ص ۱۱۴ بحوالہ امام قضاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۱۹) ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حسن اور حسین علیہما السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر کھیل رہے تھے تو میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں حالانکہ وہ دونوں میرے پھول ہیں''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۲۰۴ بحوالہ امام بزار رحمۃ اللہ علیہ)

۲۰) ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں جس نے حسن اور حسین علیہما السلام سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس سے اللہ نے محبت کی اور جس سے اللہ نے محبت کی اللہ نے اسے جنت میں داخل کر دیا جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس پر اللہ کا غضب ہوا اور جس پر اللہ کا غضب ہوا اللہ نے اسے آگ میں داخل کر دیا''۔ (غایۃ الاجابۃ ص ۲۰۵ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

۲۱) ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

حسن و حسین علیہما السلام کیلئے فرمایا جس نے ان سے محبت کی اس سے میں نے محبت کی اور جس سے میں محبت کروں اس سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس کو اللہ محبوب رکھتا ہے اسے نعمتوں والی جنتوں میں داخل کرتا ہے"۔

(مرج البحرین ص ۵۶ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۲) "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں فاطمہ' حسن' حسین اور جو ہم سے محبت کرتے ہیں قیامت کے دن ایک ہی مقام پر جمع ہوں گے۔ ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا۔ تا آنکہ لوگ (حساب و کتاب کے بعد) جدا جدا کر دیئے جائیں گے"۔

(مرج البحرین ص ۵۸ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۳) "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں درخت ہوں۔ فاطمہ اس کی ٹہنی ہے۔ علی اس کا شگوفہ اور حسن و حسین اس کا پھل اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں۔ یہ سب جنت میں ہوں گے۔ یہ حق ہے حق ہے"۔

(مرج البحرین ص ۵۸ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ و امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۴) "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خیمہ میں قیام فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عربی کمان پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور خیمہ میں علی' فاطمہ' حسن اور حسین بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت جو اہل خیمہ سے صلح کرے گا۔ میری بھی اس سے صلح ہوگی جو ان سے لڑے گا میری بھی اس سے لڑائی ہوگی۔ جو ان کو دوست رکھے گا میری بھی اس سے دوستی ہوگی۔ ان سے صرف خوش نصیب اور برکت والا ہی دوستی رکھتا ہے اور ان سے صرف بدنصیب اور بدبخت ہی بغض رکھتا ہے"۔

(مرج البحرین ص ۷۱ بحوالہ امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۵) "ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین علیہما السلام کو پہلو میں اٹھائے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ کے ہاتھ میں پتھر کی ہانڈی تھی جس میں حسن کیلئے گرم سالن تھا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کے رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابوالحسن (علی) کہاں ہے تو سیدہ طاہرہ نے جواب دیا۔ گھر میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین علیہما السلام بیٹھ کر کھانا تناول فرمانے لگے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہ بلایا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری موجودگی میں کھانا کھایا ہو اور مجھے نہ بلایا ہو پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو ان سب کو اپنے کپڑے میں لے لیا اور فرمایا:

اے اللہ! جو ان سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ اور جو ان کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ"۔

(مرج البحرین ص ۶۷ بحوالہ امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام حسینی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۶) "ابو معدل عطیہ طفاوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ خادم نے عرض کیا۔ دروازے پر علی اور فاطمہ علیہما السلام آئے ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ایک طرف ہو جاؤ اور مجھے اپنے اہل بیت سے ملنے دو۔ آپ فرماتی ہیں میں پاس ہی گھر میں ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ پس علی، فاطمہ اور حسنین کریمین علیہم السلام داخل ہوئے۔ اس وقت وہ کم سن تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو پکڑ کر گود میں بٹھا لیا اور دونوں کو

چومنے لگے''۔ (مرج البحرین ص ۱۱۴ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ' امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۷) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے' ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین علیہما السلام کی آواز سنی دونوں رو رہے تھے اور دونوں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس ہی تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تیزی سے پہنچے اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی لینے کیلئے مشکیزے کی طرف بڑھے ان دنوں پانی کی سخت قلت تھی اور لوگوں کو پانی کی شدید ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاوٴں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر ان کو قطرہ تک نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ ایک بچہ مجھے دیں انہوں نے ایک کو پردے کے نیچے سے دے دیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا مگر وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی وہ اسے چوسنے لگا حتیٰ کہ سیرابی کی وجہ سے سکون میں آ گیا۔ میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی۔ جب کہ دوسرا ابھی اسی طرح مسلسل رو رہا تھا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی وہی معاملہ کیا یعنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی سو وہ دونوں ایسے خاموش ہوئے کہ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی''۔ (مرج البحرین ص ۷۸ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ' امام مزی رحمۃ اللہ علیہ ' امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ' امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ' امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ') (الخصائص الکبریٰ ص ۱۳۸ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۲۸ ''یزید بن ابو زیاد سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرے تو حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے''۔

(مرج البحرین ص ۷۵ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۹) ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ام ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا۔ حسن وحسین علیہما السلام گم ہوگئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ دن خوب نکلا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چلو میرے بیٹوں کو تلاش کرو۔ ہر ایک نے اپنا اپنا راستہ لیا اور میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل چلتے رہے حتیٰ کہ پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے۔ دیکھا کہ حسن وحسین علیہما السلام ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں اور ایک اژدھا (سانپ) اپنی دم پر کھڑا ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تیزی سے بڑھے تو وہ سانپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر سکڑ گیا پھر کھسک کر پتھروں میں چھپ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین علیہما السلام کے پاس تشریف لائے اور دونوں کو الگ الگ کیا اور ان کے چہروں کو پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان تم اللہ کے ہاں کتنی عزت والے ہو''۔

(مرج البحرین ص ۷۳ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ)

۳۰) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے تو حسن وحسین علیہما السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہوگئے۔ دونوں نے ان کو منع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو چھوڑ دو۔ ان پر میرے ماں باپ قربان ہوں''۔ (مرج البحرین ص ۷۴ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳۱) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو حسن اور حسین علیہما السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سے سر اٹھایا تو ان دونوں کو اپنے پیچھے سے نرمی کے ساتھ پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ سجدے میں گئے تو دونوں شہزادگان نے دوبارہ ایسے ہی کیا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی اس کے بعد دونوں کو اپنی مبارک رانوں پر بٹھا لیا''۔ (مرج البحرین ص ۸۲ بحوالہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

(۳۲) ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو حسن و حسین علیہما السلام دونوں میں سے کوئی ایک آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے سجدے سے سر انور اٹھاتے ہوئے ان کو ہاتھ سے تھام لیتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔تم دو سواروں کیلئے کتنی اچھی سواری ہے''۔ (مرج البحرین ص ۸۴ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳۳) ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین علیہما السلام کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا کہ آپ کے نیچے کتنی اچھی سواری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا ذرا یہ بھی دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں''۔ (مرج البحرین ص ۸۶ بحوالہ امام بزار رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام حسینی رحمۃ اللہ علیہ، امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳۴) ''امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ہے کہ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین سعیدین علیہما السلام کو اٹھائے

ہوئے انصار کی ایک مجلس سے گزرے تو انہوں نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا خوب سواری ہے! آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی کیا خوب ہے"۔

۳۵) "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ دو ٹانگوں اور دونوں ہاتھوں کے بل چل رہے تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک پر حسنین کریمین علیہما السلام سوار تھے اور آپ ﷺ فرمارہے تھے تمہارا اونٹ کیا خوب ہے اور تم دونوں کیا خوب سوار ہو"۔ (مرج البحرین ص ۸۹ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام صیداوی رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ' امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ وامام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ)

۳۶) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے سامنے رکے تو آپ ﷺ نے جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سلام کیا۔ اتنے میں حسنین کریمین علیہما السلام میں سے ایک شہزادہ گھر سے باہر آ گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اپنے باپ کے کندھے پر سوار ہو جا تو میری آنکھ کا تارا ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں ہاتھ سے پکڑا پس وہ حضور ﷺ کے دوش مبارک پر سوار ہو گئے پھر دوسرا شہزادہ حضور ﷺ کی طرف تکتا ہوا باہر آ گیا تو اسے بھی فرمایا۔ خوش آمدید۔ اپنے باپ کے کندھے پر سوار ہو جا تو میری آنکھ کا تارا ہے اور حضور ﷺ نے اسے اپنی انگلیوں کے سامنے پکڑا پس وہ حضور ﷺ کے دوسرے دوش مبارک پر سوار ہو گئے"۔

(مرج البحرین ص ۹۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)

۳۷) "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت حسن اور حسین علیہما السلام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں"۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۰۷ حدیث ۱۷۰۳' سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۶ حدیث ۱۲۳' غایۃ الاجابۃ

ص ۲۰۸، مرج البحرین ص ۴۱ بحوالہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

۳۸) ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں جن میں میں حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی شامل ہیں۔ (مرج البحرین ص ۴۴ بحوالہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام کنانی رحمۃ اللہ علیہ، امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ، امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ)

۳۹) ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین تمام جوانان جنت کے سردار ہیں''۔ (مرج البحرین ص ۴۴ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ) (اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۶۷)

۴۰) ''حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ حسن اور حسین کو گالی مت دینا کیونکہ وہ پہلی اور پچھلی تمام امتوں کے جنتی جوانوں کے سردار ہیں''۔ (مرج البحرین ص ۴۵ بحوالہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وامام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۱) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے نوجوانوں میں سے سب سے بہتر جوان حسن اور حسین ہیں''۔

(مرج البحرین ص ۴۶ بحوالہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، کنز العمال، امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)

۴۲) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کے ایک فرشتے نے (اس سے پہلے) میری زیارت کبھی نہیں کی تھی۔ اس نے میری زیارت کیلئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ حسن اور حسین تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں''۔ (مرج البحرین ص ۴۶ بحوالہ امام

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۳) ''عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین عرش کے دو ستون ہیں لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں مقیم ہو جائیں گے تو جنت عرض کرے گی۔ اے پروردگار! تو نے مجھے اپنے ستونوں میں سے دو ستونوں سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کر دیا۔ یہی تو میرے دو ستون ہیں''۔ (مرج البحرین ۹۷ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۴) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا اور کہا میں تم سے بہتر ہوں۔ دوزخ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں۔ جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے؟ دوزخ نے کہا کہ مجھ میں بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں۔ اس پر جنت خاموش ہو گئی۔ اللہ نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا تو عاجز و لاجواب نہ ہو میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کر دوں گا۔ پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے''۔ (مرج البحرین ص ۹۸ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۵) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو حضرت حسن اور حسین علیہما السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سے سر انور اٹھایا تو ان دونوں کو اپنے پیچھے سے نرمی سے پکڑ کر زمین پر بٹھا

دیا۔ جب آپ ﷺ دوبارہ سجدے میں گئے تو حسن اور حسین علیہما السلام نے دوبارہ ایسے ہی کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے نماز مکمل کرنے کے بعد دونوں کو اپنی مبارک رانوں پر بٹھالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہوکر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں انہیں واپس چھوڑ آتا ہوں۔ پس اچانک آسمانی بجلی چمکی اور آپ ﷺ نے حسنین کریمین علیہما السلام کو فرمایا کہ اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں داخل ہونے تک وہ روشنی برقرار رہی"۔ (مرج البحرین ص ۱۰۹ بحوالہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ' امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ' امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ' امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ' امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ)

۴۶) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے حسنین کریمین سعیدین علیہما السلام کشتی لڑ رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے حسن جلدی کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن کو ہی ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ کیونکہ جبرئیل امین علیہ السلام حسین کو جلدی کرنے کا کہہ کر داد دے رہے تھے"۔ (مرج البحرین ص ۱۱۱ بحوالہ امام ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ' امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ' امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ) (اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۶۹ طبع لاہور المیزان)

۴۷) "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت حسن علیہ السلام سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے مشابہ کوئی نہ تھا"۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۳۷ حدیث ۱۷۱۱)

۴۸) "حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا حضرت حسن بن علی علیہ السلام آپ ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے"۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۳۷ حدیث ۱۷۱۲)

۴۹) ''حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سینہ سے سر تک اور امام حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے تک آنحضرت ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے''۔ (جامع ترمذی ج۲ ص ۳۳۷ حدیث ۱۷۱۴)

۵۰) ''جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے بابا حضور رسول اکرم ﷺ کے مرض الوصال کے دوران حسن اور حسین کو آپ ﷺ کے پاس لائیں اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! انہیں وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حسن میری ہیبت و سرداری کا وارث ہے اور حسین میری جرأت و سخاوت کا''۔ (مرج البحرین ص ۳۸ بحوالہ امام شیبانی رحمۃ اللہ علیہ 'امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ 'امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ 'امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ 'امام محب طبری رحمۃ اللہ علیہ 'امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۱) ''حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کے مرض الوصال میں اپنے دونوں بیٹوں کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں لائیں اور عرض پرداز ہوئیں۔ یہ آپ ﷺ کے بیٹے ہیں انہیں کچھ وراثت میں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ حسن کیلئے میری ثابت قدمی اور سرداری کی وراثت ہے اور حسین کیلئے میری طاقت و سخاوت کی وراثت''

(مرج البحرین ص ۴۰ بحوالہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ 'امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ)

قارئین محترم! آپ نے احادیث مبارکہ کا مطالعہ کر کے مقام حسنین کریمین سعیدین شہیدین علیہما السلام کا اندازہ کرلیا ہوگا کہ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں کہ کبھی جبرائیل امین علیہ السلام داد دے رہے ہیں اور حضور نور مجسم رحمت عالم ﷺ ان کی خاطر خدا تعالیٰ کی عبادت میں اپنے سجدوں کو طویل فرما رہے ہیں کہیں مصطفیٰ ﷺ ان کو اپنے بیٹے کہہ رہے ہیں اور کہیں ان کے رونے کو برداشت نہیں کر رہے اور ان کو جنت کے نوجوانوں کا سردار بنایا گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جنت کو ان سے مزین کر دیا۔

سورج ابھی نہ جا تو حدِ مشرقین سے
جبرائیل! ایک پل کو ٹھہر تو بھی چین سے
اے موت، سانس روک، زمانے قیام کر
مصروف گفتگو ہے خدا خود حسین سے

کیونکہ حسنین کریمین سے محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت خدا سے محبت ہے۔

محمد کی چاہت دماغوں کی شاہی
محمد کی نفرت دلوں کی تباہی
محمد کی بخشش خدا کا خزانہ
محمد کی رنجش عذاب الٰہی
خالق نے کچھ اس طرح اتارے ہیں محمد
ہر دور میں ہر شخص کو پیارے ہیں محمد
اکثر در زہرا پہ یہ جبرائیل نے سوچا
پیغام کسے دوں کہ یہ سارے ہیں محمد
نہ پوچھ کیسے کوئی شاہ مشرقین بنا
بشر کا ناز، نبوت کا نور عین بنا
علی کا خون، لعاب رسول، شیر بتول
ملے ہیں جب یہ عناصر تو پھر حسین بنا

سید الشہداء امام ثالث سبط الرسول

حضرت سیدنا

ابو عبداللہ حسین

علیہ السلام

نجم دوم حضرت حسین علیہ السلام

ہیں ہمارے مقتدائے محتشم حضرت حسین
سید اہل عرب شاہ عجم حضرت حسین
ابن حضرت فاطمہ فرزند حضرت مرتضٰی
پرتو نور نبی محترم حضرت حسین
ماہتاب مرتضٰی خورشید حضرت مصطفٰی
فاطمہ منزل کے ہیں نجم دوم حضرت حسین
مظہر خلق پیمبر مصدر فیض علی
عرصہ رشد و ہدایت کے علم حضرت حسین
صورت و سیرت میں تھے ہم شکل حضرت مصطفٰی
مثل حیدر تھے بڑے عالی کرم حضرت حسین
اللہ اللہ صبر فرماتے بلاؤ ظلم پر
جھیلتے تھے ہر مصیبت درد و غم حضرت حسین

ہم کو جینا سکھایا حسین علیہ السلام نے

بچپن میں جو کہا تھا نبھایا حسین نے
راہ خدا میں سر کو کٹایا حسین نے

کیا صبر کیا جگر تھا کہ سب کچھ لٹا مگر
اف تک زبان پر نہیں لایا حسین نے

اسلام کے چمن میں خزاں آنے ہی کو تھی
قربانیوں سے سینچا' سجایا حسین نے

تھا ظلم و جبر و قہر یزیدی عروج پر
صبر و رضا کا جلوہ دکھایا حسین نے

دی راہ حق میں جان حیات ابد ملی
اس طرح ہم کو جینا سکھایا حسین نے

سر دے دیا مگر کبھی باطل کے سامنے
ہرگز نہ اپنے سر کو جھکایا حسین نے

لعنت ہو تم پہ شمر کو خنجر چلادیا
جب سر کو بہر سجدہ جھکایا حسین نے

یونسؔ ہیں اہل بیت کے ہم دل سے مدح خواں
مژدہ نجات کا ہے سنایا حسین نے

شہید و کشتہ تیغ رضا امام حسین علیہ السلام

بلند شان فلک مرتبہ امام حسین علیہ السلام
سکون دیدہ خیر النساء امام حسین علیہ السلام
قرار جان و دل مرتضی امام حسین علیہ السلام
شہید و کشتہ تیغ رضا امام حسین علیہ السلام
خدا پرست خدا آشنا امام حسین علیہ السلام
ہے شرح ساز فنا و بقا امام حسین علیہ السلام
سوار شانہ خیرالوریٰ امام حسین علیہ السلام
کجا یزید ستم گر کجا امام حسین علیہ السلام
لیا پناہ میں بے آبرو نہ ہونے دیا
عروس دین خدا کی ردا امام حسین علیہ السلام
نظر کے سامنے گو لخت دل شہید ہوئے
نہ آہ کی نہ ہوئے لب کشا امام حسین علیہ السلام
وہ جن کے ناز اٹھاتے تھے جبرائیل امین
یہی تو ہیں وہ شہ کربلا امام حسین علیہ السلام
کٹایا سر نہ دیا دست خود بہ دست یزید
تھے کتنے پاک روش باصفا امام حسین علیہ السلام

ادا نہ کی ہے کسی نے نہ کرسکے گا کوئی
نماز کر گئے ایسی ادا امام حسین علیہ السلام
ہوا نہ ارض و سماء میں کوئی امام حسین علیہ السلام
بلا مثال بہ ارض و سماء امام حسین علیہ السلام
خلیل صاحب ایثار تو ہوئے انور
وہ ابتداء تھے مگر انتہا امام حسین علیہ السلام
(انور فیروزپوری)

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دیں است حسین دیں پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

شیر جلی شیر جلی شیر جلی ہے

سلطان سلاطین حسین ابن علی ہے
وہ شیر جلی شیر جلی شیر جلی ہے
اسلام کے گلشن کی طرف دیکھنے والی
جو آئی بلا صدقہ، شبیر ٹلی ہے
آقا کے نواسوں کو لہو پی کے جہاں میں
ایسی بھی کہیں اور کبھی شام ڈھلی ہے
مرشد ہے حسین ابن علی جیسا ہمارا
نعرہ جو ہمارا ہے تو نعرۂ علی ہے
اس طرف مدینہ ہے تو اس سمت ہے کربل
جنت ہے مدینہ تو یہ جنت کی گلی ہے
عباس ہو قاسم ہو کہ ہوں اکبر و اصغر
ہے شیر ولی ابن ولی ابن ولی ہے
اس گھر کی عطاؤں پہ کریں ناز نہ کیسے
خواجہ ہے کوئی اور کوئی غوث جلی ہے
ناصر یہ غم آل محمد کا کرم ہے
آنکھوں سے ستاروں کی جو بارات چلی ہے

(سید ناصر حسین چشتی)

سید الشہداء وامام ثالث حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

آپ کا اسم گرامی حسین کنیت ابو عبداللہ
لقب سبط الرسول، ریحانۃ الرسول
آپ کے والد مکرم۔ حضرت سیدنا امام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم
آپ کی والدہ ماجدہ۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ

میرا حسین باغ نبوت کا پھول ہے
حیدر اس کی جان ہے خون رسول ہے
دنیا میں اور کون ہے شبیر کے سوا
ایسا سوار جس کی سواری رسول ہے
ایسی عظیم ذات ہے آقا حسین کی
جس کیلئے رسول کے سجدوں میں طول ہے
جس کیلئے یزید نے اتنے ستم کئے
وہ تاج تو حسین کے قدموں کی دھول ہے

ولادت باسعادت

جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام سیدہ زاہدہ عابدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر ۵ شعبان المعظم ۴ ہجری کو پیدا ہوئے۔

(امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، امام عزالدین بن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ) (ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ)

انتخاب نام

جب حضور رحمت عالم نور مجسم سرور کائنات ﷺ کو اس صاحبزادے کی پیدائش کی خبر پہنچی تو آپ جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے گود میں لے لیا اور فرمایا کہ تم نے میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا ہم نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ حسین ہے۔ (احادیث کے باب میں ہم نے اس کی تفصیل معتبر حوالہ جات کے ساتھ پیش کر دی ہے)

توحید کا اظہار حسین کا ہے نام
کفر پہ یلغار حسین کا ہے نام
روحوں کو ایک عظیم طاقت ہے یہ
دلوں کا قرار حسین کا ہے نام
باطل پہ ہر آن ہے جبر مسلسل
اور حق سے پیار حسین کا ہے نام
کربل کی خاک یہ پیام دے رہی ہے
کس قدر من ٹھار حسین کا ہے نام
گردش ایام سے ہے مٹ گیا یزید
جان لیل و نہار حسین کا ہے نام

پرورش

حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث سے روایت ہے کہ میں نے

ایک خواب پریشان دیکھا تو اس حال پریشانی میں بارگاہ حضور رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔ میں نے بہت سخت عجیب خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے جو تم نے دیکھا عرض کیا وہ بہت ہی ڈراؤنا خواب ہے آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم بیان کرو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ام الفضل یہ گھبرانے کی بات نہیں۔ یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ میری بیٹی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرما دے گا۔ جسے تم اپنی گود میں لوگی۔

حضرت سیدہ ام الفضل جو حضور ﷺ کی چچی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اپنا خواب سنا کر اور تعبیر سن کر چلی گئیں۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس وقت آپ کے بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کی مدت رضاعت یعنی دودھ پلانے کا زمانہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے اپنی چچی ام فضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا آپ حضرت حسین علیہ السلام کو دودھ پلایا کرو۔ چنانچہ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنی والدہ کا نہیں بلکہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا۔ حضرت ام فضل نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی محبت فرمائی جیسی حقیقی بیٹے سے ہوتی ہے۔ آپ نے حضرت حسین کی پرورش میں نہایت والہانہ محبت فرما کر آپ کیلئے اپنے تمام آرام قربان کر دیئے۔ جیسا کہ ایک حقیقی ماں کرتی ہے۔

تعلیم و تربیت

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اپنے بچپن کے سات سال سات ماہ اور سات دن اپنے نانا جان حضور رسالت مآب ﷺ کی آغوش میں رہے۔ گو آپ کو زیادہ

مدت نانا جان کی زیر تربیت موقع نہ ملا کہ سید عالم ﷺ ظاہری پردہ فرما گئے۔ لیکن پھر بھی سات سال اور سات ماہ کا جو موقع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے حاصل ہوا وہ کسی کو نہیں ملا۔ حضور رحمت عالم ﷺ اکثر حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے ساتھ ہی رکھتے اور خود ہر چیز کے آداب سکھاتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ درج فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں زکوٰۃ کی کھجوروں کا ٹوکرا آیا اتنے میں امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ بچے ہی تھے کہ ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ حضور ﷺ نے اسی وقت آپ کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکالتے ہوئے فرمایا کخ کخ۔ نبی کے اہل بیت زکوٰۃ نہیں کھایا کرتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت درج فرمائی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"کہ حسن و حسین علیہما السلام رسول اللہ ﷺ کے سامنے کشتی لڑا کرتے تھے" تو ظاہر ہوا کہ امام حسین علیہ السلام کی اکثر تربیت نانا جان حضور رحمت عالم تاجدار کائنات ﷺ سے ہوئی اور مصطفیٰ جان رحمت کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد آپ کی تربیت سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ عنہا اور سیدنا مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوئی جن کی ساری زندگی محبت نبوت میں ہی گزری۔

حسین ابن علی کی شان رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے' علی جانے' نبی جانے' خدا جانے

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ امام حسین علیہ السلام کو دائیں ران پر اور اپنے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کو بائیں ران پر بٹھا کر پیار فرما رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ حضور اللہ

تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس اکٹھا نہیں رکھے گا۔ آپ ان میں سے جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور دوسرے کو خدا کے سپرد کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حسین جدا ہوگا تو فاطمہ بھی بے چین ہوگی اور میری بھی جان سوز ہوگی اور ابراہیم کے جانے سے مجھ کو غم زیادہ ہوگا مجھے اپنا دکھ منظور ہے مگر فاطمہ کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی۔ چنانچہ اس واقعہ کے تین دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد جب بھی امام حسین علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت سے چوما اور فرمایا۔ یہ وہ حسین علیہ السلام ہے کہ میں نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو اس پر قربان کردیا ہے۔

ہم نے امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کے فضائل ومناقب احادیث کے باب میں کثیر تعداد میں بیان کردیئے ہیں نیز ان کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نسبت ہے اس کو بھی بیان کردیا ہے۔

اب مزید کچھ فضائل پیش خدمت ہیں جو پہلے عرض نہیں کئے۔ کیونکہ ہماری اس کاوش کا مقصود ہی فضائل بیان کرنا ہے۔

اخلاق حسنہ

جناب سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے اخلاق نہایت اعلیٰ اور عادات نہایت پاکیزہ تھیں۔ جن کو احاطۂ تحریر میں لانے سے ہم قاصر ہیں۔ کیونکہ آپ نے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارکہ میں پرورش پائی جن کو اللہ رب العزت نے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا لقب عنایت فرمایا ہے تو ایسی آغوش رحمت میں پلنے والے کی عادات بھی تو آقائے رحمۃ للعالمین جیسی تھیں۔

وہ مصطفیٰ کی گودی میں ہارون پلنے والا
ہمیں لگتا بہت پیارا حسین ہے

۱) ایک مرتبہ ایک شخص کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو اسے شناخت کے طور پر بتایا کہ جب تم مدینہ طیبہ میں پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہو گے تو وہاں تمہیں لوگوں کا ایک حلقہ نظر آئے گا۔ اس حلقے میں لوگ نہایت باادب طریقے سے بیٹھے ہوں گے تو سمجھ لینا کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حلقہ ہے معلوم ہوا کہ آپ کی اخلاقی خصوصیات اتنی بلند تھیں کہ لوگوں میں آپ بہت مقبول تھے۔

۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کنیز نے پھولوں کا گلدستہ لاکر پیش کیا۔ گلدستہ ہاتھ میں لے کر حضرت نے سونگھا اور کنیز سے ارشاد فرمایا جاؤ تم اللہ کی راہ میں میری طرف سے آزاد ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ جناب آپ نے ایک گلدستہ پر ہی اتنی اچھی خوبرو کنیز کو آزاد کر دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب تمہیں اچھا تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس جیسا یا اس سے بہتر تحفہ دیا کرو۔ پس اس لئے سب سے اچھا تحفہ یہی ہو سکتا تھا کہ میں اسے اللہ کیلئے آزاد کر دوں۔

سخاوت

تشنہ لب رہ کے دیا تشنہ لبوں کو پانی
کربلا میں بھی رہے آپ سخاوت کرتے

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام اہل بیت کے سخی گھرانہ کے چشم و چراغ ہیں۔ سخاوت کرنا غریبوں، بیکسوں، یتیموں، مسکینوں کی مدد کرنا آپ کو خاندانی وراثت میں ملا ہے۔ کبھی کوئی سائل آپ کی بارگاہ بیکس پناہ سے خالی نہ گیا۔

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

۱) حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار یتیموں اور محتاج لوگوں کے گھروں پر خود کھانا لے کر جاتے تھے۔ اس کام میں اس قدر مشقت اٹھاتے تھے کہ آپ کی پیٹھ مبارک پر نشانات پڑ جاتے تھے۔

۲) امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسری روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سائل حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کو مختصر کر کے دروازہ پر تشریف لائے اور دیکھا کہ سائل واقعی محتاج ہے آپ نے اسی وقت خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر میں کتنی رقم ہے عرض کیا دو سو درہم۔ فرمایا وہ لے آؤ۔ عرض کیا یہ تو صرف اہل بیت کے خرچ کیلئے ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارا گزارہ ہو جائے گا۔ اس محتاج کو دینا اولین فرض ہے۔ چنانچہ دو سو درہم منگوا کر آپ نے سائل کو پیش کئے اور ساتھ ہی فرمایا اس وقت ہم تنگدست ہیں تمہاری زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔

۳) ایک بار ایک ضرورت مند محتاج دیہاتی آپ کے دروازے پر حاضر ہوا اور چند گزارشات لکھ کر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس بھیجیں جن کے الفاظ یہ تھے۔

''میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رہی جس سے ایک دانہ خریدا جا سکے میری حالت آپ پر ظاہر ہے بتانے کی حاجت نہیں میں نے اپنی آبرو بچا رکھی تھی۔ اسے کسی کے ہاتھ فروخت کرنا پسند نہیں کرتا تھا اب خریدار مل گیا ہے''۔

اتفاق سے جواب آنے میں کچھ دیر لگ گئی تو اعرابی دیہاتی نے چار مصرعے اور لکھ بھیجے۔

''جب میں لوٹوں گا تو مجھ سے پوچھیں گے کہ صاحب فضل سخی سے تجھے کیا ملا ہے تو کیا جواب دوں گا۔ اگر کہوں گا کہ مجھے دیا ہے تو جھوٹ ہوگا اور اگر کہوں گا

کہ بخل نے اپنا مال روک لیا ہے تو یہ بات مانی نہ جائے گی"۔

سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے دس ہزار درہم کی تھیلی اس سائل کو بھیجی اور ساتھ ہی اس کو اشعار میں ہی جواب دیا۔

"تم نے جلدی مچا دی ہے سو تمہیں یہ قلیل حصہ مل گیا ہے اگر تم جلدی نہ کرتے تو تمہیں اور زیادہ ملتا۔ اب لے لو اور یوں سمجھنا کہ سوال کیا ہی نہیں اور ہم سمجھیں گے کہ گویا ہم نے کچھ دیا ہی نہیں"۔

۴) امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک بار عرب کے مشہور شاعر فرزدق کو مدینہ منورہ کے گورنر مروان نے شہر بدر کر دیا وہ اسی حالت میں بالکل بے سروسامان تھا۔ جب وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنی فضیلت بیان کی تو آپ نے بہت سی رقم اسے عنایت فرما دی۔

آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے "مال کا سب سے بڑا مصرف یہی ہے کہ اس سے کسی کی عزت و آبرو محفوظ ہو جائے"۔

۵) ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ جب امام عالی مقام علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ "واغماۃ واغماۃ" "آہ کتنا بڑا غم ہے، آہ کتنا بڑا غم ہے۔ سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے میرے بھائی آپ کو کس بات کا غم ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ موت سامنے کھڑی ہے اور میں بہت لوگوں کا مقروض ہوں اس قرض کی عدم ادائیگی کے صدمے نے سخت مصیبت اور تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔ سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں اس قرض کی ادائیگی کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس بات کا خوف ہے

کہ میں مقروض ہونے کی حالت میں نہ مر جاؤں۔ جناب امام عالی مقام علیہ السلام نے مزید تسلی دی اور فرمایا کہ میں گھر جاتے ہی آپ کا قرض ادا کر دوں گا۔ چنانچہ آپ گھر پر آئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے تمام قرض خواہوں کو بلوایا اور ان کی ساری رقم اسی وقت ادا کر دی۔ کل رقم آپ نے ساٹھ ہزار تقسیم فرمائی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور امام عالی مقام علیہ السلام کو دعائیں دیتے رہے۔

شجاعت

اس کی ہمت پر علی شیر خدا کو ناز ہے
اس نواسے پر محمد مصطفیٰ کو ناز ہے
سجدے اوروں نے کئے اس کا عجب انداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام شجاعت میں بھی نہایت بلند مقام رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (جس کی تفصیل احادیث کے باب میں گزر چکی ہے) کہ میں نے حسین کو ہیبت اور جرأت عطا کی ہے۔

جب ۳۵ھ میں باغیوں اور مفسدوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا تو علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو آپ کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا۔ چنانچہ اس موقعہ پر امام عالی مقام نے نہایت نمایاں خدمت سر انجام دی اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی اور دروازۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی کو نہ جانے دیا۔ (آخر کار باغی لوگ دوسرے راستہ سے آپ کے مکان میں داخل ہوئے)

اسی طرح آپ نے جنگ جمل اور جنگ صفین اور معرکہ نہروان میں اپنی حیرت انگیز شجاعت دکھائی۔ ایک مرتبہ ایک جنگ میں آپ نے سب سے آگے

بڑھ کر فرمایا۔ ھل من مبارز ہے کوئی تم میں سے میرے مقابلہ میں آئے۔ میدان کربلا میں آپ کی شجاعت اور آپ کی اولاد کی بہادری کا معرکہ ہمارا بچہ بچہ جانتا ہے کہ کس طرح یزیدیوں کے سر قلم کر کے واصل جہنم کر رہے ہیں۔

عبادت وریاضت

سر کو شبیر نے کٹوایا عبادت کرتے
زیر خنجر رہے قرآں کی تلاوت کرتے

سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے اباؤ اجداد یعنی مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم اور باب مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ عنہا کی طرح اپنی تمام زندگی رضائے الٰہی کے حصول اور عبادت الٰہی میں صرف کر دی۔ آپ کے دن تدریس دین اور راتیں قیام وسجود میں بسر ہوتیں۔ اکثر لوگوں نے دیکھا کہ آپ جب اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوتے تو خشوع وخضوع کا عالم یہ تھا کہ آنسوؤں کی جھڑیاں بندھ جاتی۔ میدان کربلا کے عظیم مصائب کے وقت بھی آپ نے دن اللہ کے کلام کی تلاوت اور رات اللہ کے حضور رکوع وسجود میں گزار دی۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں سیدنا امام ثانی حسن مجتبیٰ برادر اکبر علیہ السلام کی طرح پچیس حج پیدل کئے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔

"سیدنا امام حسین علیہ السلام ان اوصاف جلیلہ کے حامل تھے۔ علم، حلم، عمل، عبودیت، صبر واستقلال، اولوالعزمی، سخاوت، شجاعت وتدبر، عاجزی وانکساری، حق گوئی، حق پسندی اور راضی برضائے مولیٰ کا مجسمہ تھے۔

مزید فرماتے ہیں۔

کان عالماً بالقران عاملاً زاھداً تقیاً ورعاً جواداً فصیحاً بلیغاً عارفاً باللہ ودلیلاً علی ذاتہ تعالیٰ کان الحسین السبط ایۃ من ایات اللہ

''سیدنا امام حسین علیہ السلام قرآن کے عالم با عمل، زاہد، متقی، منزہ عن المعاصی صاحب جود و کرم، صاحب فصاحت و بلاغت، عارف باللہ اور ذات باری تعالیٰ کی حجت تمامی تھے۔ حضرت حسین علیہ السلام نواسۂ رسول اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی تھے''۔

برادران اسلام! یہ وہ شخصیت ہیں کہ جو سراپا فضائل، جن کی ہر ادا، جن کا ہر فعل، جن کا ہر عمل، جن کا خلق سرچشمۂ فضیلت ہے۔ ان کے فضائل مجھ جیسا ناقص، کمزور تو کیا بلکہ لاکھوں، کروڑوں افراد بھی تحریر قلم میں نہیں لا سکتے۔ مگر پھر بھی حصول برکت و سعادت کی خاطر اس بحر فضائل کے دو چار قطرے محض اسلئے لکھے جا رہے ہیں کہ سرشاران اہل بیت رسول کے دلوں کی تسکین ہو سکے۔

بشر کا ناز، نبوت کا نور عین حسین رضی اللہ عنہ
جناب فاطمہ زہرا کے دل کا چین حسین رضی اللہ عنہ
کبھی نماز سے پوچھا جو رنج و غم کا علاج
کہا نماز نے بے ساختہ حسین حسین رضی اللہ عنہ
مولائے غوث و قطب و قلندر ہے تو حسین رضی اللہ عنہ
بخشش کا بے کنار سمندر ہے تو حسین رضی اللہ عنہ
اے وجہ ذوالجلال، فنا تجھ سے دور ہے
دل میں نہیں ہے روح کے اندر ہے تو حسین رضی اللہ عنہ

حسن و جمال

آل نبی کو ذات نبی سے جدا نہ جان
ہر فوج کا وجود سمندر کے ساتھ ہے
وہ اک مکاں کہ جس کا مکیں باب علم تھا
اپنا تو رابطہ ہی اسی گھر کے ساتھ ہے

فرزند رسول حضرت امام عالی مقام علیہ السلام انتہائی وجیہہ' باوقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا چہرۂ انور بہت پرکشش تھا۔ جس سے وجاہت جھلکتی تھی۔ آنکھیں چمک دار اور تابناک' پیشانی کشادہ اور بلند' ناک اونچی' گردن بہت سفید' جوانی میں سرخی مائل رخسار پر بہار' سینے پر بال مردانہ وقار کی علامت تھے۔ مگر بہت گھنے نہ تھے۔ آپ کے شانے کشادہ اور موٹے تھے۔ بدن کے اعضاء نہایت متناسب اور گٹھے ہوئے تھے۔ جسم ورزشی تھا۔ اپنے والد گرامی فاتح خیبر کی طرح ذرا جھوم کے چلتے تھے اور یہی چال سارے عرب میں شریفانہ اور بہادرانہ سمجھی جاتی تھی۔ ایک دبدبہ اور رعب طاری کرنے والے وجود کے مالک تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کا جسم مبارک سینے سے ٹخنوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا تھا۔ جو اللہ کی عطا تھی۔ جب آپ کے بال مبارک سفید ہو گئے تو سر اور داڑھی کے بالوں کو مہندی (حنا) وسمہ (خضاب) سے سجانے لگے جس سے چہرہ مبارک مزید پرنور نظر آنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح خوشبو بہت پسند تھی۔

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی آواز مبارکہ تلاوت کلام پاک کیلئے موثر موزوں اور جاذب تھی۔ ایسی نغمگی والی آواز عربوں کے ہاں خوش کلامی' فصاحت و بلاغت اور شیریں بیانی کی حامل سمجھی جاتی تھی۔ کلام میں دوگنا تاثیر اس حق گوئی اور صداقت کا اعجاز تھی۔ اللہ پاک نے جیسی حسین صورت عطا کی اور ویسی ہی سیرت بھی عطا فرمائی تھی۔ دونوں میں شباہت رسول جھلکتی ہے کہ فرزند رسول تھے۔

سیرت کی فاطمہ کی تو صورت علی کی ہے
دنیا میں مصطفیٰ کی نشانی حسین ہے

انداز اطاعت

جناب امام عالی مقام علیہ السلام صرف سات برس کی عمر تک رسول اللہ ﷺ کے سایہ شفقت میں رہے۔ مگر رسول پاک ﷺ کی خصوصی الفت و شفقت' حسن تربیت اور اپنی خداداد ذہانت کی بدولت رسول پاک ﷺ کی اطاعت اور پیروی میں کامل واکمل ہو گئے تھے۔ وضو کرتے تو سنت رسول کے مطابق' نماز ادا کرتے تو رسول پاک ﷺ کے طریقہ سے مسئلہ بیان کرتے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں رسول پاک ﷺ کے بعد امام عالی مقام کی تربیت آپ کے والد محترم علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور والدہ محترمہ سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمائی جو اطاعت رسول میں لاثانی تھے۔

اطاعت کے بارے میں امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سوا اور کسی بات پر خوش نہ ہو سچی خوشی اس کی رضا سے حاصل ہوتی ہے''۔

''جو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتا وہ حضور اکرم ﷺ سے محبت بھی نہیں رکھتا''۔

ایک بار خطبہ جمعۃ المبارک کے دوران امام عالی مقام نے فرمایا:

''چونکہ میں خود سنت نبوی کا پابند ہوں اور ہمارے گھر کے تمام افراد کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے میں ایسے کام کو دیکھ کر جو رسول پاک ﷺ سے ثابت نہ ہو خاموش نہیں رہ سکتا۔ میں ہر اس شخص سے لڑوں گا جو دین میں بدعتیں نکالے گا۔ جو سنت رسول کی خلاف ورزی کرے گا۔ ایسا شخص مردود ہے۔ مردود ہے۔ مردود ہے اور میرے نانا محترم ﷺ نے اس پر لعنت کی ہے''۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے روزہ افطار کرنے میں دیر لگا دی تو سیدنا امام عالی

مقام علیہ السلام نے فرمایا: ''اے لوگو! خدا کا خوف کرو اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلو۔ رسول پاک کا فرمان عالی شان تو یہ ہے کہ روزہ کھولنے میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں دیر کرو۔ مگر تم اس کے الٹ کر رہے ہو''۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عرفات میں حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ ٹھہرا تو اس وقت میں نے جمرہ تک آپ کو لبیک لبیک کہتے ہوئے سنا۔ میں نے پوچھا ''اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بہت زیادہ لبیک کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں نے اپنے والد محترم حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا ہے کہ وہ اسی طرح کرتے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ تک لبیک کہتے چلے جاتے تھے۔ پس میں بھی اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اطاعت میں یہ کر رہا ہوں۔

جذبہ مہمان نوازی

قارئین! آپ اہل بیت نبوت کا پیچھے بھی پڑھ چکے ہیں کہ یہ لوگ کس قدر فیاض اور مہمان نواز ہیں کہ جن کی مثال کائنات میں نہیں ملتی۔ اسی طرح حضرت امام عالی مقام علیہ السلام بھی طبعاً نہایت فیاض اور مہمان نواز تھے۔ اجنبی مہمانوں اور مسافروں کی خاطر تواضع آپ کی عادت بن چکی تھی اور آپ کو ان کی خدمت کر کے خوشی ہوتی۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ عراق سے آپ سے ملاقات کیلئے آئے اور آپ کا پتہ پوچھا اور دروازے پر دستک دی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام باہر تشریف لائے تو ہر ایک سے ہاتھ ملایا اور گلے ملے۔ ایک صاف مکان میں ان کو ٹھہرایا فوراً دو بکریاں ذبح کروائیں اور کھانا تیار کروایا جب کھانا تیار ہو گیا تو باوجود اس کے کہ کئی غلام بھی موجود تھے اور عوام بھی غلاموں کی طرح آپ کے اشارے کے منتظر رہتے تھے۔

لیکن آپ خود مہمانوں کے ہاتھ دھلانے لگے۔ مہمانوں نے آپ کے ہاتھ پکڑ لئے۔ خادم برتن کھسکانے لگے مگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا مجھے ثواب کیوں نہیں لینے دیتے؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جو شخص متواضع ہے اللہ پاک اس کو عزت اور رفعت بخشتا ہے اور جو تکبر دکھاتا ہے وہ ذلت پاتا ہے اور رسوا ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ اچانک دس گیارہ مہمان آپ کے در دولت پہ حاضر ہوئے۔ اس وقت گھر میں زیادہ سامان خورد و نوش موجود نہ تھا۔ مہمانوں کا پیٹ تو خوب بھرا اور ان کی خوب تواضع فرمائی لیکن خود اور اہل خانہ سب بھوکے خالی پیٹ رہے۔ بعد میں فرمایا کہ کسی کیلئے بھوک برداشت کرنا بھی لذت سے خالی نہیں۔

دنیا مدحت سرا ہے حضرت حسین علیہ السلام کی
الفت دل کی سفاء ہے حضرت حسین علیہ السلام کی
خالی نہیں جاتے ان کے در کے فقیر
خصلت میں پائی سخا ہے حضرت حسین علیہ السلام کی

ازواج اور اولاد امام عالی مقام

حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا

حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا یزدجر شاہان فارس میں سے آخری بادشاہ سے تھیں۔ جن کا نسب یوں ہے۔ شہر بانو بنت یزدجر بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن کسریٰ نوشیرواں العادل۔

سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب ملک فارس میں فتح حاصل ہوئی تو اس وقت یہ محترمہ اسیر ہو کر مال غنیمت میں لائی گئیں تو

سیدنا امیر المومنین نے اس محترمہ حسینہ و جمیلہ بمعہ مزین ہیرے و جواہرات و زیوارت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے ساتھ تزویج فرمادی۔

گویا شہنشاہ کسریٰ کی بیٹی کو شہنشاہ کونین کے بیٹے سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے بطن مبارک سے سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے ہاں حضرت علی المعروف امام زین العابدین علیہ السلام متولد ہوئے۔

۲) حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا

ان کا نسب یوں ہے۔ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن مرہ بن عروہ بن مسعود بن معتب الثقفی۔ ان کو سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کی زوجیت میں آنے کا شرف نصیب ہوا۔ ان کے بطن سے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

۳) حضرت رباب رضی اللہ عنہا

یہ امراء القیس بن عدی الکلبیہ سے ہیں۔ سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کو ان کے ساتھ تمام ازواج سے زیادہ محبت تھی۔ ان کے بطن سے حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ المعروف علی اصغر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

۴) حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا

یہ حضرت طلحہ بن عبداللہ سے ہیں۔ ان کے والد معظم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ ان کے بطن مبارک سے ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

۵) حضرت قضاعیہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ بنی قضاعیہ سے ہیں۔ اسی نام قضاعیہ سے مشہور ہیں۔ ان کے بطن سے سیدنا امام عالی مقام کے ایک صاحبزادے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

اس طرح سے امام عالی مقام علیہ السلام کی پانچ ازواج چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

شہادت امام عالی مقام علیہ السلام

تذکرہ سنیے اب ان کا دل بیدار کے ساتھ
جن کا ذکر آتا ہے اکثر شہ ابرار کے ساتھ
صرف زینب کا وہ خطبہ سر دربار نہ تھا
رعب حیدر کا بھی تھا جرأت اظہار کے ساتھ
بیڑیاں' صدمہ' سفر' پیاس' نقاہت' صحرا
ظلم کیا کیا نہ ہوئے عابد بیمار کے ساتھ
اک سکینہ کیلئے کرب کی سولی پہ چڑھا
دیکھئے دار کو عباس علمدار کے ساتھ
یہ بجا تو ہی ہدف تھا سر مقتل لیکن
دشمنی اصل میں تھی احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ایک کمسن کی وہ ننھی سی لحد کیا دیکھی
رو دیئے ہم تو لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ
کرلیا مصلحتوں نے اسے پابند ہوس
وقت کیا خاک چلے گا تیری رفتار کے ساتھ
خود کو وہ فوج حسینی کا سپاہی سمجھے
جس کا کردار بھی پاکیزہ ہو گفتار کے ساتھ
دے گئے یہ درس امت کو حسینی تیور
سر کو کٹواؤ' مگر تشنۂ پندار کے ساتھ

بولے عباس کے ہم لوگ ہیں میدان کے دھنی
ہولیاں کھیلی ہیں چلتی ہوئی تلوار کے ساتھ
میرے سجاد! یہ دکھ کیسے بھلا دوں تیرا
سختیاں جھیلیں سفر کی تن بیمار کے ساتھ
آل زہرا کا سنا ہے کہ ثناء خواں ہے نصیر
آیئے ملتے ہیں اس شاعر دربار کے ساتھ

(پیر سید نصیر الدین نصیر)

حقائق وواقعات

تاریخ اسلام میں بے شمار شہادتیں ہوئیں اور ہر شہادت اپنی جگہ ایک نمایاں اہمیت اور قدر و منزلت رکھتی ہے۔ ہر شہادت میں اسلام کی بقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کے احیاء کا راز ہے۔ ہر شہادت اپنی جگہ اہم ہے۔ لیکن پیکر صبر و رضا سید الشہداء حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت دیگر تمام شہادتوں سے منفرد ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشم و چراغ ہیں اور ایسے چشم و چراغ کہ جنہوں نے براہ راست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں پرورش پائی تھی۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کندھوں پر سواری کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن کو اپنی غذا بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہونے کا شرف حاصل کیا۔

اللہ اللہ راکب دوش پیمبر وہ حسین علیہ السلام
فاطمہ کا نور دیدہ جان حیدر وہ حسین علیہ السلام
عظمت و اخلاص و قربانی کا پیکر وہ حسین علیہ السلام
کربلا کے غازیوں کا میر لشکر وہ حسین علیہ السلام

دین کی خاطر تھی جس کی زندگانی وہ حسین علیہ السلام
لٹ گئی اسلام میں جس کی جوانی وہ حسین علیہ السلام
خلد میں کی حق نے جس کی مہمانی وہ حسین علیہ السلام
مل گئی جس کو حیات جاودانی وہ حسین علیہ السلام
کیوں خدائی نہ ہو جان و دل سے قربان حسین علیہ السلام
بوسہ گاہ مصطفیٰ ہے شاہ رگ جان حسین علیہ السلام
آج تک ہیں غیر قومیں بھی ثناء خوان حسین علیہ السلام
اللہ اللہ کیا عظیم الشان ہے شان حسین علیہ السلام
نام نامی جس کا لوح دھر پر مرقوم ہے
عرش سے تا فرش جس کی عظمتوں کی دھوم ہے

وہ حسین علیہ السلام کہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھنے کو جگہ ملی کسی کو پیچھے کسی کو دائیں اور کسی کو بائیں اور یہ سب بڑے نصیب والے ہیں لیکن امام عالی مقام تو وہ ہیں کہ جن کو بیٹھنے کی جگہ یا فاطمہ کی گود میں ملتی ہے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پہ ملتی ہے۔ اس لئے غربت' پردیس اور مظلومیت کی حالت میں یزیدیوں کے ہاتھوں شہادت باقی شہادتوں پر ایک نمایاں فوقیت اور برتری رکھتی ہے۔

خلافت راشدہ کی مدت

حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخِلَافَةُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ سِنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی۔ اس

کے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوگی۔ (جامع ترمذی ص ۵۸ ج ۲ حدیث ۱۰۶)

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کے مطابق اس خلافت راشدہ کا منظر یوں ہے۔ جس پر کبائر اولیاء وعلماء امت متفق ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول ۲ برس ۳ ماہ ۱۰ دن تک تخت خلافت پر رہے۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی ۱۰ برس ۶ ماہ ۴ دن تک تخت خلافت پر رہے۔

☆ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث ۱۱ برس ۱۱ ماہ ۲۸ دن تک تخت خلافت پر رہے۔

☆ حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم خلیفہ چہارم ۴ برس ۹ ماہ تک اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے یہ عہدہ سنبھالا اور تقریباً ۶ ماہ تک اس منصب پر فائز رہے۔

سیدنا امام حسن علیہ السلام کے دور خلافت کے ۶ ماہ شمار کر کے تیس برس پر مشتمل یہ زمانہ عہد خلافت راشدہ کہلاتا ہے۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم کے اعلان خلافت کے ساتھ ہی ملک شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آزاد حکومت کا اعلان کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم نہ کیا۔ اس بات پر امت مسلمہ متفق رہی ہے کہ خلافت بہرطور سیدنا علی المرتضیٰ کا حق تھا سو آپ ہی خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اور اقدام جمیع ائمہ اہلسنت کے ہاں

اجتہادی خطا پر محمول کیا جاتا ہے۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔

''اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس پورے معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ درست تھے''۔

پھر ان دونوں صاحبان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں جنگ جمل اور جنگ صفین جیسے چھوٹے بڑے معرکے ہوئے۔

مرکز خلافت کوفہ منتقل

امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے دور مبارک میں تخت خلافت مدینہ طیبہ سے منتقل کر کے کوفہ میں قائم کرلیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دارالحکومت دمشق تھا جو کہ مدینہ منورہ سے بہت دور اور لمبی مسافت پر تھا۔ اس قدر دور رہ کر پوری خلافت کے انتظام و انصرام میں دشواری ہوتی تھی۔ چنانچہ اس دشواری اور اس علاقے میں ہونیوالی مسلسل بغاوتوں پر قابو پانے کیلئے سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے دارالحکومت کوفہ منتخب فرمایا۔

جب آپ نے اپنی خلافت کا مرکز کوفہ بنالیا تو اطراف عالم سے محبان علی رضی اللہ عنہ آپ کے قرب کے لحاظ سے کوفہ میں جمع ہونے لگے اور کثرت کے ساتھ انہوں نے کوفہ میں رہائش اختیار کرلی۔ اس طرح کوفہ محبان علی کا مرکز بن گیا۔

یاد رہے کہ اس دور میں چار جماعتیں وجود میں آئیں۔ ایک جماعت ایسی تھی جس نے کھل کر حضرت علی مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی حمایت اور بنو امیہ و دیگر شخصیات کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ اس جماعت نے خود کو ''شیعان'' کی

جماعت قرار دیا اور اسی سیاسی جماعت کی بناء پر آگے چل کر یہ جماعت ''شیعان علی'' (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گروہ) کہلائے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شیعان علی سے مراد یہ شیعہ مکتب فکر نہیں تھا۔ بلکہ اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی سیاسی جماعت کے طور پر پیدا ہونے والا گروہ ہے۔

دوسرا طبقہ بنوامیہ کی حمایت پر وجود میں آیا پہلے پہل یہی دو گروہ آپس میں متصادم ہوئے۔ اسی دور میں ایک تیسرا طبقہ بھی وجود میں آیا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کی مخالفت کی۔ اس طبقے نے ان دونوں ہستیوں کے خلاف ایک مسلح کشمکش کا آغاز کیا۔ یہ طبقہ ''خوارج'' کہلاتا ہے۔ یہ خارجی نماز' روزے اور زکوۃ کے پابند تھے۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کی حکمرانی کا نعرہ بلند کرتے تھے لیکن معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو واجب القتل اور کافر گردانتے تھے۔ چوتھا طبقہ کثیر صحابہ اور ان کے متبعین کا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق جانتے تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی خاموش تھے۔ (شہادت امام حسین علیہ السلام ص ۱۰۷)

۶۰ ہجری کے اختتام سے پناہ مانگنے کا حکم

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ کی یہ بھی ایک منفرد خوبی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیلات بہت پہلے بتا دی تھیں اور خواص اہل بیت واقف ہو چکے تھے اور انہیں بخوبی معلوم ہو چکا تھا کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔ ان حیرت انگیز قبل از وقت تفصیلات کو معجزانہ پیشن گوئی کے سوا کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میدان صفین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں

حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے کربلا کے ان مقامات تک کی نشاندہی کردی تھی جہاں ان حضرات کو شہید ہونا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان خاص لوگوں اور محرم راز دوستوں میں سے تھے۔ جنہیں اچھی طرح علم تھا کہ سن ۶۰ ہجری کے اختتام تک سیاسی و ملکی حالات مستحکم نہیں رہیں گے بلکہ ان میں نمایاں تبدیلی آجائے گی۔ حکومت کی باگ ڈور ایسے غیر صالح، اوباش اور نوعمر لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی جن کے پیش نظر امانت الہیہ نہیں بلکہ تعیش زندگی ہوگی اور وہ اقتدار کو عیش و عشرت، شراب و کباب، بدمعاشی، آوارگی، بدکاری اور عوام الناس پر ظلم و ستم ڈھانے کیلئے بے دریغ استعمال کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّينَ وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ

میں ۶۰ ہجری کے اختتام اور نوعمر لوگوں کی امارت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (شہادت امام حسین بحوالہ فتح الباری)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار سے گزرتے ہوئے یہ دعا کیا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میں ساٹھ ہجری اور بچوں کی امارت کے زمانہ کو نہ پاؤں''۔

(شہادت امام حسین بحوالہ فتح الباری)

ایسے اوباش لڑکوں کے بارے میں حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے خبردار فرما دیا تھا۔

۱) هلاك هذه الامة على يدى اغيلمة من قريش

اس امت کی ہلاکت قریش کے اوباش نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔

(شہادت امام حسین ص ۱۱۰ بحوالہ صحیح البخاری، المستدرک للحاکم، المعجم الصغیر للطبرانی، مسند للطیالسی)

۲) هلاك امتي على يدى غلمة من قريش

میری امت کی ہلاکت قریش کے اوباش نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔

(شہادت امام حسین ص ۱۱۱ بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ' امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

۳) ان فساد امتي على يدى اغيلمة سفهاء

بیشک میری امت میں جھگڑا و فساد بے وقوف اوباش نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگا۔ (شہادت امام حسین ص ۱۱۱ بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ويل العرب من شر قد اقترب على راس ستين تصير الامانة غنيمة والصدقة غرامة والشهادة بالمعرفة والحكم بالهوى

"اہل عرب کیلئے اس شر کی وجہ سے تباہی و بربادی ہے جو سن ۶۰ ہجری کے اختتام پر قریب آ چکی ہے۔ امانت کو مال غنیمت اور صدقہ و زکوۃ کو تاوان خیال کیا جائے گا اور گواہی جان پہچان کی بناء پر ہوگی اور فیصلہ خواہش کی بناء پر ہوگا"۔

(شہادت امام حسین ص ۱۱۱ بحوالہ کتاب الفتن لنعیم بن حماد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يقتل حسين بن علي على رأس ستين من مهاجري حين يعلوه القتير' القتير الشيب

"حسین بن علی کو سن ۶۰ ہجری کے اختتام پر شہید کر دیا جائے گا کہ جب ایک (اوباش) نوجوان ان پر چڑھائی کرے گا"۔

(شہادت امام حسین ص ۱۱۲ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشن گوئی کے مطابق سن ۶۰ ہجری میں قبیلہ قریش کی شاخ بنو امیہ کا اوباش نوجوان یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا۔ اور ۶۱ ہجری کے ابتدائی

دس دنوں میں سانحہ کربلا پیش آیا۔اس سے واضح معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے یزید پلید کی حکومت سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تھا کہ یہی وہ بد بخت شخص ہوگا جو اہل بیت کے خون سے ہاتھ رنگے گا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد عالی شان کی پیروی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یزید کی نوخیز حکومت اور اس کے ظلم وستم سے بھرپور دور سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ سو آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ ایک سال پہلے ہی یعنی انسٹھ ہجری میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

گورنر مدینہ کے نام یزید کا خط اور ولید کا مروان سے مشورہ

یزید کی تخت نشینی کے بعد اس کیلئے سب سے اہم بڑا مسئلہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تھا۔ کیونکہ انہوں نے یزید کی ولی عہدی کو قبول نہیں کیا تھا۔ مزید یہ کہ امت مسلمہ میں یہ ایسی بلند پایہ شخصیتیں تھیں کہ جن سے یزید کو اندیشہ تھا کہ کہیں ان میں سے کوئی خود خلافت کا دعویٰ نہ کر دے۔ چنانچہ یزید کیلئے اپنی حکومت کی بقاء اور مضبوطی کیلئے ضروری تھا کہ وہ ان حضرات سے بیعت لے۔ اس لئے تخت نشین ہوتے ہی یزید نے مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عقبہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر بھیجی اور ساتھ ہی یہ حکم نامہ بھی بھیجا کہ

''حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے میرے حق میں بیعت لو اور جب تک وہ میری بیعت نہ کریں انہیں ہرگز مت چھوڑو''۔ (امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ)

گورنر مدینہ ولید بن عقبہ ایک رحم دل اور خاندان نبوت کی تعظیم و احترام کرنے والا شخص تھا۔ وہ یزید کے اس حکم سے بہت گھبرایا۔ اس حکم کی تعمیل اس کیلئے مشکل تھی مگر وہ عدل تعمیل کی صورت میں اس کے انجام سے بھی باخبر تھا۔ اس نے

مشورے کیلئے اپنے نائب مروان بن حکم کو بلوا بھیجا اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ مروان ایک سنگ دل اور سخت مزاج شخص تھا۔ اس نے کہا کہ میرے خیال میں تم ان سب حضرات کو اسی وقت بلا بھیجو اور انہیں بیعت کرنے کیلئے کہو۔ اگر وہ بیعت کرلیں تو ٹھیک ورنہ انکار کی صورت میں تینوں کا سر قلم کردو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت سے باخبر ہونے پر وہ تینوں الگ الگ مقام پر جا کر مدعی خلافت بن کھڑے ہوں گے۔ پھر ان پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جدال و قتال کو پسند نہیں کرتے وہ امر خلافت کے طلب گار بھی نہیں سوائے یہ کہ خلافت خود بخود ان کو دی جائے۔

ولید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلانے کیلئے قاصد بھیجا۔ قاصد نے ان دونوں حضرات کو مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے پایا۔ وہ قاصد ایسے وقت میں آپ حضرات کے پاس آیا جس وقت ولید کسی سے نہ ملتا تھا۔ قاصد نے کہا کہ آپ دونوں حضرات کو امیر نے بلایا ہے۔ انہوں نے فرمایا تم چلو ہم ابھی آتے ہیں پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ امیر نے ہم کو ایسے وقت میں کیوں طلب کیا جس میں وہ کسی سے ملتے نہیں؟

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پاگئے ہیں۔ ہمیں اس لئے بلایا گیا ہے کہ ان کی موت کی خبر پھیلنے سے پہلے ہم سے یزید کے حق میں بیعت لے لی جائے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا بھی یہی گمان ہے۔ پھر انہوں نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے پوچھا کہ اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت اپنے نوجوانوں کو لے کر چلتا ہوں کیونکہ انکار کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ معاملہ نازک

صورت اختیار کر جائے۔

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اپنی حفاظت کا سامان کر کے ولید کے پاس پہنچے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ میں مکان کے اندر داخل ہوتا ہوں۔ اگر میں تمہیں بلاؤں یا تم سنو کہ میری آواز بلند ہو رہی ہے تو اندر آ جانا اور جب تک میں باہر نہ آ جاؤں تم یہاں سے مت ہٹنا۔ آپ اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس وقت ولید کے پاس مروان بھی موجود تھا۔ ولید نے آپ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وفات پا جانے کی خبر سنائی اور یزید کی بیعت کیلئے کہا۔

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے تعزیت کے بعد فرمایا کہ میرے جیسا آدمی اس طرح چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا اور نہ ہی میرے لئے اس طرح چھپ کر بیعت کرنا مناسب ہے۔ اگر آپ باہر نکل کر دوسرے عام لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی بیعت کی دعوت دیں تو یہ ایک بات ہے۔ ولید جو کہ ایک امن پسند آدمی تھا اس نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے جائیں۔ اس پر مروان نے کہا کہ اگر اس وقت تم نے ان کو جانے دیا اور بیعت نہ لی تو تم کبھی بھی ان پر قابو نہ پا سکو گے۔ تاوقتیکہ بہت سے لوگ قتل ہو جائیں۔ ان کو قید کر لو' اگر یہ بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کا سر قلم کر دو۔ حضور امام عالی مقام علیہ السلام یہ سن کر اٹھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ''ابن الزرقا! تو مجھے قتل کرے گا یا یہ کریں گے؟ خدا کی قسم تو جھوٹا اور کمینہ ہے'' یہ کہہ کر آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے تشریف لے آنے کے بعد مروان نے ولید سے کہا۔ ''تم نے میرا مشورہ نہ مانا اب تم کبھی دوبارہ اس طرح کا موقع نہ پا سکو گے''۔ ولید نے کہا ''تم پر افسوس کہ تم مجھے ایسا مشورہ دے رہے ہو خدا کی قسم اگر دنیا بھر کا مال و متاع اور بادشاہی مجھے اس بات پر ملے کہ میں نواسۂ

رسول ﷺ کو یزید کی بیعت نہ کرنے پر قتل کردوں تو مجھے قبول نہیں ہے۔ بخدا قیامت کے دن جس سے خون حسین کی باز پرس ہوگی وہ ضرور ضعیف المیزان ہوگا'' مروان نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو یہ بات اس نے صرف ظاہراً کہی تھی ورنہ دل میں ولید کی بات کو ناپسند کرتا تھا۔

حالات کے قدموں میں مرد قلندر نہیں گرتا
ستارہ ٹوٹ بھی جائے تو زمیں پر نہیں گرتا
دریا تو سمندر میں گرا کرتے ہیں اکثر
سمندر کبھی دریا میں لیکن نہیں گرتا

مدینۃ الرسول سے روانگی

درپیش ہے اب گنبد خضراء کی جدائی
اے سرور عالم تیری رحمت کی دھائی

یزید پلید کی طرف سے گورنر مدینہ ولید کو کئی خطوط آئے اور ولید وہ خطوط امام عالی مقام علیہ السلام کو دکھاتا رہا۔ چنانچہ جب امام کو یقین ہوگیا کہ اب یہ لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیں گے۔ تب آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک رات بعد مدینہ منورہ کی حرمت کی خاطر مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

(تجھے زمانہ دیکھنے کیلئے مدینہ آتا ہے تو کسے دیکھنے کیلئے جا رہا ہے)

گھر والوں کو تیاری کا حکم دے کر آپ خود نور خدا سید الانبیاء دستگیر بے کساں اپنے نانا حضور کے روضۂ اقدس پہ حاضر ہوئے۔ دست بستہ سلام عرض کیا۔ آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہوگئے۔

سلام اے جد امجد اے مرا منہ چومنے والے
مجھے دوش نبوت پہ بٹھا کر گھومنے والے
ذرا نظریں اٹھا کر دیکھو کس کا نور عین آیا
میرے نانا تیرے در پر تیرا پیارا حسین آیا

گنبد خضریٰ کے مکین سید الاولین والآخرین رحمت للعالمین ﷺ اور مدینہ طیبہ سے جدائی کے خیال نے امام عالی مقام پر رقت طاری کر دی۔ اس شہر مقدس کی معطر اور پرنور فضاؤں میں آپ اپنے بچپن سے لے کر اب تک سانس لیتے آ رہے تھے مدینہ منورہ سے دوری آپ کیلئے بڑی مشکل تھی۔

نانا تیرے کرم کے خزینے کی خیر ہو
میں جا رہا ہوں تیرے مدینے کی خیر ہو

قارئین ذرا غور فرمایئے۔ یہ کس قدر عظیم جہاد ہے۔ اور کتنا کٹھن مرحلہ ہے کہ ساٹھ سال پہلے سید الانبیاء ﷺ ابوسفیان جیسے شرپسندوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر بحکم الٰہی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آج ساٹھ سال کے بعد اس ذات ستودہ صفات کے نواسے سید الشہداء علیہ السلام خاندان نبوت کو اسی ابوسفیان جیسے فرعونی یزید لعنتی کی شرارتوں کی وجہ سے مدینہ سے مکہ کی طرف ہجرت فرمانا پڑی۔

ہجرت مصطفوی کے کچھ عرصہ بعد فتح مکہ ہوا جس سے ابوسفیان کی شیطانیت ختم ہوگئی اور اسی طرح ہجرت حسینی کے کچھ عرصہ بعد یزیدیت تباہ و برباد ہوگئی۔

سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام اپنے نانا حضور کے در دولت پہ آہ و زاری کے ساتھ سلام پیش کر رہے ہیں۔ ایک شاعر نے منظر کشی پیش کی ہے۔

ہتھ جوڑ امام نے عرض کیتی تیرا پیار حسین ذیشان چلیا
تیری مہر نبوت تے بہن والا چڑھ کے نیزے تے پڑھن قرآن چلیا

دیکھ زینب سکینہ تے شہربانو نالے اکبر عباس جوان چلیا
اساں فیر مسافراں آوناں نئیں تیرے دین تو ہون قربان چلیا

رات کا کچھ حصہ نانا حضور کے پاس گزارا اور سلام پیش کرنے کے بعد اسی آنسوؤں کی جھڑی کے ساتھ جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ طیبہ طاہرہ زاہدہ عابدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس اور اپنے برادر بزرگوار خلیفہ خامس جناب سیدنا امام حسن مجتبیٰ شبیہ مصطفیٰ علیہ السلام پہ حاضری پیش کی۔

ایک پنجابی شاعر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور پر امام عالی مقام علیہ السلام کی حاضری کا نقشہ بیان کرتا ہے۔

پڑھ کے فاتحہ ماں دی قبر اتے اتے شاہ حسین پکار دا اے
میرا بولیا چالیا معاف کرنا اے سلام ہن آخری وار دا اے
تیری گود اندر لکھاں سکھ پائے ہن دکھاں دا بھار پیا مار دا اے
میرے خون دی دین نوں لوڑ پے گئی تائیوں کربلا تخت اسوار دا اے

لوگوں نے کہا کہ اے مصطفیٰ کے نور عین ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں۔ دیدار حبیب کے فدائی آپ کی زیارت سے اپنے ٹوٹے دلوں کو تسکین دیتے ہیں۔ آپ کا دیدار ہمارے قلب کا قرار ہے۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ کَانَ اَشْبَهُهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہ
حسنین مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

آپ نے جواب دیا کہ میں اسی ذات احد کے جلوے کے نظارے کیلئے کربلا کی ریت پر سجدہ کرنے جا رہا ہوں اور اسی کے جمال کیلئے غرق ہونے کیلئے جا رہا ہوں۔

منم محو خیال او نمی دانم کجا رفتم
شدم غرق جمال او نمی دانم کجا رفتم

اب سیدنا امام عالی علیہ السلام مقام خاندان نبوت کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔ آج اہل مدینہ کا حال بے حال ہو رہا ہے۔ لوگوں کا قرار دل سب کو بے قرار کر کے مدینہ طیبہ سے رخصت ہو رہا ہے۔

گلی گلی مدینے دی چیخ اٹھی جدوں کربلا دا شہسوار ٹریا
ایہہ تے جگرا حسین دا جاندا اے کیویں چھڈ کے بیٹی بیمار ٹریا
ٹردا کوئی نئیں گھراں چوں انج جویں' اج فاطمہ زہرا دا لال ٹریا
روندا ہویا حسین ذیشان صائم جندرے اماں دے گھر نوں مار ٹریا

حضرت امام عالی مقام ۲۷ رجب المرجب ۶۰ ہجری بروز اتوار مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

(سورۃ القصص آیت ۲۱)

''تو وہ اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے۔ کہا اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما''۔

مکہ مکرمہ میں آمد

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہیں
جن کا معدن ہے نجف میں وہ گہر آتے ہیں
حضرت سرور عالم کے سپر آتے ہیں
سیدہ فاطمہ کے لخت جگر آتے ہیں
واہ قسمت! کہ چراغ حرمین آتے ہیں
اے مسلمانو! مبارک ہو حسین آتے ہیں

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام مدینہ طیبہ سے شاہراہ عام کے راستہ پر

سے چھٹے روز بروز جمعۃ المبارک ۳ شعبان المعظم ۶۰ ہجری کو مکہ معظمہ میں پہنچے تو اہل مکہ آپ کی آمد کی خبر سنتے ہی آپ کے استقبال اور دیدار فرحت آثار کیلئے جمع ہو گئے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت آپ نے آیت پڑھی۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ

(سورۃ القصص ۲۲)

''اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا امید ہے میرا رب مجھے سیدھی راہ پر چلائے گا''۔

آپ نے ۳ شعبان المعظم سے لے کر ۸ ذوالحج ۶۰ ہجری تک برابر تقریباً چار ماہ اور چھ دن شعب ابی طالب میں قیام فرمایا۔ یہ وہی مقام جہاں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مقیم ہوئے۔ جب قریش نے آپ سے جدائی کی اور بنو ہاشم کو یہاں پر رہنا پڑا۔ آج اسی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے کو بھی قیام کرنا پڑا۔ اس قیام کے دوران تمام اہل مکہ واطراف عالم کے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں آتے رہے اور سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر فیوض و برکات علمیہ وعملیہ سے استفادہ حاصل کرتے رہے اور دیدار شہزادۂ کونین سے اپنے دلوں کو تسکین دیتے رہے۔ آپ مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے اور پر امن زندگی گزارنے کے خواہش مند رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی موافقت میں کوئی فوجی طاقت بنائی اور نہ کوئی امدادی پارٹی بنانے کی کوشش کی اور نہ ہی تحریر وتقریر یا دیگر ذرائع سے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کی مگر بہت جلد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ حضرت امام کا یہاں زیادہ دیر رہنا ناممکن ہو گیا۔

(شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۵۸۴)

جب یزیدی حکومت کو حضرت امام کے مکہ معظمہ پہنچنے کا علم ہوا تو اس نے

مدینہ کے گورنر ولید کو معزول کر دیا اور عمرو بن سعد کو مقرر کر دیا اور مکہ معظمہ میں یحییٰ بن حکیم بن صفوان تھے ان کو معزول کر کے اسی کو والی بنا دیا۔

اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضرت امام عالی مقام کے معاملہ میں یزید پلید کا طرز عمل اتنا غیر منصفانہ اور جارحانہ تھا کہ اسے اس مقصد کی تکمیل کیلئے وہ آدمی نہ ملتے تھے اور خود اس کے گورنر اس کے احکام کی تعمیل اس کی خواہش کے مطابق نہ کر سکتے تھے۔ اسے صرف ان لوگوں کی ضرورت تھی جو اہل بیت کے ساتھ کسی مراعات کی جگہ اپنے دل میں نہ رکھتے ہوں۔

اہل کوفہ کی امام عالی مقام کو دعوت

کوفہ شہر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے محبوں کا مرکز اور گڑھ تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ آپ نے اپنا دار الخلافہ مدینہ طیبہ کی بجائے کوفہ قرار دیا تو آپ کے تمام محب وہیں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی امام عالی مقام کی خدمت میں کوفہ تشریف آوری کی درخواستیں بھیج چکے تھے۔ اب جب انہیں یہ پتہ چلا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے تو کوفہ کے روسا اور عمائدین نے سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر اجتماع کیا اور باہم جان و مال کے ساتھ نصرت امام علیہ السلام کا عہد و پیمان کیا اور پھر چند افراد کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط لکھا۔

ترجمہ ”اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ یہ خط حسین ابن علی کی طرف ہے۔ از جانب سلیمان بن صرد مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب ابن مظاہر کوفہ کے شیعہ و دیگر مومنین و مسلمین

السلام علیکم! ہم اس خدا کی حمد و ثناء کرتے ہیں جس کے سواء کوئی عبادت کے

لائق نہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی امام نہیں۔ آپ یہاں بلدی تشریف لائیں۔ شائد اس طرح ہم کو اللہ تعالیٰ حق پر جمع کر دے۔ نعمان بن بشیر قصر دارالامارت کوفہ میں موجود ہیں۔ مگر ہم تو نہ اس کے پیچھے نماز عید و نماز جمعہ پڑھتے ہیں اور اگر ہم کو اطلاع مل گئی کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو ہم اسے نکال کر شام بھیج دیں گے۔ انشاء اللہ"

(شہادت نواسئہ سید الابرار ص ۵۸۷' شہادت امام حسین ص ۱۱۸)

مذکورہ بالا خط لکھے جانے کے بعد عبداللہ بن سمع ہمدانی' عبداللہ بن وال تمیمی' کے بدست حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں مکہ معظمہ روانہ کیا گیا۔ یہ خط حضرت امام علیہ السلام کو ۱۰ رمضان المعظم ساٹھ ہجری کو وصول ہوا اس کے بعد یکے بعد دیگرے خطوط کا تانتا بندھ گیا۔ اس اول خط سے لے کر آخری خط تک حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کو ایسا ہی یقین دلایا گیا۔ چنانچہ آپ کو جو آخری خط موصول ہوا اس کا مضمون یہ تھا۔

"یہ خط حسین ابن علی کے نام ہے جو حسین اور ان کے باپ علی کے شیعہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ لوگ آپ کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں اور آپ کے سوا کسی اور کے متعلق کسی قسم کا حق امامت نہیں رکھتے اے ابن رسول جلدی کیجئے جلدی آیئے"۔

(شہادت نواسئہ سید الابرار ص ۵۸۸ بحوالہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ)

سیدنا امام حسین علیہ السلام کا فیصلہ اور امام مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس جب یہ خطوط پہنچے تو آپ کی ہمت اور غیرت دینی جوش میں آ گئی۔ آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے علم جہاد بلند کرنا اپنا فرض سمجھ لیا۔ اہل کوفہ و بصرہ اور دیگر مختلف مقامات سے بار بار

اصرار پر تمام حجت کی خاطر ان کی دعوت پر لبیک کہنا شرعاً ضروری ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے دیگر اعزہ واقارب اور کئی جلیل القدر صحابہ اور تابعین نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت آپ کوفہ تشریف نہ لے جائیں۔ کوفہ کے لوگ بے وفا ہیں۔ جفا کار ہیں۔ انہوں نے آپ کے ابا حضور سے بے وفائی کی تھی اور پھر یہ لوگ وہ ہیں کہ اپنے ظالم امیر کو تخت سے ہٹا کر دعوت نہیں دے رہے۔ اس کی اطاعت کا قلادہ بدستور ان کے گلے میں ہے پھر بھی آپ کو بلائے جا رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حسب سابق آپ سے بھی بے وفائی کر جائیں۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے یہ سب کچھ سنا اور فرمایا کہ اب مجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوت حق کی خاطر جہاد کرنا فرض ہو چکا ہے۔ وہ لوگ بے وفا ہوں یا وفادار مجھے اس سے سروکار نہیں۔ میں قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیشی کے وقت اس سوال سے ڈرتا ہوں کہ تجھے دعوت حق ایسے وقت میں دی گئی تھی جب ظلم وستم کا بازار گرم تھا۔ سنت نبوی کے خلاف سرکشی ہو رہی تھی۔ دین اسلام میں بدعات وخرافات کو رواج دیا جا رہا تھا۔ لوگوں کے حقوق سلب ہو رہے تھے۔ عزتیں پامال ہو رہی تھیں۔ آزادیاں چھنی جا رہی تھیں۔ اسلامی حکومت و قانون کا تصور مذاق بن کر رہ گیا تھا۔ حسین! اس وقت تو نے اس بغاوت کے خلاف جہاد کا علم بلند کیوں نہ کیا؟ پھر یہ بھی بتاؤ کہ اس وقت میں کیا جواب دوں گا کہ جب کوفیوں نے روز محشر بارگاہ رب العالمین میں کہا کہ ہم نے تو بہت کوشش کی تھی مگر امام بیعت کیلئے راضی نہ ہوئے تھے لہٰذا ہمیں یزید کے ظلم وتشدد سے مجبور ہو کر اس کی بیعت کرنا پڑی اگر امام ہاتھ بڑھاتے تو ہم اپنی جانیں فدا کرنے کیلئے تیار تھے۔ چنانچہ سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے تمام خطوط کا ایک ہی جواب موجودہ قاصدین جو ان ممالک سے آئے ہوئے تھے لکھ کر روانہ فرمایا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

ترجمہ "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے ولا ہے۔ یہ خط حسین ابن علی علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ مسلمان ومومن گروہ کے نام ہانی اور سعید سب سے آخر میں ہمارے پاس تمہارے خطوط لے کر پہنچے اور جو کچھ تم نے ان خطوط میں لکھا میں نے سمجھا کہ اس وقت ہمارا کوئی امام نہیں آپ آیئے (یعنی حسین علیہ السلام) شاید اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی وجہ سے ہدایت اور حق پر جمع فرما دے اس لئے اب میں اپنے چچا زاد بھائی امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو جو اپنے خاندان کے مخصوص اور مسلمہ ہیں روانہ کر رہا ہوں۔ میں نے انہیں مامور کر دیا ہے کہ وہ تمہارے صحیح حالات مجھے لکھیں لہٰذا اگر انہوں نے مجھے وہاں سے لکھ دیا کہ تمہارے ارباب بست کشادہ اس بات پر متفق ہیں جو تم نے بذریعہ فرستاگان اپنے خطوط میں ظاہر کیا ہے تو خود بہت جلدی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم امام برحق نہیں ہے مگر وہی جو کتاب اللہ کے مطابق اور عدل وانصاف پر قائم رہے اور دین حق کا سپردکار رہے اور اپنے نفس کو رضائے الٰہی پر وقف کر چکا ہو۔ فقط والسلام

(شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۵۹۰ بحوالہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد وشہادت

سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے کیلئے تیار فرمالیا۔ چنانچہ ۱۵ رمضان کو آخری تین قاصدوں قیس بن صیداری عمارہ بن عبداللہ سلولی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ازدی کے ہمراہ سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔

سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ آخری سلام وآخری ارشادات کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور سب سے پہلے روضہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والسلام پر حاضری دی پھر اپنے گھر تشریف لائے اور اپنے دو چھوٹے حضرت محمد اور حضرت ابراہیم کو

ساتھ لیا اور باقی گھر والوں کو فرمایا کہ مکہ معظمہ میں سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ اور پھر ان کے ساتھ کوفہ چلے آنا۔ بعدہٗ آپ نے کوفہ کا سفر اختیار کیا اور ۵ شوال المکرّم کو کوفہ پہنچ گئے۔ کوفہ کے محبان علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے نمائندہ کے طور پر آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آپ نے مختار بن عبید ثقفی کے گھر سکونت اختیار فرمائی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے بارہ ہزار، بعض نے اٹھارہ ہزار، بعض نے پچیس ہزار اور بعض نے چالیس ہزار لکھی ہے۔ جنہوں نے آپ کے ساتھ لڑنے مرنے کا عہد کیا۔ کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر نے محبّ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ذرا مزاحمت نہ کی۔ یزید کے ایجنٹوں کو یہ گوارا نہ ہوا کہ یزید کی حکومت ہو اور لوگ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ ان میں سے ایک عمارہ بن یزید بن عقبہ نے گورنر کو کہا! مسلم کو بیعت لینے سے روکو اور اگر نہ رکیں تو ان کو قتل کر دو۔ گورنر کوفہ نعمان بن بشیر نے کہا (ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ صحابی رسول بھی تھے) میں بے غیرت نہیں ہوں کہ گورنری بچانے کیلئے خاندان نبوت کا خون بہاؤں۔ گورنری جاتی ہے تو لاکھ بار جائے لیکن محبت آل رسول دل سے کبھی نہ جائے۔ جب یزیدیوں نے دیکھا کہ بیعت مسلم کا سلسلہ پھیلتا جا رہا ہے اور گورنر بھی روک نہیں رہا تو انہوں نے یزید کو خط لکھا اور سارے حالات بیان کر دیئے۔ یزید نے والی بصرہ عبیداللہ بن زیاد بدنہاد کی طرف حکم جاری کیا کہ بصرہ میں اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام بنا کر فوراً کوفہ کی گورنری سنبھال لے اور نعمان بن بشیر کو معزول کر کے حالات کو اپنے موافق کرے۔ اس کی خاطر خواہ کتنی ہی قتل و غارت کرنی پڑے۔ یہ مکار حجازی لباس پہن کر اور منہ پہ نقاب کر کے مغرب و عشاء کے درمیان مکہ کی طرف سے کوفہ میں داخل ہوا۔ کیونکہ لوگ امام عالی مقام علیہ السلام کے انتظار میں تھے۔ تا کہ لوگ

سمجھیں کہ حسین آ گئے ہیں۔ چنانچہ اس پلید کی مکاری رنگ لائی اور اس کے چہرے پر پردہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اس کو امام حسین سمجھ کر قدمت خیر مقدم یا ابن رسول اللہ ﷺ (آپ کا آنا مبارک ہو اے فرزند رسول) کے نعرے لگانا شروع کر دیئے۔ جب یہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ٹھکانے کی طرف جانے کی بجائے گورنر ہاؤس کو گیا تو لوگوں کے سامنے حقیقت کھل گئی اور کف افسوس ملنے لگے۔ اس نے جاتے ہی نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا اور گورنری خود سنبھال لی۔ اگلی ہی صبح جامع مسجد کوفہ میں اس نے جلسہ بلایا اور لوگوں کو بہت ڈرایا دھمکایا۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ ہانی بن عروہ کے گھر تھے اور ہانی بھی جلسے میں شریک تھے۔ جلسہ ختم ہوا تو ہانی واپس گھر کو گئے سوچ رہے تھے کہ اب کیا کیا جائے۔

ابن زیاد نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کی تلاش کیلئے جاسوس بھیج دیئے جن میں سے ایک معقل نامی شخص کچھ رقم اور کپڑے لے کر امام مسلم رضی اللہ عنہ کا حمایتی بن کر ہانی کے گھر پہنچ گیا۔ اس کا عذر یہ تھا کہ میں نے یہ نذرانہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرنا ہے اور واپس جا کر اس نے ساری اطلاع دے دی۔

ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر ڈرایا اور کہا مسلم کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تہہ تیغ کر دیئے جاؤ گے مگر ہانی استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ آخر کار ننانوے سال کے ہانی (بعض کے قول کے مطابق ہانی صحابی رسول تھے اور بڑا عرصہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صحبت سے بھی فیض پاتے رہے) کو ننگا کر دیا اور شکنجے میں کس کر ایک ہزار کوڑوں کی سزا دی۔ ہانی بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آئی تو فرمایا اگر مسلم میری بغل میں بھی ہوتے تو تب بھی تمہارے حوالے نہ کروں۔

چنانچہ ہانی کو قید کر دیا اور تمام روٗسائے کوفہ کو نظر بند کر دیا گیا اور ان نظر بندوں کو گورنر ہاؤس کی چھت پر چڑھا کر اپنے اپنے قبیلہ داروں اور عزیزوں کو امام

مسلم رضی اللہ عنہ کی حمایت سے دستبردار ہونے کا اعلان کروایا گیا۔ جس سے بہت سارے لوگ امام مسلم رضی اللہ عنہ کی بیعت سے پھر گئے۔ اور جب امام مسلم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ میرا میزبان قید اور کوڑوں کی سزا بھگت رہا ہے تو آپ تلوار لے کر باہر نکلے اور لوگوں کے سامنے آ کر ایسا خطاب فرمایا کہ ایک بار پھر تلواریں آپ کے ساتھ آپ کی حمایت میں چمکنے لگیں۔ اگر آپ حملہ کر دیتے تو کوفہ یزیدیوں سے پاک ہو جاتا مگر آپ صلح پسند ہونے کے ساتھ ساتھ پہل بھی نہ کرنا چاہتے تھے۔ صرف گورنر ہاؤس کا محاصرہ کرنے پر اکتفا فرمایا اور پھر مذکورہ واقعہ پیش آیا کہ مغرب کی نماز کے وقت صرف پانچ سو افراد آپ کے پیچھے کھڑے تھے وہ بھی کمزور دل تھے۔ اب پھر امام اکیلے رہ گئے اور وہ پانچ سو بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ ہانی شہید کر دیئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کا خط لکھ دیا گیا۔ دونوں بچے امام مسلم کے ساتھ تھے کوئی پرسان حال نہ تھا۔ کوفے کے بازار میں امام مسلم بچوں کے ساتھ جا رہے تھے تمام دروازے آپ کیلئے بند تھے ایک دروازہ کھلا تھا اور ایک بوڑھی عورت جس کا نام تاریخ کی کتب میں ''طوعہ'' آتا ہے۔ نمودار ہوئی اور امام سے پوچھا آپ کون ہیں اور آدھی رات کو ان پھول جیسے بچوں کو لے کر پریشان ہو کر کیوں گھوم رہے ہیں فرمایا عرب کا مسافر ہوں۔ حسین کا بھائی ہوں' کوفیوں کا بلایا ہوا مہمان ہوں۔ مائی نے دروازہ کھولا اور اندر بلالیا۔ جو کچھ ہو سکا خدمت تواضع کی۔ مائی کا نافرمان بیٹا رات دیر سے گھر آیا اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر دیکھ کر لالچ میں اندھا ہو گیا اور فوراً جا کر ابن زیاد کو بتا دیا کہ مسلم بمعہ بچوں کے ہمارے گھر میں ہیں۔ اس نے محمد بن اشعث کی قیادت میں ایک دستہ بھیجا۔ جس نے طوعہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ تلوار لے کر باہر تشریف لائے سوائے لڑنے کے چارہ نہ رہا۔ ہاشمی شہزادے نے ایسا حملہ کیا کہ ابن اشعث کو پانچ سو فوجی اور منگوانا پڑے۔ جب پھر بھی غالب

نہ آسکا تو مجبور ہو کر صلح کی بات کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ تو جب چالیس ہزار تھے میں تو اس وقت بھی لڑائی سے پرہیز کرتا تھا۔ اب بھی اگر تم صلح چاہتے ہو تو ٹھیک ہے میں اس پر تیار ہوں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ کوفیوں کی طرف سے اس منافقانہ صلح کے نتیجے میں جب امام مسلم ابن زیاد کے پاس تشریف لائے تو اس نے دروازے کے پیچھے جلاد کھڑا کیا ہوا تھا جس نے تلوار مار کر امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ جبکہ دوسری روایت میں قدرے تفصیل ہے لیکن ہم یہاں جگہ و وقت کی قلت کے باعث صرف اتنا ہی بیان کر رہے ہیں۔ (مکمل واقعہ اور تفصیل اس پہ الگ موضوع جو صرف کربلا کی تفصیل حقائق و واقعات پر مشتمل ہوگا اس میں ہم مکمل حوالہ جات کے ساتھ پیش کر دیں گے)

(کربل کی ہے یاد آئی ص ۱۶۰)

حضرت محمد و ابراہیم پسران امام مسلم کی شہادت

امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے بچوں کی بازیابی پر انعام اور ان کو پناہ دینے پر سخت سزا کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ دونوں بچے قاضی شریح کے گھر میں تھے۔ اور اپنے باپ کی جدائی میں خون کے آنسو رو رہے تھے۔ قاضی شریح بھی امام مسلم کی شہادت کی خبر سن کر زار و قطار رو رہے تھے اور بچوں کے ساتھ پیار کر رہے تھے اور کہنے لگے میں تمہیں تمہارے ابا جان کی وصیت کے مطابق رات کو مکہ مکرمہ جانے والے قافلے کے ساتھ روانہ کر دوں گا اور تم بحفاظت امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچ جاؤ گے۔

چنانچہ قاضی شریح نے رات کے وقت دونوں بچوں کو پچاس پچاس اشرفیاں دیں اور ساتھ کھانا باندھ دیا۔ اپنے بیٹے اسد کو کہا کہ شہر کے فلاں دروازے سے آج رات ایک قافلہ مکہ جانے والا ہے دشمنوں کی نظروں سے بچ کر ان بچوں کو

قافلے کے کسی خدا ترس انسان کے حوالے کر کے آ۔ اسد بچوں کو لے کر چپکے چپکے جب دروازے پر پہنچا تو قافلہ چند منٹ پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا۔ تھوڑی دور گرد و غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ اسد نے کہا وہ قافلہ جا رہا ہے دوڑ کے شامل ہو جاؤ۔ کیا دوڑتے ریشم سے زیادہ نرم پاؤں رات کا اندھیرا دوڑتے دوڑتے صبح ہو گئی۔ قافلہ نہ ملا بلکہ وہی کوفہ کے درو دیوار تھے۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ اب کیا کریں کہ اچانک ایک آواز کڑکی کہ تم کون ہو؟ اہل بیت کے چشم و چراغ تھے جھوٹ کا پتہ ہی نہیں تھا۔ فوراً بولے۔

وہ بولے ہم ہیں ٹکڑے حضرت مسلم کے سینے کے
غریب و بے کس و تنہا مسافر ہیں مدینے کے

یہ ظالم ابن زیاد کا سپاہی تھا جو انعام کے لالچ میں دونوں شہزادوں کو سیدھا ابن زیاد کے دربار میں لے گیا۔ ابن زیاد نے بچوں کو جیل بھیج دیا۔ جہاں کا داروغہ مشکور نامی محب اہل بیت تھا۔ اس نے بچوں کو کھانا کھلایا۔ تھوڑا آرام کا موقع دیا اور رات ہوئی تو اپنی انگوٹھی دے کر بچوں کو کہا! یہ راستہ سیدھا قادسیہ جاتا ہے وہاں میرا بھائی کوتوال شہر ہے۔ اس کو جا کر یہ انگوٹھی دکھانا وہ تمہیں حفاظت کے ساتھ مکے پہنچا دے گا۔ بچے تو نکل گئے لیکن ابن زیاد کو بھی خبر ہو گئی۔ اس نے مشکور کو بلا کر کوڑوں کی سزا دی جس سے وہ شہید ہو گیا۔ (ایک روایت کے مطابق ہے کہ اہل محبت بیان کرتے ہیں کہ سزا کے دوران کسی نے دربار میں سفارش کی کہ مشکور بڑے خاندان کا ہے کہیں بغاوت نہ ہو جائے۔ بس کر اتنی ہی سزا کافی ہے تو مشکور نے اس سفارشی کو ڈانٹ کر کہا۔ خبردار! سفارش کر کے مجھ پر ظلم نہ کر کیونکہ اہل بیت کی محبت میں مجھے ہر کوڑے پر رسول پاک کی زیارت ہو رہی ہے) بچوں کو پکڑنے پر پھر بھاری انعام رکھ دیا گیا۔ ادھر بچے ساری رات دوڑتے رہے صبح نمودار ہونے

لگی تو ایک کنویں کے کنارے کھوکھلا درخت تھا اس میں چھپ گئے کہ کہیں پکڑے نہ جائیں اور کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

ایک عورت اسی کنویں سے پانی بھرنے آئی اس کو درخت کی طرف سے نور کے دو جلوے نظر آئے۔ پوچھا کون ہو بچوں نے پھر سچ سچ کہہ دیا اس عورت نے جو کسی کی کنیز تھی یہ سنا تو کہنے لگی چلو میرے ساتھ میری مالکہ اہل بیت سے محبت کرنے والی ہے تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ بچے ساتھ چل پڑے نہلا دھلا' کھلا پلا کر بچوں کو سلا دیا گیا۔

اس مالکہ کا خاوند حارث لالچ زر میں آدھی رات تک بچوں کو تلاش کرتا کرتا گھر آیا تو بیوی کو جگا کر کھانا مانگا کھا کر ابھی سویا ہی تھا کہ اندر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو جگایا اور بتایا کہ مجھے خواب آیا ہے میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں اپنے ابا حضور کی زیارت کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ابا جان سے پوچھ رہے ہیں۔اے مسلم! اکیلے ہی آ گئے ہو بچوں کو کیوں نہیں لائے تو ابا جان جواب میں عرض کر رہے تھے۔حضور! بس ابھی آنے والے ہیں۔

حارث یہ باتیں سن کر بیدار ہو گیا اور بجلی کی طرح کڑک کر بولا کون ہو تم؟ بیوی نے کہا ہمسائیوں کے بچے ہوں گے تو سو جا کیوں اپنی نیند خراب کرتا ہے۔ لیکن وہ ظالم اٹھا اور اندر جا کر دیکھا تو دونوں شہزادے بانہوں میں بانہیں ڈال کر رو رہے تھے۔ پوچھا! تم مسلم کے بیٹے ہو؟ بچوں نے صاف صاف بتا دیا تو دونوں بچوں کی زلفوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لایا اور گھر کے صحن میں پٹخا کے گیند کی طرح پھینک دیا۔حارث کی بیوی اور کنیز اس کی منتیں کر رہی تھیں مگر ظالم نے ان کی ایک نہ سنی۔ بلکہ پہلے ان کو تلوار سے ختم کیا اور پھر بچوں کو کوفہ کے بازاروں میں گھسیٹتا ہوا۔طمانچے

مارتا ہوا لے جا رہا تھا۔

ارے سید ہیں سید ہیں طمانچے نہ لگا
قرآن کے ورق ہیں زمیں پر نہ گرا
دیکھ ارے دیکھ زمیں اب تو ہلی جاتی ہے
دیکھ ارے فاطمہ روتی نظر آتی ہے

نہر کے کنارے پر لے گیا اور دونوں شہزادوں کو شہید کر دیا گیا۔

(کربل کی ہے یاد آئی)

دنیا کے ہر محاذ پر آئے گا تمہارا نام
ہر زندگی ادب سے کرے گی تمہیں سلام

امام عالی مقام مکہ سے کربلا تک

نواسۂ رسول کریم حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے آٹھ ذی الحجہ کو کوفہ کیلئے روانہ ہوئے۔ جب آپ روانہ ہونے لگے تو آپ کی خدمت اقدس میں درخواست کی گئی کہ آپ کچھ دن اور مکہ میں گزار لیں۔ لیکن حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے والد گرامی کا یہ ارشاد تھا کہ مکہ مکرمہ کے حرم کا تقدس قریش کے ایک شخص کے سبب پامال ہوگا اور اس ایک شخص کے سبب سے مکہ میں خون بہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ مکہ میں یزیدی فوج میری گرفتاری کا اقدام کرے اور ہمارے حامی ہمارے دفاع میں تلواریں اٹھالیں۔ اس طرح میرے سبب سے حرم مکہ میں خون بہے۔

چنانچہ امام عالی مقام علیہ السلام توکل بر خدا کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں صفاح کے مقام پر عرب کے مشہور شاعر فرزدق سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ وہ کوفہ سے آ رہا تھا۔ فرزدق نے آپ کو سلام پیش کیا اور دعا دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مراد پوری کرے اور آپ کو وہ چیز عطا فرمائے گا جس کے آپ طلب

گار ہیں۔ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا۔

قلوب الناس معك وسيوفهم مع بنی امیه

لوگوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔

تاہم قضائے الٰہی آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا ”تو نے سچ کہا۔ بیشک پہلے بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں امر تھا اور بعد میں بھی اسی کے ہاتھ میں اختیار ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہمارے رب کی ہر روز نئی شان ہے اگر قضائے الٰہی وہی ہے جو ہم چاہتے ہیں تو ہم اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر ادا کرنے پر وہی ہمارا مددگار ہے اور اگر قضائے الٰہی ہماری امید کے خلاف ہے تو جس شخص کی نیت صاف ہو اور وہ متقی ہو تو وہ اس کی شکایت نہیں کرتا“۔

اس کے بعد امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنی سواری کو ایڑی لگائی اور ”السلام علیکم“ کہہ کر دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

(شہادت امام حسین ص ۱۴۷ بحوالہ البدایہ والنھایۃ، الطبری، ابن اثیر)

فرزدق سے ملاقات کے بعد امام عالی مقام کا قافلہ آگے بڑھا تو آپ کے بھانجے حضرت عون و محمد رضی اللہ عنہم اپنے والد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر پہنچ گئے۔ جس میں لکھا تھا۔

”میں خدا کے نام پر آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرا یہ خط دیکھتے ہی آپ واپس لوٹ آئیں۔ جو سفر آپ نے اختیار کیا ہے اس میں مجھے آپ کی ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کی بربادی کا خوف ہے۔ آج اگر آپ ہلاک ہو گئے تو اسلام کا

نور بجھ جائے گا۔ آپ ہدایت یافتوں کے راہنما اور اہل ایمان کی امید ہیں۔ آپ سفر میں عجلت نہ کریں اس خط کے پیچھے میں خود آ رہا ہوں۔ والسلام

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کے ہاتھ یہ خط روانہ کر کے خود امیر مکہ عمرو بن سعید سے ملاقات کی اور اسے کہا کہ حسین علیہ السلام کو ایک خط بھیج دیں جس میں انہیں امان دینے اور نیکی واحسان کرنے کا وعدہ ہو۔ نیز خط میں انہیں واپس آنے کی درخواست کی گئی ہو۔ ممکن ہے اس طرح وہ مطمئن ہو کر واپس آ جائیں۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ جو کچھ آپ لکھنا چاہتے ہیں وہ میری طرف سے لکھ لائیں میں اس پر مہر لگا دوں گا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ لکھنا چاہا عمرو بن سعید کی طرف سے لکھ دیا۔ اس پر اس نے اپنی مہر ثبت کر دی۔ آپ نے اس سے مزید کہا کہ میرے ساتھ کسی آدمی کو امان کے طور پر بھیج دو۔ اس پر عمرو بن سعید نے اپنے بھائی یحییٰ کو آپ کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور یحییٰ خط لے کر روانہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ امام عالی مقام علیہ السلام سے جا ملے اور انہیں یہ خط پڑھ کر سنایا۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے واپس آنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔

ترجمہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے ایک کام سرانجام دینے کا حکم فرمایا ہے جسے میں ہر حالت میں انجام دوں گا۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خواب میں کسی کو نہ بتاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے رب عزوجل سے جا ملوں"

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو ابھی تک نہیں ملی تھی۔ لہٰذا آپ نے وادی ذی رمہ کے مقام "الحاجر" سے قیس بن مسہر صیداوی یا اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کو اہل کوفہ کے نام خط دے بھیجا جس

میں آپ نے لکھا۔

''مجھے مسلم بن عقیل'' کا خط مل گیا ہے جس میں انہوں نے ہمارے متعلق حسن رائے اور ہماری مدد و حق طلبی کیلئے تمہارے اجتماع کی خبر دی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب فرمائے اور تمہیں اس اعانت پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں آٹھ ذی الحجہ بروز منگل یوم ترویہ کو مکہ سے روانہ ہو چکا ہوں۔ جب تمہارے پاس میرا قاصد پہنچے تو مخفی طور پر اپنے کام کیلئے کوششیں بڑھا دیں۔ میں انشاء اللہ جلد ہی تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں''۔ ''والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

آپ کا قاصد خط لے کر روانہ ہوا مگر قادسیہ کے مقام پر گرفتار ہو گیا اور اسے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابن زیاد نے اس سے کہا کہ محل کے اوپر چڑھ کر سب لوگوں کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو گالیاں دو۔ قاصد نے محل کے اوپر چڑھ کر گالیاں دینے کی بجائے ان کی تعریف کی اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور کہا کہ امام عالی مقام مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں میں ان کا فرستادہ ہوں۔ تم سب کو چاہیے کہ امام عالی مقام علیہ السلام کی فرمانبرداری اور اطاعت کریں اس پر ابن زیاد کے حکم سے اسے محل سے گرا دیا گیا جس کی وجہ سے اس کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ شہید ہو گیا۔

قافلہ حسینی کوفہ کے حالات سے بے خبر کوفہ کی جانب رواں دواں تھا۔ راستے میں ہر چراگاہ سے جس پر قافلے کا گزر ہوتا کچھ لوگ ہمراہ ہو جاتے۔ جب قافلہ ثعلبہ کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی بن عروہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے کئی بار ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا۔

جب امام عالی مقام اپنے قافلے کے ہمراہ مقام ''زرود'' پر پہنچے تو آپ کو اپنے اس قاصد کے قتل کی خبر ملی جسے آپ نے مکہ سے روانگی کے بعد مقام حاجر

سے خط دے کر بھیجا تھا۔ اس المناک خبر کے ملنے کے بعد آپ نے اپنے سب رفقاء کو جمع کر کے فرمایا ''ہمارے شیعوں (محبوں) نے ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ تم میں سے جو واپس جانا چاہے وہ بخوشی واپس چلا جائے۔ ہماری طرف سے اس پر کوئی پابندی یا الزام نہیں ہے''۔

آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ راستہ میں دیہات کے بہت سے لوگ اس خیال کے تحت آپ کے ساتھ ملے تھے کہ شاید آپ کسی ایسے شہر میں جا رہے ہیں جہاں کے رہنے والوں نے آپ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ جبکہ ان لوگوں کو صحیح حالات سے آگاہ کئے بغیر ساتھ لے جانا مناسب نہیں تھا نیز آپ جانتے تھے کہ جب انہیں صحیح حالات کا علم ہوگا تو آپ کے ساتھ صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو آپ کے ساتھ جان کی بازی لگانے پر بھی تیار ہوں گے۔ آپ کے اس اعلان کے بعد بہت سے وہ لوگ جو راستے میں آپ کے ہمراہ ہو گئے تھے' منتشر ہو گئے اور آپ کے ساتھ وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے چلے تھے۔

البتہ امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا اور جب آپ ''کوہ ذی حشم'' کے مقام پر پہنچے تو حر بن یزید جو کہ حکومت یزید کی طرف سے آپ کو گرفتار کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ ایک ہزار مسلح سواروں کے ساتھ پہنچ گیا اور آپ کے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں حر اور اس کی فوج نے امام عالی مقام کی امامت میں ہی ادا کیں۔ عصر کی نماز کے بعد آپ نے انہیں خطاب فرمایا اور ظلم کرنے والے دوسرے مدعیان خلافت کی بیعت کو توڑ دینے کی ترغیب دی۔

آپ نے (امام عالی مقام علیہ السلام) خطوط اہل کوفہ اور قاصدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آج تمہاری رائے اس سے مختلف ہے جو تمہارے خطوط اور قاصدوں نے مجھ پر ظاہر کی تھی تو پھر میں واپس چلا جاتا ہوں۔ حر نے کہا ہم نہیں

جانتے یہ خطوط کیسے ہیں اور کس نے انہیں لکھا ہے۔ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے خطوط سے بھرے دو تھیلے منگوا کر حر کے سامنے انڈیل دیئے اور ان میں سے چند خطوط پڑھے۔ اس پر حر نے کہا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے آپ کو یہ خطوط لکھے ہیں۔

ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ جب ہم آپ کو ملیں تو آپ سے اس وقت تک جدا نہ ہوں جب تک آپ کو ابن زیاد کے پاس نہ لے جائیں آپ نے فرمایا ''موت اس سے زیادہ قریب ہے'' یعنی آپ کا مطلب تھا کہ مجھے زندہ گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے جانا ناممکن ہے۔ اس کے بعد امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ جب مرد و عورتیں سب سوار ہو گئے تو آپ نے واپس لوٹنے کا ارادہ فرمایا کہ حر کے لشکر نے آپ کا راستہ روک لیا۔ اس کے بعد فریقین میں کچھ بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ بالآخر حُر نے کہا مجھے آپ کے ساتھ لڑنے کا حکم نہیں ہے۔ مجھے تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ کے ساتھ لگا رہوں۔ حتیٰ کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس کوفہ لے جاؤں۔ اگر آپ انکار کرتے ہیں تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ جاتا ہو اور نہ مدینہ کو اسی اثناء میں اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ یزید کو لکھیئے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا فرما دے کہ جس سے میں آپ کے معاملے میں آزمائش سے بچ جاؤں۔

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے قافلہ کو کوچ کا حکم فرمایا اور غدیب اور قادسیہ جانے والے راستے سے بائیں جانب کو ہو لئے۔ حر بن یزید آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

حضرت امام عالی مقام چلتے چلتے بتاریخ ۲ محرم الحرام ۶۱ بروز جمعرات اپنے ساتھیوں اور اہل و عیال سمیت نینوا کے میدان میں پہنچے اور خیمہ زن ہو گئے۔ حر نے

بھی آپ کے مقابلے میں خیمے نصب کر دیئے۔ حر کے دل میں اگرچہ اہل بیت نبوت کی عظمت تھی اور یہاں تک کہ اس نے اپنی نمازیں بھی امام عالی مقام علیہ السلام کے پیچھے ہی ادا کیں تھیں مگر وہ ابن زیاد کے حکم سے مجبور تھا۔ وہ ابن زیاد کے ظالم و سفاک مزاج سے واقف تھا اور اسے علم تھا کہ اس نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ کوئی نرمی روا رکھی یا ابن زیاد کی حکم عدولی کی کوشش کی تو یہ بات ایک ہزار کے لشکر کے سامنے چھپی نہ رہے گی۔ اور وہ اس کو سخت سزا دے گا معاف ہرگز نہیں کرے گا۔

جس مقام پر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اپنے ساتھیوں اور اہل وعیال کے ہمراہ خیمہ زن ہوئے اس دشت و بیابان کی اداس اور مغموم فضا کو دیکھ کر آپ نے پوچھا اس مقام کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اس جگہ کو ''کربلا'' کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بس یہی ہمارے سفر کی آخری منزل ہے۔

کربلا پہنچتے ہی حضرت امام عالی مقام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات عالی یاد آ رہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے۔ بچپن کے زمانے کی یادیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی بشارتیں آپ کی آنکھوں کے سامنے آ گئیں۔ آپ کو بچپن کا وہ لمحہ یاد آ گیا۔ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ ان کے گھر میں اپنے بڑے بھائی حضرت حسن علیہ السلام کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک آپ کی امت میں سے ایک جماعت آپ کے اس بیٹے حسین کو آپ کے بعد قتل کرے گی'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسین علیہ السلام کی جائے شہادت کی تھوڑی سی مٹی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا کہ ''اس میں رنج و بلا کی بو آتی ہے'' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین علیہ السلام کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور رو دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام سلمہ!

جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو جان لینا کہ میرا یہ بیٹا قتل ہو گیا ہے"۔

یہی وہ میدان تھا جس کی نسبت حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا:

"یہ ان (حسین اور اس کے قافلے) کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ کہ خون کا مقام ہے۔ آل محمد کا ایک گروہ اس میدان میں شہید ہوگا۔ جس پر زمین و آسمان روئیں گے"۔ (شہادت امام حسین ص ۱۴۷ تا ۱۵۵ بحوالہ البدایہ والنہایہ' الخصائص الکبریٰ' طبری' سر الشہادتین' المعجم الکبیر للطبرانی' ابن اثیر وغیرھم)

سب جہانوں سے الگ ہے اک جہان کربلا
پرچم حق و صداقت درمیان کربلا

کربلا ہے خون سے لکھی گئی اک داستاں
ہے وفاؤں کا سمندر ہر جوان کربلا

ذات بھی قرباں ہوئی سب کچھ لٹا کر چل دیئے
ثبت ورق دہر پر کر کے پیام کربلا

سر جھکانے کو فقط اک بارگاہ اک آستاں
جبر کے سینے میں خنجر عاشقان کربلا

سفر صحرا دھوپ گرمی اور شدت پیاس کی
کس قدر ثابت قدم ہیں غازیان کربلا

گرد میں صدیوں کی دب جائیں گے سارے واقعات
روشنی دیتا رہے گا کاروان کربلا

عمر بن سعد کی آمد

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کا قافلہ غریب الوطنی کے عالم میں کربلا کے میدان میں خیمہ زن تھا۔ دوسری طرف یزیدی حکومت ان نفوس قدسیہ پر قیامت برپا کرنے کو بھرپور تیاریوں میں مصروف تھی۔ چنانچہ ۳ محرم الحرام کو عمر بن سعد چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ مقابلہ کیلئے کوفہ پہنچ گیا۔ ابن زیاد نے یہ لشکر دیلم کیلئے تیار کیا تھا لیکن جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا معاملہ پیش آیا تو اس نے عمر بن سعد کو حکم دیا کہ پہلے حسین علیہ السلام کی طرف جاؤ اور اس سے فارغ ہونے کے بعد دیلم کو چلے جانا۔ عمر بن سعد نے امام عالی مقام علیہ السلام پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارا استعفیٰ منظور کر لیتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ میں تمہیں دوسرے علاقوں سے بھی معزول کر دوں گا جن پر میں نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ عمر بن سعد نے اس مسئلہ پر غور کرنے کیلئے کچھ مہلت مانگی اور پھر اس نے اس معاملہ میں اس نے جس سے بھی مشورہ کیا اس نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام پر حملہ کرنے سے روکا حتیٰ کہ اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ خدا کیلئے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام پر ہرگز لشکر کشی نہ کرنا۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور قطع رحمی ہے۔ خدا کی قسم اگر تمہیں سارے جہان کی سلطنت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں تو یہ تمہارے لئے حضرت امام حسین (امام عالی مقام علیہ السلام) کا خون بہانے اور اپنی گردن پر لینے سے زیادہ آسان ہے۔ ابن سعد نے کہا کہ میں انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا مگر جب ابن زیاد نے اسے معزولی کے ساتھ ساتھ قتل کرنے کی دھمکی دی تو وہ لشکر کے ہمراہ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گیا۔

پانی بند کرنے کا حکم

حق کی صداقتوں کی نشانی حسین ہے
دنیا میں انقلاب کا بانی حسین ہے
صحرا میں اس کے صبر کی تحریر میں پڑھوں
دریا کی موج پیاس ہے پانی حسین ہے
سیرت ہے فاطمہ کی تو صورت علی کی ہے
دنیا میں مصطفیٰ کی نشانی حسین ہے
دنیا کو جس نے اپنے لہو سے شکست دی
وہ مرد حق وہ حیدر ثانی حسین ہے

عمر بن سعد نے حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے مجھے لکھا تھا کہ میں ان کے پاس آؤں۔ اب اگر وہ مجھ سے بیزار ہیں تو میں واپس مکہ معظمہ چلا جاتا ہوں۔ جب ابن سعد کو یہ جواب ملا تو اس نے کہا کہ میری یہ تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی طرح مجھے امام عالی مقام علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے سے بچالے۔

چنانچہ اس نے ابن زیاد کو یہ بات لکھ بھیجی کہ امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ کی ان سے بیزاری پر واپس مکہ جانا چاہتے ہیں۔ لیکن ابن زیاد نے یہ جواب دیا کہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کرو اور حسین علیہ السلام سے کہو کہ وہ خود اور ان کے ہمراہی امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کریں جب وہ بیعت کرلیں گے تو پھر ہم سوچیں گے کہ اب کیا کرنا ہے۔ اس پر عمر بن حجاج کی قیادت میں ابن سعد کے آدمیوں نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے قافلہ پر پانی بند کردیا۔

(شہادت امام حسین بحوالہ البدایہ والنھایہ)

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیس سوار اور بیس پیدل پانی لینے کیلئے بھیجے عمرو بن حجاج اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مزاحمت کرنے لگا لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی مقابلہ کے بعد پانی لانے میں کامیاب ہو گئے۔ (شہادت امام حسین بحوالہ البدایہ والنھایہ)

شجاعت کا صدف مینارۂ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا بے کسوں کی آس کہتے ہیں
یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھاؤں سے لرزیں
اسے ارض و سما والے حضرت عباس کہتے ہیں

پھر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے ابن سعد سے ملنے کی خواہش کی۔ اس پر دونوں فریق بیس بیس سواروں پر آئے۔ آپ نے اپنے رفقاء کو اور ابن سعد نے اپنے ساتھیوں کو ایک طرف کر دیا۔ دونوں کے درمیان تنہائی میں کافی دیر تک گفتگو ہوئی۔ جس کو کسی نے نہیں سنا پھر دونوں اپنے اپنے لشکر میں واپس ہو گئے۔ اس گفتگو کے متعلق دو روایتیں ہیں۔

۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے ابن سعد سے فرمایا کہ لشکروں کو یہیں چھوڑ کر ہم دونوں یزید کے پاس شام چلتے ہیں اور اس سے براہ راست معاملہ طے کرتے ہیں۔ ابن سعد نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو ابن زیاد میرا گھر مسمار کرا دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بہتر گھر تعمیر کرا دوں گا۔ ابن سعد نے کہا کہ وہ میری جائیداد ضبط کر لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنی حجاز کی جائیداد میں سے اس سے بھی زیادہ مال دے دوں گا لیکن ابن سعد نے یہ بات منظور نہ کی۔

۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ

ا) ہم دونوں یزید کے پاس چلتے ہیں۔ یا

ب) تم مزاحمت نہ کرو میں واپس حجاز چلا جاتا ہوں۔ یا

ج) ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے سرحد کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔

(شہادت امام حسین ص ۱۵۷)

عمر بن سعد نے یہ بات ابن زیاد کو لکھ بھیجی۔ ابن سعد کا خط ابن زیاد کے پاس پہنچا تو اس کا ارادہ بھی ہوا کہ ان تین باتوں میں سے ایک بات مان لی جائے۔ اس وقت ابن زیاد کے پاس شمر بن ذی الجوشن بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بد بخت کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیا تم حسین علیہ السلام کی ان شرطوں کو قبول کرتے ہو حالانکہ اس وقت وہ تمہاری گرفت میں ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ تمہاری اطاعت کئے بغیر یہاں سے چلا گیا تو یہ اس کے غالب و قوی اور تمہارے مغلوب و کمزور ہونے کا باعث ہوگا۔ ایسا موقعہ اس کو ہرگز نہ دو۔ اس میں سراسر تمہاری ذلت ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ حسین اور اس کے ساتھی تمہارے حکم پر گردنیں جھکا دیں پھر اگر تم ان کو سزا دو تو یہ تمہارا حق ہے اور اگر تم ان کو معاف کر دو تو اس کا بھی تمہیں اختیار ہے۔ خدا کی قسم! مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ حسین علیہ السلام اور ابن سعد اپنے لشکروں کے مابین رات بھر بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں۔

ابن زیاد نے کہا تم نے اچھی رائے دی ہے پھر شمر بن ذی الجوشن کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ اگر حسین علیہ السلام اور اس کے رفقاء میرے حکم کی تعمیل کریں تو بہتر ورنہ عمر بن سعد کو حکم دو کہ وہ حسین اور اس کے اصحاب پر حملہ کر دے۔ اگر عمر بن سعد اس میں لیت و لعل کرے تو اس کو قتل کر دو اور فوج کی کمان خود سنبھال لو۔ قتل حسین میں سستی کرنے پر ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ایک خط لکھا کہ اگر حسین اور اس کے ساتھی اطاعت قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرو کیونکہ وہ باغی ہیں۔

(شہادت امام حسین ص ۱۵۸ بحوالہ البدایہ والنہایہ)

جب شمر بن ذی الجوشن ابن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس آیا تو اس نے کہا۔ ''اے شمر خدا تیرے گھر کو برباد کرے اور جو کچھ تو لایا ہے اس پر تیرا ستیاناس کرے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت حسین علیہ السلام نے جو تین امور پیش کئے تھے انہیں منظور کرنے سے ابن زیاد کو تو نے ہی روکا ہے'' شمر نے کہا کہ تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا ارادہ اب کیا ہے؟ کیا تم ان سے جنگ کرتے ہو یا میرے اور ان کے درمیان سے ہٹتے ہو۔ ابن سعد نے کہا کہ نہیں میں سرداری تمہارے ہاتھ میں نہ دوں گا بلکہ خود فوج کی قیادت کروں گا''۔ (شہادت امام حسین بحوالہ البدایہ والنہایہ)

المختصر یہ فوج ۹ محرم الحرام ۶۱ ھ بروز جمعرات دن ڈھلے جنگ کیلئے قافلہ امام عالی مقام کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

ایک رات کی مہلت

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اپنے خیمے کے سامنے تلوار کا سہارا لئے بیٹھے تھے۔ اسی دوران آپ پر غنودگی طاری ہوگئی۔ ادھر ابن سعد نے اپنے لشکر کو پکارا کہ اے اللہ کے سپاہیو! سوار ہو جاؤ فتح و کامرانی کی خوشی مناؤ۔ اس پر تمام لشکر کے لوگ نماز عصر کے بعد سوار ہو کر حملہ کرنے کیلئے امام عالی مقام علیہ السلام کے خیموں کے قریب پہنچ گئے۔ یزیدی فوج کا شور و غوغا سن کر آپ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور آپ کو بیدار کیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا:

''میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ تم ہمارے پاس آنے والے ہو''۔

بہن نے یہ سن کر کہا ''یویلتاہ'' (ہائے مصیبت)

آپ نے فرمایا ''اے بہن! افسوس نہ کر صبر کر اللہ تم پر رحم کرے''۔

آپ کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ’’اے بھائی وہ لوگ تمہاری طرف آ رہے ہیں‘‘۔ آپ نے فرمایا’ جاؤ اور ان سے پوچھو کہ تم کس ارادے سے آئے ہو‘۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تقریباً بیس سواروں کو ساتھ لے کر یزیدی لشکر کی طرف گئے۔ اور اس کے پاس پہنچ کر پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ امیر ابن زیاد کا حکم ہے کہ تم اس کی اطاعت قبول کرلو ورنہ ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں حضرت حسین علیہ السلام کو یہ اطلاع دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں سے کہو ہمیں ایک رات کی مہلت دے دیں۔ تاکہ اس آخری رات میں ہم اچھی طرح نماز پڑھ لیں‘ دعائیں مانگ لیں اور توبہ و استغفار کرلیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے نماز‘ تلاوت اور دعا و استغفار سے بڑا قلبی تعلق ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابن سعد کے دستہ سے کہا کہ ہمیں ایک رات کی مہلت دو تاکہ ہم رات کو کچھ عبادت کرلیں اور اس معاملہ میں مزید غور کرلیں پھر جو کچھ فیصلہ ہوگا صبح تم لوگوں کو بتادیں گے۔ ابن سعد کے دستہ نے یہ بات مان لی۔

حضرت امام عالی مقام کا رفقاء سے خطاب

ابن سعد کے دستے کے واپس لوٹنے کے بعد حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا۔ آپ کے فرزند ارجمند سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیماری کی حالت میں ہی اپنے والد گرامی کے قریب جا بیٹھا تاکہ سنوں کہ وہ کیا فرماتے ہی۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد آپ نے نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں کسی کے ساتھیوں کو

اپنے ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور بہتر نہیں سمجھتا اور نہ کسی اہل بیت کو اپنے اہل بیت سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والا دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارا کل کا دن دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کا دن ہوگا۔ میں تم سب کو خوشی کے ساتھ اجازت دیتا ہوں کہ رات کی اس تاریکی میں چلے جاؤ میری طرف سے کوئی ملامت نہ ہوگی۔ ایک ایک اونٹ لے لو اور تمہارا ایک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے ایک ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے لے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر دے پھر تم اپنے اپنے شہروں اور دیہاتوں میں منتشر ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یہ مصیبت ٹال دے۔ بیشک یہ لوگ میرے ہی قتل کے طالب ہیں۔ جب یہ مجھے قتل کریں گے تو پھر کسی اور کی ان کو طلب نہ ہوگی۔

آپ کے بھائیوں' بیٹوں اور بھتیجوں نے عرض کیا کہ آپ کے بعد ہماری زندگی بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں ایسا برا دن ہمیں نہ دکھائے کہ آپ موجود نہ ہوں اور ہم ہوں۔

آپ نے بنی عقیل سے فرمایا ''اے اولاد عقیل! تمہارے لئے تمہارے بھائی مسلم بن عقیل کا خون ہی کافی ہے۔ تم واپس چلے جاؤ میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں''۔ انہوں نے عرض کیا۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے عشرت دنیا کی خاطر اپنے شیخ' سردار اور اپنے بہترین ابن کا ساتھ چھوڑ دیا ہے نہ تیر پھینکا' نہ نیزہ مارا اور نہ تلوار چلائی فقط اس دنیا کی زندگی کیلئے۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنی جانوں' مالوں اور اپنے اہل وعیال کو آپ پر قربان کر دیں گے۔ آپ کے ساتھی بن کر جنگ کریں گے۔ جو انجام آپ کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔ آپ کے بعد زندہ رہنے کا کوئی جواز نہیں۔

آپ کے دوسرے اصحاب نے بھی اسی طرح کے جذبات کا اظہار کیا اور کہا کہ خدا کی قسم ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ ہم آپ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ ہم اپنی گردنوں' پیشانیوں' ہاتھوں اور اپنے جسموں سے آپ کا دفاع کریں گے۔ جب ہم قتل ہو جائیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ان جذبات کو دیکھ کر آپ نے انہیں حکم دیا کہ تمام رات خیمے قریب قریب کر لو حتیٰ کہ ان کی طنابیں ایک دوسری میں گھسی ہوئی ہوں۔ تاکہ دشمن ہم تک صرف ایک جانب سے آسکے۔ ہمارے دائیں بائیں اور پیچھے کی جانب خیمے ہوں۔

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے حکم پر عمل پیرا ہونے کے بعد آپ کے رفقاء آپ کی معیت میں ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور عاجزی و انکساری کے ساتھ مغفرت کی دعائیں مانگتے رہے۔

دس محرم الحرام ۶۱ ھ کا دن

عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ لی تو قتال کیلئے تیار ہو گیا۔ حسینی فوج کے بہتر (۷۲) جانثاروں نے امام عالی مقام علیہ السلام کی امامت میں نماز فجر ادا کی اور یزیدی فوج کے مقابلے کیلئے کربلا کے میدان میں صف آراء ہو گئے۔ یہ جانثار ۳۲ گھوڑ سواروں اور ۴۰ پیادوں پر مشتمل تھے۔ آپ نے میمنہ پر زہیر بن قیس رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو مقرر فرمایا اور جھنڈا اپنے برادر حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور عورتوں کے خیموں کی طرف پشت کر لی۔

(نواسۂ سید الابرار ص ۸۰۷' شہادت امام حسین ص ۱۶۲)

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوئے۔ قرآن مجید منگوا کر سامنے رکھا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائی۔

''اے باری تعالیٰ! ہر مصیبت میں تو ہی میرا سہارا اور ہر تکلیف میں تو ہی میری امید ہے۔ تمام حوادث میں تو ہی میرا مددگار اور ڈھارس ہے۔ بہت سے غم ایسے ہوتے ہیں جن میں دل بیٹھ جاتا ہے اور ان غموں سے رہائی کی تدبیریں کم ہو جاتی ہیں۔ دوست اس میں ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور دشمن اس سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے ایسے تمام اوقات میں تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تجھی سے اپنا دردِ دل کہا ہے۔ تیرے سوا کسی اور سے کہنے کو دل نہ چاہا۔ اے اللہ! تو نے ہر بار ان مصائب کو مجھ سے دور کر دیا اور ان سے بچالیا تو ہی ہر نعمت کا ولی' ہر بھلائی کا مالک اور ہر خواہش کا پورا (منتہی) کرنے والا ہے''۔

امام عالی مقام کا میدان کربلا میں خطاب

اس سلسلہ کی ایک آخری کڑی اور آخری خطبہ سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کا کربلا میں وہ یہ ہے جو آپ نے فریقین کی جنگی صف بندی کے موقعہ پر اتمام حجت کی خاطر اپنے ہاتھ مبارک میں قرآن پاک لیا اور سرانور پر عمامہ باندھا اور عربی جبہ اقدس پہنچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ وَلَا تَعَجَّلُوْنِیْ حَتّٰی اَعِظَکُمْ بِمَا یَحَقُّ لَکُمْ عَلَیَّ وَحَتّٰی اَعْذِرَ اِلَیْکُمْ مِنْ مَقْدَمِیْ عَلَیْکُمْ فَاِنْ قَبِلْتُمْ عُذْرِیْ وَصَدَقْتُمْ قَوْلِیْ وَاَعْطَیْتُمُوْنِیَ النِّصْفَ کُنْتُمْ بِذٰلِکَ اَسْعَدَ وَلَمْ یَکُنْ لَکُمْ عَلَیَّ سَبِیْلٌ وَاِنْ لَمْ تَقْبَلُوْا مِنِّی الْعُذْرَ وَلَمْ تُعْطُوا النِّصْفَ وَلَا تُنْظِرُوْنَ اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ ○ (شہادت نواسہ سید الابرار ص ۷۰۹)

ترجمہ ''اے لوگو! میری بات سنو اور جلدی نہ مچاؤ میں چاہتا ہوں کہ میرا جو حق تمہیں وعظ و نصیحت کرنے کا ہے وہ پورا کر دوں۔ پس اگر تم نے میری بات کو تسلیم کر لیا تو تم نیک ہو جاؤ گے اور تم کو لڑنے جھگڑنے کا موقعہ نہ مل سکے گا اور اگر میری

بات نہ سنو گے اور انصاف سے کام نہ لو گے پھر تم اپنی طاقت اکٹھی کر لو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔ میرا مددگار وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے قرآن مجید نازل کیا اور وہی اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

فَانْسَبُوْنِیْ وَانْظُرُوْا مَنْ اَنَا ثُمَّ ارْجِعُوْا اِلٰی اَنْفُسِكُمْ دَعَا تُبُوْهَا فَانْظُرُوْا هَلْ يُصْلِحُ لَكُمْ وَقَتْلِیْ وَانْتِهَاكَ حُرْمَتِیْ اَلَسْتُ ابْنِ نَبِيِّكُمْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِیْ وَلِاَخِیْ هٰذَانِ سَيِّدَ الشَّبَابِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا فِیْ هٰذَا حَاجِزَ لَكُمْ عَنْ سَفَكِ دَمِیْ ○ (شہادت نواسہ سید الابرار ص ۲۰۹)

ترجمہ اے لوگو! میرے حسب ونسب پر غور کرو اور دیکھو تو سہی میں کون ہوں پھر اپنے آپ پر ملامت کرو اور غور کرو کہ آیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری ہتک کرنا روا ہے کیا میں تمہارے نبی کا بیٹا نہیں ہوں اور کیا میرے اور میرے بھائی حسن کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ یہ میرے دو بیٹے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ کیا یہ بات بھی تمہیں اس بات پر مانع نہ ہوگی کہ تم بے گناہ میرا خون بہاؤ۔

پھر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! میرا راستہ چھوڑ دو۔ میں کسی محفوظ مقام کی طرف چلا جاتا ہوں''۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو اپنے بنی عم ابن زیاد کا حکم تسلیم کر لینے میں کیا امر مانع ہے۔ آپ نے فرمایا:

معاذ اللہ اور پھر یہ آیت پڑھی۔

اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ○

(القرآن)

ترجمہ میں ہر اس متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے رب کی پناہ مانگتا ہوں''۔ (شہادت امام حسین ص ۱۶۴)

حر کی توبہ

وہی حر ہے کہ شہ کو کربلا میں گھیر لاتا ہے
وہی اب عشق میں شہ کے گلا اپنا کٹاتا ہے

جب عمر بن سعد جنگ کا آغاز کرنے کیلئے آگے بڑھا تو حر بن یزید نے اس سے پوچھا۔ خدا تجھے ہدایت دے۔ کیا تو واقعی اس شخص (حضرت حسین علیہ السلام) سے لڑے گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم! ضرور کم از کم ایسی لڑائی کہ جس میں سر کٹیں گے اور ہاتھ ضائع ہوں گے۔ حر نے کہا۔ کیا ان کی باتوں میں سے کوئی بات بھی تم لوگوں کو منظور نہیں۔ ابن سعد نے کہا خدا کی قسم! اگر یہ معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں ضرور ایسا ہی کرتا لیکن کیا کروں تمہارا امیر نہیں مانتا۔

یہ سن کر حر پر حق روشن ہوگیا اور اس پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کی برادری کے ہی ایک شخص نے اسے کہا۔ خدا کی قسم! آج تمہاری عجب حالت ہے۔ میں نے کسی جنگ میں تمہاری ایسی حالت نہیں دیکھی۔ حالانکہ میرے نزدیک تم کوفہ کے بہادروں میں سے ایک بہادر ترین انسان ہو پھر تمہاری یہ حالت کیوں ہے۔ حر نے کہا خدا کی قسم! میرے ایک طرف جنت اور ایک طرف دوزخ ہے اور میں اس کشمکش میں مبتلا ہوں کہ کدھر جاؤں پھر توقف سے بولا۔ اب تو جنت کی طرف ہی جاؤں گا۔ خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا زندہ جلا دیا جائے۔

کیوں چھوڑ کے دیں فوج میں گمراہوں کے آؤں
حاکم کو ہنساؤں میں محمد کو رلاؤں
کیا حاکم دنیا کا تو احساس کروں میں
محمد کے نواسے کا نہ کچھ پاس کروں میں

یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور امام عالی مقام کے پاس

پہنچ گیا۔

حر کو جنت بھی ملی اوج شہادت بھی ملا
اک نظر میں شاہ نے قطرے کو دریا کر دیا

جنگ کا آغاز

حر کے آنے کے بعد ابن سعد اپنا جھنڈا (علم) لے کر آگے بڑھا اور ایک تیر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی طرف چلا کر کہنے لگا ''گواہ رہنا! سب سے پہلا تیر میں نے پھینکا ہے'' اس کے ساتھ ہی طبل جنگ پر چوٹ پڑی اور دوسروں نے بھی تیر چلانے شروع کر دیئے۔ جنگ شروع ہوگئی اور دونوں طرف سے نکل نکل کر سپاہی داد شجاعت دینے لگے۔

اس روز کثرت مبارزت ہوئی۔ شجاعت و دلیری کی وجہ سے انفرادی جنگ میں حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے ساتھیوں کا پلہ بھاری تھا۔ اس لئے بعض امراء نے عمر بن سعد کو انفرادی جنگ ختم کر کے عام حملہ کا مشورہ دیا۔ چنانچہ عمر بن سعد نے عام حملے کا حکم دے دیا۔

شمر بن ذی الجوشن جو یزیدی لشکر کے میسرہ کا سردار تھا۔ وہ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے میسرہ پر حملہ آور ہوا۔ اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے یزیدی لشکر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے انصار پر ٹوٹ پڑا۔

حضرت سیدنا امام عالی مقام کے ساتھ کل ۳۲ سوار تھے۔ تاہم انہوں نے بے مثال شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔ وہ جدھر کا رخ کرتے تھے یزیدی لشکر کی صفوں کو الٹ دیتے تھے اور ان میں بھگدڑ مچا دیتے تھے۔ عروہ بن قیس جو کہ کوفی سواروں کا سردار تھا اس نے جب ہر طرف سے اپنے سواروں کو پسپا ہوتے دیکھا تو عبدالرحمٰن بن حصین کو ابن سعد کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ ان چند

سواروں نے میرے سوار دستے کا منہ پھیر دیا ہے اور اب حال یہ ہے کہ میرے سوار ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جان بچانے کی فکر کر رہے ہیں۔ اس لئے فوراً کچھ پیدل سپاہی اور تیر انداز بھیجئے۔ ابن سعد نے اس کی درخواست پر شیث بن ربعی کو جانے کا حکم دیا مگر اس نے گریز کیا۔ ابن سعد نے پھر حصین بن نمیر تمیمی کو بلایا اور اس کے ساتھ تمام زرہ پوش سواروں اور پانچ سو تیر اندازوں کو بھیجا۔ ان تیر اندازوں نے حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر تیروں کی بارش کر دی اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو زخمی اور بیکار کر دیا۔ سپاہ حسینی کے مجاہدوں کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ وہ گھوڑوں سے اتر پڑے اور بڑی دیر تک پیادہ ہی اس بہادری کے ساتھ لڑتے رہے کہ کوفیوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔

(شہادت امام حسین ص ۱۶۷ بحوالہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ و امام طبری رحمۃ اللہ علیہ)

میدان کربلا میں حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے ساتھیوں میں بہتر آدمی شہید ہوئے۔

خاندان نبوت کے شہداء کی تفصیل یہ ہے۔

سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے بھائیوں میں سے حضرت جعفر، حضرت عباس، حضرت محمد، حضرت عثمان اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم

اولاد امام عالی مقام علیہ السلام میں سے حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہم

اولاد حسن علیہ السلام میں سے حضرت عبداللہ، حضرت قاسم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم

حضرت عبداللہ جعفر کی اولاد میں سے حضرت عون اور حضرت محمد رضی اللہ عنہم

اولاد عقیل رضی اللہ عنہ میں سے حضرت جعفر، حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم جبکہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اس سے پہلے کوفہ میں شہید ہو چکے تھے۔ یہ چاروں آپ کے صلبی بیٹے تھے۔ جبکہ ان کے علاوہ عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے

عبداللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔

(شہادت امام حسین بحوالہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے
اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

سیدنا امام عالی مقام کی شہادت عظمیٰ

جو دھکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا وہ حسین

جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کے پھر کچھ بھی نہ کھویا وہ حسین

شیر کی مانند جو مقتل میں آیا وہ حسین
جو بہتر زخم کھا کر مسکرایا وہ حسین

راہ حق میں جس نے اپنا سر کٹایا وہ حسین
کربلا میں جس نے اپنا گھر لٹایا وہ حسین

اللہ اللہ راکب دوش پیمبر وہ حسین
فاطمہ کا نور دیدہ جان حیدر وہ حسین

عظمت و اخلاص و قربانی کا پیکر وہ حسین
کربلا کے غازیوں کا میر لشکر وہ حسین

دین کی خاطر تھی جس کی زندگانی وہ حسین
لٹ گئی اسلام میں جس کی جوانی وہ حسین

خلد میں کی حق نے جس کی میہمانی وہ حسین
مل گئی جس کو حیات جاودانی وہ حسین

کیوں خدائی نہ ہو جان و دل سے قربان حسین

بوسہ گاہ مصطفیٰ ہے شاہ رگ جان حسین

آج تک ہیں غیر قومیں بھی ثناء خوان حسین

اللہ اللہ کیا عظیم الشان ہے شان حسین

جان دی لیکن دیا ہرگز نہ دست حق پرست

اللہ اللہ کس قدر محکم تھا ایمان حسین

جس نے اپنے بچوں کو دیدی شہادت وہ حسین

ہنس کر جس نے پیا جام شہادت وہ حسین

اہل بیت نبوت کے افراد جب ایک ایک کر کے شہادت پا گئے تو بالآخر سیدنا حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے میدان میں آنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اس وقت بیمار تھے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے والد گرامی سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا۔ ابا جان! مجھ پر ایسی زیادتی تو نہ کیجئے کہ میرے ہوتے ہوئے آپ میدان میں جائیں۔ میں بھی اپنے بھائیوں کی طرح اپنے نانا جان کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔

میں بھی اپنی دادی جان کی بارگاہ میں سرخرو ہونا چاہتا ہوں۔ اب شہادت کا جام پینے کی میری باری ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹے تو میدان جنگ میں نہیں جائے گا۔ اب میری نسل میں فقط تو ہی باقی رہ گیا ہے۔ مجھے تو شہید ہونا ہی ہے اگر تو بھی شہید ہوگیا تو میرے نانا مصطفیٰ جان رحمت کی نسل کیسے چلے گی۔ تجھے اپنے نانا کی نسل کی بقاء کیلئے زندہ رہنا ہے۔

پوتا علی کا تو بیٹا حسین کا

سارے جہاں میں ایک ہے پودا حسین کا

چنانچہ چھپن سال کے بوڑھے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام تین دن کے بھوکے پیاسے' سارا دن لاشیں اٹھا اٹھا کے جسم چکنا چور خاندان نبوت کی عورتوں کی فکر سے نڈھال۔ لیکن قدموں میں ذرہ برابر بھی ڈگمگاہٹ پیدا نہیں ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف جسمانی طاقت نہ تھی بلکہ فاتح خیبر والی روحانی' ایمانی اور قوت پروردگار حاصل تھی اور اپنی بڑائی کا نام ونشاں نہیں بلکہ بارگاہ الٰہ میں عاجزانہ دعا سے لب وقلب جاری ہیں۔

وہ صبر دے الٰہی جس میں خلل نہ آئے
تیروں پہ تیر کھاؤں ابرو پہ بل نہ آئے

حدیث شریف کے مطابق سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کا نیچے والا حصہ یعنی ناف سے لے کر قدموں تک حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا۔ شاید اسی لئے کہ کربلا میں اتنے دکھ سہنے کے بعد بھی حسین علیہ السلام کے قدموں میں لغزش پیدا نہ ہو' استقامت اور شجاعت کا پہاڑ بن کر ڈٹا رہے اور زبان اقدس سے ہی ارشاد نکلے۔

جو کچھ ہوندا اے ہون دے پرواہ نہیں اپنے آپ دی
میں رہواں یا نہ رہواں گل رہ رسول پاک دی

آپ دیر تک یزیدیوں کو واصل جہنم کرتے رہے۔ پورے یزیدی لشکر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ بیٹا تلوار لے کر جس طرف نکل جاتا یزیدی لشکر خوف زدہ بھیڑوں کی طرح آگے بھاگنے لگتا۔

جنگ کے دوران آپ کو بہت پیاس لگی۔ آپ نے پانی کیلئے دریائے فرات کا رخ کر لیا مگر دشمن سخت مزاحمت کرنے لگا۔ اچانک ایک تیر آیا اور آپ کے چہرہ کو زخمی کر دیا۔

تم نے تو اک فرات پہ پہرے بٹھائے تھے
گہرے سمندروں کا نشاں ہو گئے حسین

تم نے تو قطع کی تھی فقط اک رگ لہو
ہر اک رگ لہو میں رواں ہوگئے حسین

اس کے بعد شمر بن ذی الجوشن کوفہ کے تقریباً دس آدمیوں کو ساتھ لے کر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے خیمے کی طرف بڑھا۔ جہاں آپ کے اہل وعیال اور مال واسباب تھا۔ آپ اپنے اہل خانہ اور قافلہ کی طرف آنے لگے تو شمر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ کے اور آپ کے قافلہ کے درمیان حائل ہوگیا۔ اس پر سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا: ''افسوس ہے تم پر اگر تمہارا کوئی دین نہیں ہے اور تم قیامت کے دن سے نہیں ڈرتے تو کم از کم دنیا کے ذی حسب اور شریف انسان تو بنو۔ اپنے اوباشوں اور جاہلوں کو میرے اہل وعیال اور مال واسباب سے دور رکھو''۔

کونین میں بلند ہے رتبہ حسین کا
فرش زمین سے عرش تک شہرہ حسین کا
بے مثل ہے جہان میں کنبہ حسین کا
سلطان دو جہان ہے نانا حسین کا

حضرت سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام دن کا طویل حصہ میدان میں کھڑے رہے اور یزیدی لشکر کو واصل جہنم کرتے رہے' چاروں طرف سے آپ پر برچھیوں تیروں کے وار ہوتے ہوئے مگر آپ شجاع' دلیر اور مطمئن ہو کر مقابلہ کرتے رہے۔

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسین پر
یہ دکھ نبی کی گود کے پالے حسین پر
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسین پر
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا

گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

آخر کار شمر بن ذی الجوشن نے کہا۔ تمہارا برا ہو کیا انتظار کر رہے ہو کام تمام کیوں نہیں کرتے۔ آپ کا جسم اطہر زخموں سے چور چور تھا۔

آج شبیر پہ کیا عالم تنہائی ہے
ظلم کی چاند پہ زہرا کے گھٹا چھائی ہے
ایک طرف لشکر اعداء میں صف آرائی ہے
یہاں نہ بیٹا نہ بھتیجا نہ کوئی بھائی ہے
برچھیاں کھاتے چلے جاتے ہیں تلواروں میں
مار لو پیاسے کو ہے شور ستم گاروں میں
خون میں تر پیچ عمامے کے ہیں سر زخمی ہے
ہے جبین چاند سی پرنور مگر زخمی ہے
سینہ سب برچھیوں سے تابہ کمر زخمی ہے
تیر بیداد سے دل زخمی جگر زخمی ہے
شدت ضعف سے جس جا پہ ٹھہر جاتے ہیں
سینکڑوں تیر ستم تن سے گزر جاتے ہیں

آپ نے یزیدی لشکر سے فرمایا کہ رک جاؤ مجھے اللہ رب العزت کے حضور سربسجود ہونے دو۔ آپ نے دو رکعت پڑھنے کا ارادہ فرمایا۔ ابھی پہلی رکعت ہی تھی آپ سجدے میں گئے تھے۔

سر بکف قاتل کھڑا تھا سر ہے سجدے میں پڑا
کہتی ہے زمین کربلا اس شان کا سجدہ کوئی نہیں

کہ سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے آگے بڑھ کر آپ کا سر اقدس تن

مبارک سے جدا کر کے خولی بن یزید کے حوالے کر دیا۔

(شہادت امام حسین ص ۱۷۶)

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بعض روایات کے مطابق حملہ آور شمر بن الجوش تھا۔

بعض کے مطابق ذرعہ بن شارق نے برچھے کا وار کیا۔ سنان بن ابی انس نے نیزہ مارا شمر نے تلوار چلائی۔

ایک روایت کے مطابق آپ کے جسم اطہر پر بہتر تیر۔ بیالیس نیزے اور چوبیس تلواروں کے زخم تھے اور ایک دوسری روایت کے مطابق انیس تیر، تینتیس نیزے اور بائیس تلواروں کے نشان تھے۔

آپ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری بروز جمعۃ المبارک بوقت ظہر سجدے کی حالت میں شہید ہوئے۔

یا حسین ابن علی تیرا زمانہ یاد ہے
چھوڑ کر طیبہ تیرا کربل کو جانا یاد ہے
نسبت تیری قرآن سے ہے ناطق قرآن تو
چڑھ کے نیزے پر تیرا قرآن سنانا یاد ہے
تیروں کی برسات میں چھوڑی نہ سید نے نماز
زیرِ خنجر آپ کا پڑھنا دوگانہ یاد ہے
حضرت اصغر کا وہ تیر کھانا گود میں
نہر پر عباس کا بازو کٹانا یاد ہے
سجدے میں گئے آقا کندھوں پہ چڑھنا آپ کا
مصطفیٰ کا سجدے سے سر نہ اٹھانا یاد ہے

اے حسین ابن علی اے گوشۂ جگر بتول

کربل میں جا کے وہ تیرا سر کو کٹانا یاد ہے

دوستو! حدیث شریف میں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں" یہاں یہ بات مکمل ہو رہی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مدینہ سے لے کر کربلا تک حسین مصطفیٰ ﷺ سے ہیں اور کربلا سے لے کر قیامت تک مصطفیٰ حسین سے ہیں۔

ایہہ شرط سی نانے دا دین رہ جائے

اوہدی شان رہ جائے اوہدی آن رہ جائے

لٹی جائے حسین دی جھوک بھاویں

پر نانے دا زندہ اسلام رہ جائے

سلام بحضور امام عالی مقام علیہ السلام

جس کو دھوکے سے کوفے بلایا گیا   جس کو بیٹھے بٹھائے ستایا گیا
جس کے بچوں کو پیاسے رلایا گیا   جس کی گردن پر خنجر چلایا گیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جس نے حق کربلا کا ادا کر دیا   اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کر دیا   جس کو امت کی خاطر فدا کر دیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا جنت سے جوڑا منگایا گیا   جس کو دوش نبی پر بٹھایا گیا
جس کے بھائی کو زہر پلایا گیا   جس کو تیروں سے چھلنی کرایا گیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

سامنے جس کے اکبر ذبح ہوگیا   گود میں جس کی اصغر تڑپتا رہا
جس کو امت نے تیروں کا تحفہ دیا   کرلیا نوش جس نے شہادت کا جام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا جھولا فرشتے جھلاتے رہے   لوریاں دے کے نوری سلاتے رہے
جس کو کندھوں پر آقا بٹھاتے رہے   جس پر سفاک خنجر چلاتے رہے
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانان جنت کا سالار ہے   جس کا نانا دو عالم کا سردار ہے
جو سراپائے محبوب غفار ہے   جس کا سر دشت میں زیر تلوار ہے

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

عاشق رب داور پہ لاکھوں سلام نور عین پیغمبر پہ لاکھوں سلام

تشنۂ آب خنجر پہ لاکھوں سلام مالک نہر کوثر پہ لاکھوں سلام

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

اس شہید دلاور پہ لاکھوں سلام

اس شہیدوں کے آفسر پہ لاکھوں سلام

اس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام

اس کی صائم شہادت پہ لاکھوں سلام

جستجو سجدے میں ہے

دین حق سجدے میں ہے اور جستجو سجدے میں ہے
قرب حق سجدے میں ہے دین کی نمو سجدے میں ہے
کربلا میں طور کی سی ہوگئی پیدا فضا
اہل حق کے واسطے جو آرزو سجدے میں ہے
آتش نمرود میں جس طرح اللہ کے خلیل
تھا یزیدی ظلم ایسا' اور تو سجدے میں ہے
کربلا میں کر دیا حق کیلئے سب کچھ پیدا
وہ سراپا ناز اب تک ہو بہو سجدے میں ہے
واہ! نماز عشق تیری اے حسین ابن علی
سب پہ واضح کرگئی کہ راز ''ھو'' سجدے میں ہے
شوکت اسلام کی خاطر ہے کی رنگیں قبا
تیرے اس احسان پر ہر باوضو سجدے میں ہے
تیرا خون پاک تھا دین محمد کی ضیا
سر سے لے کر پاؤں تک گرتا لہو سجدے میں ہے

ماخذ

کتاب	مصنف
تفسیر ابن کثیر	امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر ضیاء القرآن	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
صحیح بخاری شریف	ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
صحیح مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ
جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
سنن ابو داؤد شریف	امام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث بجستانی رحمۃ اللہ علیہ
سنن ابن ماجہ شریف	امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ	عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ
الخصائص الکبریٰ	حضرت علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ الخلفاء	حضرت علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
خصائص علی علیہ السلام	امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ
الشرف المؤبد لآل محمد	امام ابو یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
سیرت امام حسین علیہ السلام	امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
مدارج النبوت	شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
شواہد النبوت	علامہ نور الدین عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
احیاء العلوم	امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
روضۃ الشہداء	مفسر قرآن علامہ ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ
کتاب الشفاء	قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ
ضیاء النبی شریف	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

کتاب	مصنف
شہادت نواسہ سید الابرار	علامہ محمد عبد السلام قادری رضوی
سیرت مصطفیٰ جان رحمت	ازافادات اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ
المنہاج السوی	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
عرفان السنۃ	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
غایۃ الاجابۃ فی مناقب القرابۃ	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
السیف الجلی علی منکر ولایت علی	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مرج البحرین فی مناقب الحسین	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
شہادت امام حسین	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
یاران مصطفیٰ معہ وارثان خلافت راشدہ	مفتی غلام حسن قادری
کربل کی ہے یاد آئی	مفتی غلام حسن قادری
تذکرہ خلفائے راشدین	پروفیسر فضل الٰہی
مشکل کشا	علامہ صائم چشتی
اخلاق اہل بیت	محمد ندیم باری
اقوال علی انسائیکلوپیڈیا	یوسف مثالی
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	سید عظمت حسین شاہ گیلانی
کرامات اہل بیت	محمد توصیف حیدر
سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	محمد بلال قادری
ذکر نور صلی اللہ علیہ وسلم	محمد افضل نوشاہی
جام رحیق عشق	محمد ہارون ہاشمی
کلیات اقبال	ڈاکٹر محمد علامہ اقبال
ماہنامہ ضیائے حرم	مجلّہ
ماہنامہ منہاج القرآن	مجلّہ
ماہنامہ اہلسنّت	مجلّہ

مصنف

علامہ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الشافعی الصفوری رحمۃ اللہ علیہ
(المتوفی ۹۰۰ھ)

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
Hello.042-7213575--0333-4383766

محبت و اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ

علامہ عرفان الٰہی قادری
آستانہ عالیہ ساہو چک شریف